

# سیر الصحابیؓ مع أُسُوصِہابیؓ

تالیف

مولانا سعید انصاری مولانا عبد السلام ندوی  
علامہ سید سلیمان ندوی

تفصیل

محمد رفیع الرحمن

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

مکتبہ اسلامیہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب .....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

### ☆ تنبیہ ☆

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

[kitabosunnat@gmail.com](mailto:kitabosunnat@gmail.com)

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

مع رسالہ  
سلمان خواتون کی بہادری

# سیر الصحابیات مع أسواق حیات

تالیف

مولانا سعید انصاری مولانا عبد اللہ مازوی  
علامہ سید سلیمان ندوی

ترتیب

محمد رفیع رحیم



مکتبہ اسلامیہ

www.KitaboSunnat.com



جلد حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب ..... اُسُوقِ صَحَابِیَّاتِ

تالیف ..... مولانا سعید انصاری

کتاب ..... رِیَازِ الصَّحَابِیَّاتِ

تالیف ..... مولانا عبد السلام ندوی

ناشر ..... مجاہد کورجی

کمپوزنگ / ڈیزائننگ ..... مکتبہ اسلامیہ پرنٹرز

اشاعت ..... ستمبر 2005ء

قیمت .....

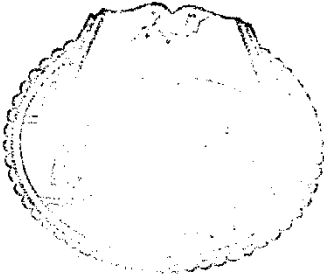


مکتبہ اسلامیہ

لاہور [ ] بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار فون: 042-7244973

فیصل آباد [ ] بیرون امین پور بازار کوٹوالی روڈ فون: 041-2631204





پیر الضحایا

از  
مولانا سعید انصاری



## فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
84	۱۱۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	7	دیباچہ
	بنات طاہرات رضی اللہ عنہن	7	تمہید
88	۱۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا	9	صحابیات رضی اللہ عنہن کے مذہبی کارنامے
91	۲۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا	11	سیاسی کارنامے
93	۳۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا	12	علمی کارنامے
94	۴۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا	13	عملی کارنامے
	عام صحابیات رضی اللہ عنہن	14	انتخاب و ترتیب
103	۱۔ حضرت امامہ رضی اللہ عنہا	18	دیباچہ طبع ثانی
105	۲۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا		از و اوج مطہرات رضی اللہ عنہن
108	۳۔ حضرت ام یمن رضی اللہ عنہا	19	۱۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
111	۴۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد	28	۲۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا
113	۵۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا	33	۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
115	۶۔ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا	45	۴۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
117	۷۔ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا	51	۵۔ حضرت زینب ام المساکین رضی اللہ عنہا
119	۸۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	52	۶۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
124	۹۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا	66	۷۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش
126	۱۰۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا	73	۸۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا
129	۱۱۔ حضرت ریحان رضی اللہ عنہا بنت عوذ بن عفرہ	77	۹۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا
132	۱۲۔ حضرت ام ابی طالب رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب	81	۱۰۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
160	۲۲۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا	134	۱۳۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب
163	۲۳۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا	136	۱۴۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا
165	۲۴۔ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا بنت عبد اللہ	140	۱۵۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا
166	۲۵۔ حضرت ہند رضی اللہ عنہا بنت عقبہ	147	۱۶۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس
170	۲۶۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت عقبہ	150	۱۷۔ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا بنت عبد اللہ
172	۲۷۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت ابی سلمہ	152	۱۸۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت ابی معاویہ
174	۲۸۔ حضرت ام ابی ہریرہ رضی اللہ عنہا	154	۱۹۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید
175	۲۹۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم	157	۲۰۔ حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا
176	۳۰۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بنت جحش	158	۲۱۔ حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا



## دیباچہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿يَسْبَحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ﴾ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْاُمَمِیْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَيُزَكِّیْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ اِنْ كٰنُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِی ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱﴾

اسلام کا مقصد وحید تمام دنیا کو ایک سطح پر لانا تھا۔ اس کی شہنشاہی میں پست و بلند، شاہ و گدا، امیر و غریب، وضع و شریف، عالم و جاہل، عورت و مرد، سب میانہ حیثیت رکھتے تھے۔ اس لئے اس نے اپنی تعلیمات، احکام اور قوانین کے ذریعہ سے تمام دنیا کو مساوات کا پیغام سنایا، جس سے مذہب، اخلاق، تمدن اور سیاست کا قالب بدل گیا اور اس میں وہ نئی روح حرکت کرنے لگی جس کے پیدا کرنے کو اسلام اپنا فرض اولین خیال کرتا تھا۔

اسلام سے پہلے دنیا نے جس قدر ترقی کی تھی، صرف ایک صنف (مرد) کی اخلاقی اور دماغی قوتوں کا کرشمہ تھی، مصر، بابل، ایران، یونان، اور ہندوستان مختلف عظیم الشان تمدن کے چمن آراء تھے۔ لیکن ان میں صنف نازک (عورت) کی آبیاری کا کچھ دخل نہ تھا، اسلام آیا تو اس نے دو صنفوں (مرد و عورت) کی جدوجہد کو وسائل ترقی میں شامل کر لیا اس لئے جب اس کے باغ تمدن میں بہار آئی تو ایک نیارنگ دبو پیدا ہو گیا۔

عورت کو دنیا نے جس نگاہ سے دیکھا وہ مختلف ممالک میں مختلف رہی ہے۔ مشرق میں عورت مرد کے دامن تقدس کا داغ ہے۔ روم اس کو گھر کا اثاثہ سمجھتا ہے۔ یونان اس کو شیطان کہتا ہے۔ تورات اس کو لعنت ابدی کا مستحق قرار دیتی ہے۔ کلیسا اس کو باغ انسانیت کا ناگ تصور کرتا ہے۔ یورپ اس کو خدا یا خدا تعالیٰ کے برابر مانتا ہے۔ لیکن اسلام کا نقطہ نظر ان سب سے جداگانہ ہے۔ وہاں عورت نسیم اخلاق کی نکلت اور چہرہ انسانیت کا غازہ سمجھی جاتی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مکہ میں ہم لوگ عورتوں کو بالکل سچ سمجھتے تھے۔ مدینہ میں سب ان کی قدر تھی۔ لیکن جب اسلام آیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق آیات نازل کیں تو ہم کو ان کی قدر و منزلت معلوم ہوئی۔ ﴿۱﴾

بخاری: کتاب اللباس، باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستعمل من اللباس والبسط رقم ۵۸۴۳۔ مسلم: کتاب الطلاق، باب فی الایلاء واعتزال النساء و تخیر هن، وقولہ تعالیٰ: ﴿وَ اِنْ تَظَاهَرَا عَلَیْہِ﴾ رقم ۳۶۹۲۔

عرب جاہلیت کی رسم دختر کشی پر نظر ڈال کر پیغمبر اسلام ﷺ کے اس قول پر ((يَا اَنْحَسَةُ رُوَيْدُكَ بِالْقَوَارِيْبِ)) ”انحسہ! دیکھنا یہ آگینے ہیں۔“ غور کرو تو تم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی صحیح تشریح معلوم ہوگی۔

اسلام نے صرف یہی نہیں کیا کہ عورتوں کے چند حقوق متعین کر دیئے، بلکہ ان کو مردوں کے مساوی درجہ دے کر مکمل انسانیت قرار دیا۔ صحیح بخاری میں وارد ہوا ہے۔

((الرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْنُونٌ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْنُونَةٌ))

”مرد اپنے اہل کا راعی بنایا گیا ہے اور اس سے ان کے متعلق جواب طلب ہوگا۔ اور عورت شوہر کے گھر کی راعیہ ہے اور اس سے اس کے متعلق باز پرس ہوگی۔“ سنن ابن ماجہ میں اس کی مزید تشریح ہے۔

((لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذَلِكَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ))

”تم کو عورتوں پر بجز مخصوص حقوق کے کوئی دسترس حاصل نہیں ہے، لیکن ہاں جب کوئی گناہ کریں۔“

اس بنا پر اسلام میں عورت کی جو قدر و منزلت قائم ہوئی وہ ملحوظ نتائج دیگر اقوام و مذاہب سے بالکل مختلف تھی۔ تمام دنیا اپنی قومی تاریخ پر ناز کرتی ہے اور بجا طور پر کرتی ہے لیکن اگر اس سے یہ سوال کیا جائے کہ اس افسانہ بے پارینہ میں صنف نازک کی سعی و کوشش کا کس قدر حصہ تھا؟ تو دفعتاً ہر طرف خاموشی چھا جائے گی اور فخر و غرور کا سارا ہنگامہ سرد ہو کر رہ جائے گا۔ یونان بلاشبہ اپنی ”ربات النوع“ کو پیش کر سکتا ہے۔ ہندوستان متعدد عصمت و عفاف کی دیویوں کے نام لے سکتا ہے۔ یورپ کا ”گولڈن ڈیڈس“ چند جنگ آزما عورتوں کو منظر عام پر لا سکتا ہے۔ لیکن کیا ان کی وجہ سے دنیا نے کچھ بھی ترقی کی ہے؟ اور تمدن کا قدم ایک انچ بھی آگے بڑھ سکا ہے؟ تاریخ ان سوالات کا جواب نفی میں دیتی ہے۔

قومی تاریخ کو چھوڑ کر اگر دنیا کی مذہبی تاریخ کا مطالعہ کرو تو صاف نظر آئے گا کہ اس کے اوراق بھی صنف نازک کے عظیم الشان کارناموں سے خالی ہیں۔ مصر اس سلسلہ میں آسیہ رضی اللہ عنہا بنت

☆ مسند احمد: ۱۷۶/۳۔ بخاری: کتاب الجمعۃ فی القرنی والمدن، رقم ۸۹۳۔ مسلم: کتاب الامارۃ، باب فضیلت

الامیر العادل وعتوبہ الجار والحدیث علی الرقی بالرعیۃ والنہی عن ادخال المصعبہ، عظیم رقم ۴۷۲۳۔

☆ ترمذی: کتاب الرضا، باب ما جاء فی حق المرأة علی زوجها، رقم ۱۱۶۲۔ ابن ماجہ: کتاب النکاح، باب حق المرأة علی الزوج، رقم ۱۸۵۱۔

مزاحم کو پیش کرے گا۔ تورات مریم اخت ہارون علیہا السلام کو آگے بڑھائے گی۔ ناصره مریم عذرا علیہا السلام کو سامنے لائے گا۔ ان خواتین کی مذہبی بزرگی اور عظمت مسلم ہے لیکن کیا ان مقدس اور پاک خواتین کا کوئی مذہبی یا اصلاحی کارنامہ تاریخ نے بھی یاد رکھا ہے؟

بخلاف اس کے اسلام نے جن پروہ نشینوں کو اپنے کنار عاطفت میں جگہ دی انہوں نے دنیا میں بڑے بڑے عظیم الشان کام انجام دیے ہیں جو تاریخ کے صفحات میں نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ کتاب خاص صحابیات رضی اللہ عنہن کے حالات میں ہے۔ اس لئے ہم صرف ان ہی کارناموں کو پیش کریں گے جو صحابیات رضی اللہ عنہن سے متعلق ہیں؛ کیونکہ یہ صنف نازک کا پہلا قدم تھا جو ترقی کی راہ میں اٹھایا گیا۔

صحابیات رضی اللہ عنہن کے کارنامے تمدن کے تمام عنوانات پر تقسم ہیں اور ہم ان کو اجمالاً اس مقام پر لکھنا چاہتے ہیں۔

## مذہبی کارنامے

مذہبی خدمات کے سلسلہ میں سب سے اہم خدمت جہاد ہے اور صحابیات رضی اللہ عنہن نے جس جوش جس خلوص جس عزم اور جس استقلال سے اس خدمت کو ادا کیا ہے اس کی نظیر مشکل سے مل سکے گی۔ غزوہ احد میں جب کہ کافروں نے عام حملہ کر دیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف چند جاں نثار رہ گئے تھے، حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہو گئیں۔ کفار جب آپ پر بڑھتے تھے تو تیر اور تلوار سے روکتی تھیں۔ ابن قریہ جب دڑاتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا تو حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے بڑھ کر روکا۔ چنانچہ کندھے پر زخم آیا اور غار پڑ گیا۔ انہوں نے تلوار ماری لیکن وہ دہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے کارگر نہ ہوئی۔ جنگ مسیلہ میں انہوں نے اس پامردی سے مقابلہ کیا کہ ۱۲ زخم کھائے اور ایک ہاتھ کٹ گیا۔

غزوہ خندق میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جس بہادری سے ایک یہودی کو قتل کیا اور یہودیوں کے حملہ کے روکنے کی جو تدبیر اختیار کی وہ بجائے خود نہایت حیرت انگیز ہے۔ غزوہ حنین میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا خنجر لے کر نکلتا ایک مشہور بات ہے۔

- طبقات الکبریٰ لابن سعد: ۳۰۱/۸ تحت عنوان ام عمارہ۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام: ۴۱/۱، ۲۶۶ تحت عنوان اسماء من تصفہ العقبۃ۔ ابن ہشام: ۸۲۔ طبقات الکبریٰ لابن سعد: ۳۰۲/۸ تحت عنوان ام عمارہ۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام: ۳۶۶/۱، ۲ تحت عنوان اسماء من تصفہ العقبۃ۔ سیر اعلام النبلاء: ۷۰/۲، ۷۱/۱، ۷۲/۱۔
- الاصابہ فی تمییز الصحابہ: ۳/۳۶۱ رقم ۱۳۲۰۔ مسلم: کتاب الحجۃ ذاب غزوۃ النساء مع الرجال رقم ۳۶۷۹۔

جنگ یرموک میں جو خلافت فاروقی میں ہوئی تھی حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا، حضرت ام ابان رضی اللہ عنہا، ام حکیم رضی اللہ عنہا، خولہ بنتی اللہ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے بڑی دلیری سے جنگ کی تھی اور اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے جوانصار کے قبیلہ سے تھیں خیمہ کی چوب سے نور و میوں کو قتل کیا تھا۔ ❊

نہ صرف بری بلکہ بحری لڑائیوں میں بھی صحابیات رضی اللہ عنہن شرکت کرتی تھیں۔ ۲۸ھ میں جزیرہ قبرس پر حملہ ہوا تو حضرت اُمّ حرام رضی اللہ عنہا اس میں شامل ہوئیں۔ ❊

میدان جنگ میں اس کے علاوہ صحابیات رضی اللہ عنہن اور خدمات بھی انجام دیتی تھیں۔ مثلاً (۱) پانی پلانا (۲) زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا (۳) مقتولوں اور زخمیوں کو اٹھا کر میدان جنگ سے لے جانا (۴) چرخہ کا تانا (۵) تیراٹھا کر دینا (۶) خورد و نوش کا انتظام کرنا، پکانا (۷) قبر کھودنا (۸) فوج کو ہمت دلانا، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ام سلیم رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے غزوہ احد میں مشک بھر بھر کر زخمیوں کو پانی پلایا تھا۔ ❊ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی چند عورتیں زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھیں اور اس مقصد کے لئے وہ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوا کرتی تھیں۔ ❊ ربیع بنت معوذہ رضی اللہ عنہا وغیرہ نے شہداء و مجروحین کو قتل گاہ سے اٹھا کر مدینہ پہنچایا تھا۔ ❊ ام زیاد الشجعیہ اور دوسری پانچ عورتوں رضی اللہ عنہن نے غزوہ خیبر میں چرخہ کا ت کر مسلمانوں کو مدد دی تھی وہ تیراٹھا کر لاتی اور ستو پلاتی تھیں۔ ❊ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے سات غزوات میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے کھانا پکایا تھا۔ ❊ اغواٹ اور امارٹ وغیرہ کی جنگوں میں جو خلافت فاروقی میں ہوئیں عورتوں اور بچوں نے گورکشی کی خدمت انجام دی تھی۔ ❊ اور جنگ یرموک میں جب مسلمانوں کا مینہ ہٹتے ہٹتے حرم کے خیمہ گاہ تک آ گیا تو ہندوئی لڑکیاں اور خولہ رضی اللہ عنہا وغیرہ نے پر جوش اشعار پڑھ کر لوگوں کو غیرت دلائی تھی۔ ❊

اشاعت اسلام بھی مذہب کی ایک بڑی خدمت ہے اور صحابیات رضی اللہ عنہن نے اس سلسلے میں خاص کوششیں کی ہیں، چنانچہ حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کی دعوت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا۔ ❊ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ترغیب سے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آستانہ اسلام پر سر جھکایا تھا۔ ❊

- ❊ سیر اعلام النبلاء ۲/۲۹۶-۲۹۷: ۲۳۵/۸ رقم ۵۸ ❊ بخاری: کتاب الاستیذان باب من زار قوماً قتال عند صم رقم ۶۱۸۲ ❊ بخاری: کتاب المغازی باب قولہ: ﴿اذْهَبْ طَائِفَتَانِ﴾ رقم ۳۰۶۲ باب ذکر ام سلمہ رقم ۴۰۷۱ ❊ ابو داؤد: کتاب الجہاد باب فی النساء یغزون رقم ۲۵۳۱ ❊ بخاری: کتاب الطب باب هل یدادی الرجل المرأة والمرأة الرجل رقم ۵۶۷۹ ❊ ابو داؤد: کتاب الجہاد باب فی المرأة والعبد یخدیان من الغنیمہ رقم ۲۷۲۹ ❊ مسلم: کتاب الجہاد باب النساء الغازیات بریض لهن ولا یسمن رقم ۳۶۹۰-واہن ماجہ: کتاب الجہاد باب العبد والنساء یشھدون مع المسلمین رقم ۲۸۵۶-الطبقات: ۸/۳۳۳ ❊ تاریخ الطبری: ۳/۵۷۹-۵۸۰ ❊ اسد الغابہ: ج ۵/۵۶۳ ❊ اسد الغابہ: ۵/۵۱۹ ❊ الاصابہ: ۸/۳۶۱ رقم ۱۳۲۱

عمرہ رضی اللہ عنہا اپنی بیوی ام حکیم رضی اللہ عنہا کے سمجھانے پر مسلمان ہوئے تھے۔ اور ام شریک دوسرے رضی اللہ عنہا کی وجہ سے قریش کی عورتوں میں اسلام پھیلا تھا۔ جو نہایت مخفی طور پر اس خدمت کو انجام دیتی تھیں۔

اسلام کی حفاظت بھی ایک اہم کام ہے اور متعدد صحابیات رضی اللہ عنہا میں سب سے زیادہ اس خدمت کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ادا کیا ہے۔ ۳۵ھ میں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور نظام مذہب درہم برہم ہو گیا تو انہوں نے اصلاح کی آواز بلند کی جس پر مکہ اور بصرہ کے لوگوں نے لبیک کہا۔

نماز کی امامت بھی ایک اہم کام ہے اور متعدد صحابیات رضی اللہ عنہا نے اس کو کبھی کبھی عورتوں کے مجمع میں انجام دیا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، ام ورقہ بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا اور سعدہ بنت قمامہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں۔ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ انھوں نے اپنے مکان کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا جہاں وہ ہمیشہ امامت کرتی اور اذان دیتی تھیں۔ (عورت کی اقتدا عورت کے پیچھے درست ہے۔ مگر حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے)

## سیاسی کارنامے

صحابیات رضی اللہ عنہا نے متعدد سیاسی خدمتیں بھی انجام دی ہیں۔ چنانچہ حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا اس درجہ صائب الرائے تھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی تحسین کرتے اور ان سے مشورہ لیتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بسا اوقات بازار کا انتظام بھی ان کے سپرد کیا ہے۔

ہجرت سے قبل جب قریش نے کاشانہ نبوت کا محاصرہ کرنا چاہا تو رقیقہ بنت صفی رضی اللہ عنہا نے جو عبدالمطلب کی بھتیجی تھیں، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ارادہ کی اطلاع دی تھی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب گاہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

عورت کے سیاسی اختیارات اس قدر وسیع ہیں کہ وہ دشمنوں کو پناہ دے سکتی ہے اور امام اس کے امان کو برقرار رکھ سکتا ہے۔ سنن ابی داؤد میں لکھا ہے کہ فتح مکہ کے زمانہ میں ام ہانی رضی اللہ عنہا نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہمسرہ تھیں، ایک مشرک کو پناہ دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

((قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتَ وَأَمَّا مَنْ أَمْنْتَ))

۱ مؤطا: کتاب النکاح، نکاح الکفر، اذا سلمت زوجۃ قبلہ رقم ۱۱۴۳۔

۲ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: ۳۶۶/۸، رقم ۱۳۴۷۔ ۳ اسد الغابہ: ۶۲۶/۵، حرف داو۔

۴ اسد الغابہ: ۳۸۷/۵، حرف شین۔ ۵ اسد الغابہ: ۳۸۷/۵، حرف شین۔ ۶ الاصابۃ: ۳۰۲/۸، رقم ۳۲۵۔

۷ طبقات الکبریٰ لابن سعد: ۳۵/۸، تحت عنوان رقیقہ۔ ۸ ابوداؤد: کتاب النکاح باب فی امان المرأة رقم ۲۷۶۳۔

”تم نے جس کو پناہ یا امان دی ہم نے بھی دی۔“

## علمی کارنامے

اسلامی علوم یعنی قرأت، تفسیر، حدیث، فقہ، فرائض میں متعدد صحابیات رضی اللہ عنہن کمال رکھتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے پورا قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ ہند بنت اسید رضی اللہ عنہا، ام ہشام رضی اللہ عنہا بنت حارثہ، راتلہ بنت حیان رضی اللہ عنہا اور ام سعد بنت سعد ابن ربیع رضی اللہ عنہا بعض حصوں کی حافظ تھیں، ام سعد رضی اللہ عنہا قرآن مجید کا درس بھی دیتی تھیں۔ تفسیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خاص کمال تھا، چنانچہ صحیح مسلم کے آخر میں ان کی تفسیر کا معتد بہ حصہ منقول ہے۔

حدیث میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن عموماً اور حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہن خصوصاً تمام صحابیات رضی اللہ عنہن سے ممتاز تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات ۲۲۱۰ ہیں اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ۳۷۸ حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان کے علاوہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا اور اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا، ام ہانی رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس بھی کثیر الروایہ گزری ہیں۔

فقہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فتاویٰ اس قدر ہیں کہ متعدد ضخیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتاویٰ سے ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، جویریہ رضی اللہ عنہا، میمونہ رضی اللہ عنہا، فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا، ام شریک رضی اللہ عنہا، ام عطیہ رضی اللہ عنہا، اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا، لیلیٰ بنت قائف رضی اللہ عنہا، خولہ بنت تویت رضی اللہ عنہا، ام الدرداء رضی اللہ عنہا، عائکہ بنت زید رضی اللہ عنہا، سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا، فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا، زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا، ام ایمن رضی اللہ عنہا، ام یوسف رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتاویٰ ایک مختصر رسالہ میں جمع کئے جاسکتے ہیں۔

فرائض میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خاص مہارت تھی۔ اور بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے فرائض کے متعلق مسائل دریافت کرتے تھے۔

اسلامی علوم کے علاوہ اور علوم میں بھی صحابیات رضی اللہ عنہن دسترس رکھتی تھیں مثلاً علم اسرار میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو پوری واقفیت تھی۔ خطابت میں اسماء بنت سلک رضی اللہ عنہا کا خاص شہرہ تھا۔

۱ فتح الباری ۵/۹: کتاب فضائل القرآن باب قراءۃ اصحابیہ۔ ۲ الاصلیہ: ۲۵۶/۸ رقم ۱۲۹۳۔ اسد الغابۃ: ۵/۸۶۔

۳ طبقات الکبریٰ ۲/۱۲۶ تحت عنوان عائشہ رضی اللہ عنہا۔ ۴ اعلام الموقعین: ۱/۱۲۱ من الکفرین

۵ طبقات ابن سعد: ۲/۱۲۶ عنوان عائشہ رضی اللہ عنہا۔ ۶ زرقانی: ۳/۲۷۲ والاصلیہ: ۳/۳۵۹۔

۷ ۱-۱۱۱ رقم ۲۳۳۳۔ ۵۸۔

تعبیر میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا مشہور تھیں۔ ❁

طب اور جراحی میں رفیدہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا، ام مطاع رضی اللہ عنہا، ام کبشہ رضی اللہ عنہا، حمند بنت جحش رضی اللہ عنہا، معاذہ رضی اللہ عنہا، لیلیٰ رضی اللہ عنہا، امیمہ رضی اللہ عنہا، ام زیادہ رضی اللہ عنہا، ربیع بنت معوذہ رضی اللہ عنہا، ام عطیہ رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو زیادہ مہارت تھی۔ رفیدہ رضی اللہ عنہا کا خیمہ جس میں جراح خانہ بھی تھا مسجد نبوی کے پاس تھا۔ ❁

شاعری میں خساء رضی اللہ عنہا، سعدی رضی اللہ عنہا، صفیہ رضی اللہ عنہا، عاتکہ رضی اللہ عنہا، امامہ مریدیہ رضی اللہ عنہا، ہند بنت حارث رضی اللہ عنہا، زینب رضی اللہ عنہا بنت عوام رضی اللہ عنہا، عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا، ہند بنت اثاثہ رضی اللہ عنہا، ام ایمن رضی اللہ عنہا، قنیلہ عبد ربیعہ رضی اللہ عنہا، کبشہ رضی اللہ عنہا بنت رافع، میمونہ بلویہ رضی اللہ عنہا، نعم رضی اللہ عنہا قرینہ رضی اللہ عنہا زیادہ نامور ہیں۔ خساء رضی اللہ عنہا کا جواب آج تک عورتوں میں پیدا نہیں ہوا، ان کا دیوان چھپ گیا ہے۔

## عملی کارنامے

اس سے مراد صنعت و حرفت ہے، جس میں حیا کت، فلاحت، کتابت، تجارت اور خیاطت وغیرہ داخل ہیں۔ اسد الغابہ اور مسند احمد بن حنبل کی متعدد روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابیات رضی اللہ عنہن عموماً کپڑا بنا کرتی تھیں جو ان کو اور ان کی اولاد کو کافی ہوتا تھا۔ ❁

کاشتکاری تمام صحابیات رضی اللہ عنہن نہیں کرتی تھیں بلکہ وہ مدینہ یا دیگر سرسبز مقامات کے باشندوں کے ساتھ مخصوص تھیں۔ مدینہ میں عموماً انصار کی عورتیں کاشتکاری کرتی تھیں، مہاجر عورتوں میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بھی یہی مشغلہ تھا۔ ❁

لکھنا بہت سی صحابیات رضی اللہ عنہن جانتی تھیں، چنانچہ شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا کو اس میں خاص طور پر شہرت حاصل ہے جنہوں نے ایام جاہلیت ہی میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ شفاء رضی اللہ عنہا کے علاوہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا اور کریمہ بنت المقداد رضی اللہ عنہا بھی لکھنا جانتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اگرچہ پڑھنا آتا تھا لیکن لکھنا نہیں آتا تھا۔ ❁

صحابیات رضی اللہ عنہن میں بعض عورتیں تجارت بھی کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت نہایت وسیع پیمانہ پر شام سے تھی۔ ❁ خولاء رضی اللہ عنہا، ملیکہ رضی اللہ عنہا ثقیفہ رضی اللہ عنہا اور بنت خربہ رضی اللہ عنہا عطر کی تجارت

❁ الاصابۃ فی سیر الصحابۃ: ۸/۲۳۱، رقم ۵۱، کتاب النساء۔

❁ ابن سعد: ۸/۲۱۳ تحت اسم کعبہ۔ الاصابۃ: ۳/۳۹۶، رقم ۹۲۹۔

❁ اسد الغابۃ: ۵/۳۹۸، عنوان اسماء بنت یزید۔ مسند احمد: ۵/۱۶۶۔ ❁ بخاری: کتاب النکاح، باب المتصحیح

بالم، رقم ۵۲۲۳۔ مسند احمد: ۶/۳۳۷۔ ❁ فوج البلدان بلا ذری: ص ۵۸۱، القسم الثالث۔

❁ الاصابۃ: ۴/۲۸۱، رقم ۳۳۵۔ اسد الغابۃ: ۵/۴۳۵۔ الطبقات: ۵/۹۔



کیا کرتی تھیں۔ \* سینا عام تھا چنانچہ فاطمہ بنت شبیبہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کے حالات سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ شادی بیاہ اور خوشی کی تقریبات میں انصار کی لڑکیاں گیت گالیتی تھیں، بلکہ کبھی کبھی شادی بیاہ اور خوشی کے موقع پر آنحضرت ﷺ کے سامنے بھی اشعار گائے ہیں اور فریہ بنت معوذہ رضی اللہ عنہا نے جو حدیث روایت کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کی اجازت دے دی تھی۔ مدینہ میں ایک بی بی تھیں جن کا نام ارنب تھا آنحضرت ﷺ کے حکم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو انصار کی بعض شادیوں میں گیت گانے کو بھیجا ہے۔ ارنب رضی اللہ عنہا کا تذکرہ اصابعہ میں آیا ہے۔ \* ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کھن کے ساتھ قرآن پڑھتی تھیں اور خاص آنحضرت ﷺ کے طرز پر پڑھ سکتی تھیں۔ \*

ان صنعتوں کے علاوہ بعض صحابیات رضی اللہ عنہن اور کام بھی جانتی تھیں، مثلاً حضرت سودہ رضی اللہ عنہا طائف کی کھالیں درست کرتی اور ان کو دباغت دیتی تھیں۔ \* حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی دستکار تھیں۔ \*

اس تمام تفصیل کے بعد اب ہم کو اس کتاب کے متعلق عرض کرنا ہے۔

## انتخاب و ترتیب

یہ کتاب صحابیات رضی اللہ عنہن کے حالات میں ہے اور سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم کی آخری جلد ہے۔ صحابیات رضی اللہ عنہن کے حالات میں اگرچہ بعض مخصوص کتابیں لکھی گئی ہیں، مثلاً ابن اثیر (المتوفی ۶۳۰ھ) نے تاریخ النساء کے نام سے ایک کتاب لکھی جو ناپید ہے۔ \* اس کے علاوہ اسماء الرجال کی تمام کتابوں میں ان کا خاص طور پر تذکرہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ ابن مندہ (المتوفی ۳۹۵ھ) ابونعیم (المتوفی ۴۰۳ھ) قاضی ابن عبدالبر (المتوفی ۴۶۳ھ) اور ابوموسیٰ اصفہانی (المتوفی ۵۸۱ھ) نے اپنی کتابوں میں ان کے حالات لکھے ہیں۔

قاضی ابن عبدالبر کی کتاب کا نام استیعاب ہے۔ اس میں ۳۹۸ صحابیات رضی اللہ عنہن کے حالات ہیں جن میں مکررات ہیں۔ اصابعہ میں لکھا ہے کہ استیعاب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قاضی صاحب نے اپنے

\* اسد الغابۃ: ۵/۳۳۲-۵۳۸۔ \* الاصابۃ: ۳/۲۲۶ رقم ۲۸۔

\* مستدرک احمد: ۶/۳۰۰۔ ترمذی: ابواب فضائل القرآن باب ماجاء کیف كانت قراءۃ النبی ﷺ رقم ۲۹۲۳۔

ابوداؤد: کتاب الحروف والقراءات رقم ۳۹۹۰۔ \* اسد الغابۃ: ۵/۳۴۰۔ الاصابۃ: ۳/۲۸۶ رقم ۳۵۰۔

\* اسد الغابۃ: ۵/۳۶۵۔ الاصابۃ: ۳/۳۱۴۔ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا۔

\* اسد الغابۃ: ۵/۴۷۲۔ تحت حرف السین۔

خیال میں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا استقصا کر لیا تھا۔ حالانکہ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر صرف صحابیات رضی اللہ عنہن کو لیا جائے تب بھی یہ خیال غلط ٹھہرتا ہے۔ طبقات الصحابہ رضی اللہ عنہم میں جو محمد بن سعد زہری کا تب واقعی کی تصنیف ہے اور تیسری صدی کے اوائل میں لکھی گئی ہے ۶۲۷ عورتوں کے حالات ہیں جن میں ۹۳ غیر صحابیات ہیں۔ ابن سعد نے اپنی کتاب کی آٹھویں جلد مستقل عورتوں کے حالات میں لکھی ہے۔

قاضی صاحب کے بعد علامہ ابن اثیر جزری (المتوفی ۶۳۰ھ) نے اسد الغابہ کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی جس میں عورتوں کے حالات کا ایک حصہ مخصوص کیا اس میں ۱۰۲۲ صحابیات رضی اللہ عنہن کے نام ہیں جن میں کمرات کے علاوہ ۶۷ مجہول عورتیں بھی ہیں۔

نویں صدی میں حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ) نے اسماء الرجال پر دو نہایت ضخیم کتابیں لکھیں۔ تہذیب التہذیب اور اصابع فی تمیز الصحابہ تہذیب کی بارہویں جلد کا ایک حصہ عورتوں کے حالات میں ہے۔ جس میں ۳۲۲ عورتوں کے تذکرے ہیں ان میں مکرر نام بھی آ گئے ہیں اور تابعیات کے حالات بھی۔ البتہ اصابع کی آٹھویں جلد خاص صحابیات کے حالات میں ہے جس میں ۱۵۴۵ عورتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے اس میں کمرات بھی ہیں اور کتنیں بھی۔ اصابع میں صحابیات رضی اللہ عنہن کی سب سے بڑی تعداد مذکور ہے۔

تاہم ان تمام کتابوں میں چند خصائص مشترک ہیں (۱) سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اسماء الرجال کے مصنفین کا مقصد محض ناموں کا استقصا ہوتا ہے ان کو اپنے مقصد کے لحاظ سے اس سے بحث نہیں ہوتی کہ جو واقعات ہاتھ آئے ہیں ان سے کوئی مفید تاریخی نتیجہ نکل سکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ یہ بحث ان کے فن سے خارج ہے۔ (۲) کثرت سے ان کو ایسے نام لکھنے پڑتے ہیں جن کے حالات دوسرے طریقوں سے بالکل معلوم نہیں ہوتے یہ وہ نام ہیں جو برسیل تذکرہ کسی حدیث میں آ گئے ہیں۔ (۳) بعض جگہ صرف کنیت یا لقب لکھ دیتے ہیں کہ اس سے زیادہ ان کا کوئی حال ان کو معلوم نہ ہو سکا۔ (۴) کہیں بالکل مبہم تذکرہ کرتے ہیں مثلاً امرات (ایک عورت) اور اس کے بعد کوئی واقعہ لکھتے ہیں اس سے زیادہ کا علم ہی نہیں ہوتا۔ (۵) عموماً جن عورتوں کے حالات پہلے لکھ جاتے ہیں ان کا کتنوں اور القاب میں دوبارہ تذکرہ کرتے ہیں جس سے مکرار پیدا ہوتی ہے۔

ان کے علاوہ ایک اور مشکل یہ ہے کہ ان تمام کتابوں میں کوئی خاص ترتیب ملحوظ نہیں ہے۔ تہذیب میں تو تابعیات تک کے حالات ہیں۔ البتہ طبقات ابن سعد اس نکتہ چینی میں شامل نہیں ہے۔ یہ تعداد تخمینی ہے۔

وہ ترتیب کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ پہلے آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں، پھوپھیوں، ان کی لڑکیوں اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے تراجم ہیں پھر قریش اور عام مہاجرات رضی اللہ عنہن کا تذکرہ ہے اس کے بعد انصاریات رضی اللہ عنہن کے حالات ہیں جن میں ہر خاندان کا ذکر جدا جدا ہے۔ آخر میں ان عورتوں کا تذکرہ ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے بجائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن وغیرہ سے روایت کی ہے اور یہ حصہ صحابیات رضی اللہ عنہن سے بالکل الگ ہے۔

اس میں شک نہیں کہ صحابیات رضی اللہ عنہن کے استقصا اور ان کی سیرتوں کی ترتیب کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن موجودہ زمانہ میں فن سیرت نگاری نے جو ترقی کی ہے اس کے لحاظ سے یہ تمام کتابیں ناکافی تھیں۔ نیز مسلمانوں کا موجودہ تنزل ان کی کتابوں کو نئے آب و رنگ سے پیش کرنے کا داعی تھا اس بنا پر ہم نے کتب اسماء الرجال کے ساتھ صحاح ستہ اور مسند احمد بن حنبل وغیرہ کا مطالعہ کر کے مفید معلومات کا اضافہ کیا اور بالکل جدید انداز سے صحابیات رضی اللہ عنہن کی سیرتیں مرتب کیں۔

اسماء الرجال کی کتابوں میں مناقب پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ ہم نے ان کے بجائے مذہبی، سیاسی اور اخلاقی کارناموں پر زیادہ توجہ کی اور ان کو زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھا۔ کیونکہ یہی وہ چیزیں ہیں جو ایک مردہ قوم کے قالب میں جان ڈال سکتی ہیں۔ یہ وہ خیال تھا جس نے خود بخود صحابیات رضی اللہ عنہن کی تعداد کو گھٹا دیا جس سے ہمارا دائرہ انتخاب بھی بہت محدود ہو گیا۔

اس کتاب میں ۴۵ صحابیات رضی اللہ عنہن کی سوانح عمریاں ہیں جو شرائط مذکورہ کے ساتھ لکھی گئی ہیں۔ اور اس بنا پر یہ کتاب فن اسماء الرجال میں داخل ہونے کی بجائے صحابیات رضی اللہ عنہن کی تاریخ بن گئی ہے جس میں ان کے محاسن کمال کا ایک ایک خال و خط نظر آتا ہے۔

واقعات کے انتخاب میں خاص احتیاط مد نظر رکھی گئی ہے اور ان کو روایت و درایت کی کسوٹی پر جانچ لیا گیا ہے۔ اسی بنا پر بہت سے واقعات جو عام کتابوں میں متداول ہیں، اس کتاب میں نہیں ملیں گے۔

(اس میں ناظرین کو صحابیات رضی اللہ عنہن کے حالات میں بعض ایسی روایتیں ملیں گی جو مسائل فقہیہ کے معارض ہیں۔ اس لئے یہ بات واضح رہنا چاہیے کہ یہ کتاب تذکرہ و تراجم کی ہے اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس پاکیزہ جماعت کی زندگی کا نقشہ ہمارے سامنے آ جائے۔ مسائل فقہیہ کی تشریح اور روایات مختلفہ کی تطبیق و ترجیح اس کا موضوع نہیں ہے۔ اس لئے اختلافی مسائل فقہیہ میں اس کتاب کو اپنے عمل کے لئے سند بنانا صحیح نہ ہوگا۔

ناظرین کی سہولت کے لئے اس قسم کی مندرجہ روایات پر نوٹ دے دیئے گئے ہیں۔

ان تمام باتوں کے ساتھ ممکن بلکہ اغلب ہے کہ مجھ سے تحریر میں کچھ فروگزاشتیں ہو گئی ہوں۔  
لیکن انسان اس سے زیادہ اور کیا کر سکتا ہے۔

وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ط﴾ ❁

سعید انصاری  
دارالمصنفین اعظم گڑھ  
۵ محرم ۱۴۳۰ھ



## دیباچہ طبع ثانی

دارالمصنفین نے سیر الصالحات رضی اللہ عنہ کا جو سلسلہ لکھا اور شائع کیا تھا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مسلمانوں میں اس کو مقبولیت بخشی اور بہت سے سعادت مندوں کو اس سے علمی و عملی فائدے پہنچائے۔ اس سے امید ہے کہ اس سلسلہ کے لکھنے والوں کو ان شاء اللہ تعالیٰ اجر آخرت بھی ملے گا۔ اس سلسلہ کو دارالمصنفین کے حسب ذیل رفقاء نے لکھ کر پورا کیا ہے۔

① مولانا عبدالسلام صاحب ندوی۔

② مولانا حاجی معین الدین صاحب ندوی مرحوم سابق صدر مدرس مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ۔

③ مولانا شاہ معین الدین احمد صاحب ندوی۔

④ مولانا سعید انصاری صاحب۔

یہ سیر الصالحات رضی اللہ عنہ آخرا الذکر رفیق کے قلم سے نکلی ہے اور یہ پہلی دفعہ آج سے تیس برس پہلے ۱۳۳۱ھ میں چھپی تھی اور اب وہ دوبارہ شائع کی جا رہی ہے۔ اس دوسرے ایڈیشن پر ہمارے ایک اور رفیق مولانا محمد اویس صاحب نگر امی ندوی نے نظر ثانی کی ہے۔ حوالوں کی تصحیح، بعض غلطیوں کی اصلاح اور بعض مطالب میں مناسبت ترمیم بھی انہوں نے کی ہے جس کے لئے وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ امید ہے کہ یہ کتاب اس کے بعد اپنی افادیت میں پہلے سے بہتر اور ان شاء اللہ مؤلف اور صح دونوں کے لئے خیر جاری ثابت ہوگی۔

مسلمان عورتیں زمانہ کے نئے حالات سے بدل رہی ہیں۔ ان کے سامنے سعادت مند خواتین کا کوئی اسوہ موجود نہیں اس لئے ان کا راہ سے ہٹنا دور از عقل نہیں، لیکن اگر ہماری بہنیں اور بیٹیاں اس کتاب کو اپنی زندگی کا نمونہ بنائیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ دینداری خدا ترسی پاکیزگی، عفت اور اصلاح و تقویٰ کے ساتھ وہ دنیا کو کیونکر نباہ سکتی ہیں اور دنیا اور آخرت دونوں کی نیکیوں کو اپنے آپ نچل میں کیسے سمیٹ سکتی ہیں۔

والسلام  
سید سلیمان ندوی  
ناظم دارالمصنفین اعظم گڑھ  
۳ شعبان ۱۴۲۳ھ

## حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا \*

### نام و نسب

خدیجہ نام ام ہند کنیت، طاہرہ لقب، سلسلہ نسب یہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی، قصی پر پہنچ کر ان کا خاندان رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا۔ اور لوی بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد تھیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد اپنے قبیلہ میں نہایت معزز شخص تھے۔ مکہ آ کر اقامت کی، عبدالدار ابن قصی کے جوان کے ابن عم تھے حلیف بنے اور یہیں فاطمہ بنت زائدہ سے شادی کی۔ جن کے بطن سے عام افیل سے ۱۵ سال قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ \*  
سن شعور کو پہنچیں تو اپنے پاکیزہ اخلاق کی بنا پر طاہرہ \* کے لقب سے مشہور ہوئیں۔

### نکاح

باپ نے ان صفات کا لحاظ رکھ کر شادی کے لئے ورقہ بن نوفل کو جو برادر زادہ اور تورات و انجیل کے بہت بڑے عالم تھے منتخب کیا لیکن پھر کسی وجہ سے یہ نسبت نہ ہو سکی اور ابو ہالہ بن بناش تمیمی سے نکاح ہو گیا۔ \*

ابو ہالہ کے بعد شقیق بن عابد مخزومی کے عقد نکاح میں آئیں۔

اسی زمانہ میں حرب الغبار چھڑی، جس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے باپ لڑائی کے لئے نکلے اور مارے گئے۔ \* یہ عام افیل سے 20 سال بعد کا واقعہ ہے۔ \*

### تجارت

باپ اور شوہر کے مرنے سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سخت دقت واقع ہوئی ذریعہ معاش تجارت تھی جس کا کوئی نگران نہ تھا۔ تاہم اپنے اعزہ کو معاوضہ دے کر مال تجارت بھیجتی تھیں۔ ایک مرتبہ مال کی روانگی کا وقت آیا تو ابوطالب نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ تم کو خدیجہ رضی اللہ عنہا سے جا کر ملنا چاہیے

\* طبقات ابن سعد: ۸/۷-۱۱۔ الاصابہ: ۳/۲۸۱، رقم ۳۳۳۔ سیر اعلام النبلاء: ۲/۱۰۹، رقم ۱۶۔

\* الاصابہ: ۳/۲۸۱، رقم ۳۳۳۔ الطبقات: ۱۰/۸۔ الاصابہ: ۳/۲۸۱، رقم ۳۳۳۔

\* ابن سعد: ۸/۸۔ السیر: ۲/۱۱۱، رقم ۱۶۔ الطبقات لابن سعد: ۸/۹، رقم ۹۹۔ ابن سعد: ۸/۱۰۔

ان کا مال شام جائے گا۔ بہتر ہوتا کہ تم بھی ساتھ جاتے میرے پاس روپیہ نہیں ورنہ میں خود تمہارے لئے سرمایہ مہیا کر دیتا۔

رسول اللہ ﷺ کی شہرت ”امین“ کے لقب سے تمام مکہ میں تھی اور آپ ﷺ کے حسن معاملت، راست بازی، صدق و دیانت اور پاکیزہ اخلاق کا عام چرچا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس گفتگو کی خبر ملی تو فوراً پیغام بھیجا کہ ”آپ میرا مال تجارت لے کر شام کو جائیں۔ جو معاوضہ میں اوروں کو دیتی ہوں آپ کو اس کا مضاعف دوں گی۔“ آنحضرت ﷺ نے قبول فرمایا اور مال تجارت لے کر میسرہ (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام) کے ہمراہ بصری تشریف لے گئے۔ اس سال کا نفع سالہائے گزشتہ کے نفع سے مضاعف تھا۔ ❁

## حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کے عقد میں آتی ہیں

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دولت و ثروت اور شریفانہ اخلاق نے تمام قریش کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا۔ اور ہر شخص ان سے نکاح کا خواہاں تھا۔ لیکن کارکنانِ قضا و قدر کی نگاہ انتخاب کسی اور پر پڑ چکی تھی۔ آنحضرت ﷺ مال تجارت لے کر شام سے واپس آئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے شادی کا پیغام بھیجا۔ نفیسہ بنت منبہ (یعنی بن امیہ کی ہمشیرہ) اس خدمت پر مقرر ہوئی۔ آپ ﷺ نے منظور فرمایا۔ ❁ اور شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد اگرچہ وفات پا چکے تھے تاہم ان کے چچا عمرو بن اسد زندہ تھے۔ عرب میں عورتوں کو یہ آزادی حاصل تھی کہ شادی بیاہ کے متعلق خود گفتگو کر سکتی تھیں۔ اسی بنا پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے چچا کے ہوتے ہوئے بھی خود براہ راست تمام مراتب طے کئے۔

تاریخ معین پر ابو طالب اور تمام رؤسائے خاندان جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے خاندان کے چند بزرگوں کو جمع کیا تھا۔ ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ عمرو بن اسد کے مشورہ سے ۵۰۰ سولائی درہم مہر قرار پایا اور خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا حرمِ نبوت ہو کر ام المؤمنین کے شرف سے ممتاز ہوئیں۔ اس وقت آنحضرت ﷺ پچیس سال کے تھے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس برس کی تھی۔ یہ بعثت سے پندرہ سال قبل کا واقعہ ہے۔ ❁

❁ الاصابہ: ۲۸۲/۳، رقم ۳۳۳۔ اسد الغابہ: ۴۳۳/۵۔ زر قانی: ۱/۲۳۰۔

❁ الاصابہ: ۲۸۲/۳، رقم ۳۳۳۔ طبقات الکبریٰ لابن سعد: ۱۰/۸۔



اسلام

پندرہ برس کے بعد جب آنحضرت ﷺ پیغمبر ہوئے اور فرض نبوت کو ادا کرنا چاہا تو سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ پیغام سنایا وہ سننے سے پہلے مؤمن تھیں کیونکہ ان سے زیادہ آپ ﷺ کے صدق دعویٰ کا کوئی شخص فیصلہ نہیں کر سکتا تھا۔ صحیح بخاری باب بدء الوحی میں یہ قصہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

((عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بَدَأَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْهُ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ. ثُمَّ حُبِبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ جِرَاءٍ فَيَتَحَنَّنُ فِيهِ. وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِي ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدَ لِذَلِكَ ثُمَّ يُرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتَّى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارٍ جِرَاءٍ فَبَجَّاهُ هُوَ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّلَاثَةَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ. ﴿فَرَجَعَ بِهِارَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرْجِفُ فَوَادَهُ فَدَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ فَقَالَ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَرَمَلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِيَخْدِجَةَ وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي فَقَالَتْ خَدِيجَةُ كَلَّا وَاللَّهِ مَا يَخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلَ الرَّحِمَ وَتَحْمِلَ الْكُلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرَى الضِّيفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى آتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ ابْنَ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى ابْنَ عَمِّ خَدِيجَةَ وَكَانَ امْرَأً تَنْصَرَفِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ فَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدَعِمَى فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ يَا ابْنَ أَخِي مَا ذَاتَرَى فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَبَرَ مَا رَأَى فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي نَزَلَ اللَّهُ

عَلَى مُوسَى يَأْتِيَنِي فِيهَا جَدْعٌ لَيْتَنِي أَكُونُ حَيَاذُ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْمُخِرَجِي هُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ  
رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلٍ مَا جِئْتُ بِهِ إِلَّا غَوْدِي وَإِنْ يُلْوَ كُنِي يَوْمُكَ أَنْصُرُكَ  
نَصْرًا مُؤَزَّرًا لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةٌ أَنْ تُوفِّي وَفَتَرَ الْوَحْيُ)) ❁

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر وحی کی ابتدا رویائے صادقہ سے ہوئی۔ آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے تھے سپیدہ صبح کی طرح نمودار ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ خلوت گزین ہو گئے۔ چنانچہ کھانے پینے کا سامان لیکر غار حرا تشریف لے جاتے اور وہاں تحت یعنی عبادت کرتے تھے۔ جب سامان ختم ہو جاتا تو پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور پھر واپس جا کر مراقبہ میں مصروف ہوتے یہاں تک کہ ایک دن فرشتہ غیب نظر آیا کہ آپ سے کہہ رہا ہے پڑھ آپ نے فرمایا میں پڑھا لکھا نہیں اس نے زور سے دبا یا پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ تو میں نے پھر کہا کہ میں پڑھا لکھا نہیں پھر اس نے دوبارہ زور سے دبا یا اور چھوڑ دیا اور کہا پڑھ پھر میں نے کہا میں پڑھا لکھا نہیں اسی طرح تیسری دفعہ دبا کر کہا پڑھ اس اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جس نے کائنات کو پیدا کیا۔ جس نے آدمی کو گوشت کے ٹکڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ تیرا اللہ تعالیٰ کریم ہے۔ آنحضرت ﷺ گھر تشریف لائے تو جلال الہی سے لبریز تھے آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا مجھ کو کپڑاڑھاؤ مجھ کو کپڑاڑھاؤ لوگوں نے کپڑاڑھا یا تو ہیبت کم ہوئی پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تمام واقعہ بیان کیا اور کہا ”مجھ کو ڈر ہے“ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ متردد نہ ہوں اللہ تعالیٰ آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں بے کسوں اور فقیروں کے معاون رہتے ہیں مہمان نوازی اور مصائب میں حق کی حمایت کرتے ہیں۔ پھر وہ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو مدہباً نصرانی تھے عبرانی زبان جانتے تھے اور عبرانی زبان میں انجیل لکھا کرتے تھے اب وہ بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اپنے بھتیجے (آنحضرت ﷺ) کی باتیں سنو بولے ابن الاخ تم نے کیا دیکھا؟ آنحضرت ﷺ نے واقعہ کی کیفیت بیان کی تو کہا یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اتر ا تھا۔ کاش مجھ میں اس وقت قوت ہوتی اور زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو شہر بدر کرے گی آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے جواب دیا ہاں جو کچھ آپ پر نازل ہوا جب کسی پر نازل ہوتا ہے تو دنیا اس کی دشمن ہو جاتی ہے اور اگر اس وقت تک میں زندہ رہا تو

❁ بخاری: کتاب بدء الوحی باب کیف كان بدء الوحی الی رسول اللہ رقم ۳۔

تمہاری وزنی مد کروں گا۔ اس کے بعد ورد کا بہت جلد انتقال ہو گیا اور وہی کچھ دنوں کے لئے رک گئی۔“  
اس وقت تک نماز پنجگانہ فرض نہ تھیں آنحضرت ﷺ نوافل پڑھا کرتے تھے۔ حضرت  
خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ساتھ نوافل میں شرکت کرتی تھیں ابن سعد کہتے ہیں۔ ❁  
(مَنْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَخَدِيْجَةُ يُصَلِّيَانِ سِرّاً مَا شَاءَ اللّٰهُ)

”آنحضرت ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک عرصہ تک خفیہ طور پر نماز پڑھا کرتے تھے۔“  
عقیف کندی سامان خریدنے کے لئے مکہ آئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر میں فروکش  
ہوئے صبح کے وقت ایک دن کعب کی طرف نظر تھی دیکھا کہ ایک نوجوان آیا اور آسمان کی طرف دیکھ کر  
قبلہ رخ کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک لڑکا اس کے داہنی طرف آ کر کھڑا ہوا پھر ایک عورت دونوں کے پیچھے  
کھڑی ہوئی نماز پڑھ کر یہ لوگ چلے گئے تو عقیف نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کوئی عظیم الشان  
واقعہ پیش آنے والا ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہاں پھر کہا جانتے ہو یہ نوجوان کون ہے؟  
یہ میرا بھتیجا محمد ہے یہ دوسرا بھتیجا علی ہے اور یہ محمد رضی اللہ عنہ کی بیوی (خدیجہ رضی اللہ عنہا) ہے میرے بھتیجے کا  
خیال ہے کہ اس کا مذہب پروردگار عالم کا مذہب ہے اور وہ جو کچھ کرتا ہے اس کے حکم سے کرتا ہے دنیا  
میں جہاں تک مجھ کو علم ہے اس خیال کے صرف یہی تین شخص ہیں۔ ❁

عقبلی اس روایت کو ضعیف سمجھتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک اس کے ضعیف ہونے کی کوئی وجہ  
نہیں روایت کے لحاظ سے اس میں کوئی خرابی نہیں روایت کی حیثیت سے اس کے ثبوت کے متعدد  
طرق میں محدث ابن سعد نے اس کو نقل کیا ہے۔ بغوی ابویعلیٰ اور نسائی نے اس کو اپنی کتابوں میں جگہ  
دی ہے۔ حاکم ابن خثیمہ ابن مندہ اور صاحب غیلا نیات نے اسے مقبول مانا ہے اور سب سے بڑھ کر  
یہ کہ اس کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے صرف نبوت کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ آغاز اسلام میں آنحضرت ﷺ  
کی سب سے بڑی معین و مددگار ثابت ہوئیں آنحضرت ﷺ کو جو چند سال تک کفار مکہ اذیت  
دیتے ہوئے ہچکاتے تھے اس میں بڑی حد تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اثر کام کر رہا تھا۔ اوپر گزر چکا  
ہے کہ آغاز نبوت میں جب آنحضرت ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ ”مجھ کو ڈر ہے“ تو انہوں  
نے کہا ”آپ متردد نہ ہوں اللہ تعالیٰ آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا“ دعوت اسلام کے سلسلے میں جب  
مشرکین نے آپ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی اور تشفی

دی۔ استیعاب میں ہے۔ ❁

((فَكَانَ لَا يَسْمَعُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ شَيْئًا يَكْفُرَهُ مِنْ رَدِّ عَلَيْهِ وَتَكْذِيبِ لَهُ  
إِلَّا فَرَجَ اللَّهُ عَنْهُ بِمَا تَقَبَّلَتْهُ وَتَصَدَّقَتْهُ وَتُخَفِّفَ عَنْهُ وَتُهَوِّنَ عَلَيْهِ مَا يَلْقَى  
مِنْ قَوْمِهِ))

”آنحضرت ﷺ کو مشرکین کی تردید یا تکذیب سے جو کچھ صدمہ پہنچتا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر دور ہو جاتا تھا، کیونکہ وہ آپ کی باتوں کی تصدیق کرتی تھیں اور مشرکین کے معاملہ کو آپ کے سامنے ہلکا کر کے پیش کرتی تھیں۔“ ❁

نبیؐ میں جب قریش نے اسلام کے تباہ کرنے کا فیصلہ کیا تو یہ تدبیر سوچی کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے خاندان کو ایک گھاٹی میں محصور کیا جائے، چنانچہ ابوطالب مجبور ہو کر تمام خاندان ہاشم کے ساتھ شعب ابوطالب میں پناہ گزیں ہوئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ آئیں سیرت ابن ہشام میں ہے۔ ❁

((وَهِيَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَعَهُ لَبِي الشَّعْبِ)  
”اور وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ شعب ابوطالب میں تھیں“

تین سال تک بنو ہاشم نے اس حصار میں بسر کی یہ زمانہ ایسا سخت گزرا کہ طلع کے پتے کھا کھا کر رہتے تھے تاہم اس زمانہ میں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اثر سے کبھی کبھی کھانا پہنچ جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دن حکیم بن حزام نے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا تھا، تھوڑے سے گیسوں اپنے غلام کے ہاتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجے، راہ میں ابو جہل نے دیکھ لیا اور جھین لینا چاہا اتفاق سے ابو الجہری کہیں سے آ گیا، وہ اگرچہ کافر تھا، لیکن اس کو رحم آیا، ابو جہل سے کہا ایک شخص اپنی پھوپھی کو کھانے کے لئے کچھ بھیجتا ہے تو کیوں روکتا ہے۔ ❁

## وفات

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد ۲۵ برس تک زندہ رہیں اور ۱۱ رمضان ۱۰ انہوی (ہجرت سے تین سال قبل) انتقال کیا۔ ❁ اس وقت ان کی عمر ۶۴ سال ۶ ماہ تھی چونکہ نماز جنازہ اس وقت تک مشروع نہیں ہوئی تھی اس لئے ان کی لاش اسی طرح دفن کر دی گئی۔

❁ سیرت ابن ہشام: ۱/۲۲۹۔ ❁ الاصابہ: ۳/۲۸۱، رقم ۳۳۳۔ ابن ہشام: ۱/۲۳۰۔ ❁ ایضاً۔  
❁ زرقانی: ۱/۳۳۷۔ ❁ الاصابہ: ۳/۲۸۳، رقم ۳۳۳۔ طبقات: ۸/۱۱۱۔

آنحضرت ﷺ خود ان کی قبر میں اترے اور اپنی سب سے بڑی ننگسار کو داعی اجل کے سپرد کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر حجون میں ہے۔ اور زیارت گاہ خلائق ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تاریخ اسلام میں ایک جدید دور شروع ہوا۔ یہی وہ زمانہ ہے جو اسلام کا سخت ترین زمانہ ہے اور خود آنحضرت ﷺ اس سال کو عام الحزن (سال غم) فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ ان کے اٹھ جانے کے بعد قریش کو کسی شخص کا پاس نہیں رہ گیا اور اب وہ نہایت بے رحمی اور بیباکی سے آنحضرت ﷺ کو ستاتے تھے اسی زمانہ میں آپ ﷺ مکہ سے ناامید ہو کر طائف تشریف لے گئے تھے۔

### اولاد

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بہت سی اولاد ہوئی، ابوالہ سے جو ان کے پہلے شوہر تھے، دو لڑکے پیدا ہوئے، جن کے نام ہالہ اور ہند تھے۔ دوسرے شوہر یعنی عتیق سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس کا نام بھی ہند تھا۔ آنحضرت ﷺ سے چھ اولادیں ہوئیں، دو صاحبزادے جو بچپن میں انتقال کر گئے اور چار صاحبزادیاں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، آنحضرت ﷺ کے سب سے بڑے لڑکے تھے، ان ہی کے نام پر آپ ﷺ ابوالقاسم کنیت کرتے تھے۔ صغریٰ میں مکہ میں انتقال کیا، اس وقت پیروں چلنے لگے تھے۔  
(۲) حضرت زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔ (۳) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بہت کم عمر پائی، چونکہ زمانہ نبوت میں پیدا ہوئے تھے اس لئے طیب اور طاہر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ (۴) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا (۵) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا (۶) حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ان سب میں ایک ایک سال کا فرق تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنی اولاد کو بہت چاہتی تھیں اور چونکہ دنیا نے بھی ساتھ دیا تھا یعنی صاحب ثروت تھیں، اس لئے عقبہ کی لونڈی سلمہ کو بچوں کی پرورش پر مقرر کیا تھا، وہ ان کو کھلاتی اور دودھ پلاتی تھیں۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بعض خاص خصوصیتیں حاصل ہیں۔ وہ آنحضرت ﷺ کی پہلی بیوی ہیں، جب عقد نکاح میں آئیں تو ان کی عمر چالیس برس کی تھی لیکن آنحضرت ﷺ نے ان کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سوا آنحضرت ﷺ کی تمام اولاد انہی سے پیدا ہوئی۔

الاصابة فی تسمیة الصحابة: ۳/۲۸۳، رقم ۳۳۳۔

اسد الغابہ: ۸/۳۳۵۔

## فضائل و مناقب

ام المؤمنین حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی عظمت و فضیلت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب فرض نبوت ادا کرنا چاہا تو فضائے عالم سے ایک آواز بھی آپ کی تائید میں نہ اُٹھی۔ کوہ حرا وادی عرفات، جبل فاران غرض تمام جزیرۃ العرب آپ کی آواز پر ایک پیکر تصویر بنا ہوا تھا، لیکن اس عالمگیر خاموشی میں صرف ایک آواز بھی جو فضائے مکہ میں موج پیدا کر رہی تھی، یہ آواز حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے قلب مبارک سے بلند ہوئی تھی، جو اس ظلمت کدہ کفر و ضلالت میں انوار الہی کا دوسرا نغمی گاہ تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ مقدس خاتون ہیں جنہوں نے نبوت سے پہلے بت پرستی ترک کر دی تھی، چنانچہ مسند ابن جنبل میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ”باللہ تعالیٰ میں بھی لات وعزئی کی پرستش نہ کروں گا“ انہوں نے جواب دیا کہ لات کو جانے دیجئے، عزئی کو جانے دیجئے، یعنی ان کا ذکر بھی نہ کیجئے۔ \* آنحضرت ﷺ نے جب نبوت کی صدا بلند کی تو سب سے پہلے انہوں نے ہی اس پر لبیک کہا۔ آنحضرت ﷺ اور اسلام کو ان کی ذات سے جو تقویت تھی وہ سیرت نبوی ﷺ کے ایک ایک صفہ سے نمایاں ہے۔ ابن ہشام میں ہے۔

(وَكَانَتْ لَهُ وَزِيرَ صَدِيقٍ عَلَى الْإِسْلَامِ) \*

”وہ اسلام کے متعلق آنحضرت ﷺ کی سچی مشیر کار تھیں“

آنحضرت ﷺ سے ان کو جو محبت تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ باوجود اس طول اور اس دولت و ثروت کے جو ان کو حاصل تھی آنحضرت ﷺ کی خدمت خود کرتی تھیں چنانچہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا برتن میں کچھ لاری ہیں آپ ﷺ ان کو اللہ تعالیٰ کا اور میرا سلام پہنچا دیجئے۔ \*

آنحضرت ﷺ کو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی، لیکن وہ مکہ میں غلام کی حیثیت سے رہتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو آزاد کیا اور اب وہ کسی دنیاوی رئیس کے خادم ہونے کے بجائے شہنشاہ رسالت ﷺ کے غلام تھے۔

آنحضرت ﷺ کو بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بے انتہا محبت تھی، آپ نے ان کی زندگی تک دوسری شادی نہیں کی ان کی وفات کے بعد آپ کا معمول تھا کہ جب گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا

\* مسند احمد ۲۲۲/۳ - \* اسد الغابۃ ۵: ۳۴۹ - \* بخاری: کتاب التوحید باب قولہ تعالیٰ ﴿يُؤْتِيكَ مِنْ دُونِ﴾

أَنْ يُبَدِّلُوا كَلِمَ اللَّهِ رَقْمَ ۷۳۹ - \* مسلم: کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل خدیجہ رَقْم ۶۷۷۳۔

تو آپ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی سہیلیوں کے پاس گوشت بھجواتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ گوشت میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا، لیکن مجھ کو جس قدر ان پر رشک آتا تھا کسی اور پر نہیں آتا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ ان کا ذکر کیا کرتے تھے ایک دفعہ میں نے اس پر آپ کو رنجیدہ کیا لیکن آپ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان کی محبت دی ہے۔“ ❊

ایک دفعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ان کی بہن ہالہ آنحضرت ﷺ سے ملنے آئیں اور استیذان کے قاعدے سے اندر آنے کی اجازت مانگی ان کی آواز حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملتی تھی آپ ﷺ کے کانوں میں آواز پڑی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا یاد آ گئیں اور آپ جھجک اٹھے اور فرمایا کہ ”ہالہ ہوگی“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں ان کو نہایت رشک ہوا بولیں کہ آپ کیا ایک بڑھیا کی یاد کیا کرتے ہیں جو مر چکیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سے اچھی بیویاں آپ کو دیں۔ صحیح بخاری میں یہ روایت یہیں تک ہے لیکن استیعاب میں ہے کہ اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”ہرگز نہیں جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو انہوں نے تصدیق کی جب لوگ کافر تھے تو وہ اسلام لائیں جب میرا کوئی معین نہ تھا تو انہوں نے میری مدد کی اور میری اولاد ان سے ہوئی“ ❊ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے۔

((خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ))

((وَحَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ)) ❊

”عالم میں افضل ترین عورت مریم علیہا السلام اور خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔“

ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، خدیجہ رضی اللہ عنہا آئیں تو فرمایا:

((بَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبٍ)) ❊

”ان کو جنت میں ایک ایسا گھر ملے گی بشارت سنا دیجئے جو موتی کا ہوگا اور جس میں شور و غل اور محنت و مشقت نہ ہوگی۔“

❊ مسلم: کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل خدیجہ رقم ۶۲۸۲۔

❊ سیرۃ النبی: مجلد دوم طبع دوم ص ۴۰۱۔

❊ مسلم: کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل خدیجہ ام المؤمنین رقم ۶۲۷۱۔

❊ بخاری: کتاب العرة باب متى حمل المعتر رقم ۱۷۹۲، مسلم: کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل خدیجہ رقم ۶۲۷۳۔

❊ ترمذی: کتاب المناقب باب فضل خدیجہ رقم ۳۸۷۵۔



## ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

سودہ نام تھا قبیلہ عامر بن لوی سے تھیں جو قریش کا ایک نامور قبیلہ تھا سلسلہ نسب یہ ہے۔  
سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی ماں کا نام  
شمس تھا۔ یہ مدینہ کے خاندان بنو نجار سے تھیں ان کا پورا نام و نسب یہ ہے۔ شمس بنت قیس بن زید  
بن عمرو بن لبید بن فراش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

### نکاح

سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ سے جوان کے والد کے ابن عم تھے شادی ہوئی۔

### قبول اسلام

ابتدائے نبوت میں مشرف بہ اسلام ہوئیں ان کے ساتھ ان کے شوہر بھی اسلام لائے اس بنا پر  
ان کو قدیم الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حبشہ کی پہلی ہجرت کے وقت تک حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور  
ان کے شوہر مکہ ہی میں مقیم رہے لیکن جب مشرکین کے ظلم و ستم کی کوئی انتہا نہ رہی اور مہاجرین کی ایک  
بڑی جماعت ہجرت کے لئے آمادہ ہوئی تو اس میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر بھی شامل  
ہو گئے۔

کئی برس حبشہ میں رہ کر مکہ کو واپس آئیں اور سکران رضی اللہ عنہ نے کچھ دن کے بعد وفات پائی۔

### حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حرم نبوت بنتی ہیں

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں یہ فضیلت صرف حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے کہ حضرت  
خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد سب سے پہلے وہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آئیں۔  
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت پریشان و غمگین تھے یہ حالت دیکھ کر خولہ رضی اللہ عنہا  
بنت حکیم (عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی) نے عرض کی کہ آپ کو ایک مونس و رفیق کی ضرورت

الاصابة: ۳/۳۳۸، رقم: ۶۰۶۔ زرقانی: ۳/۲۵۹۔ الطبقات: ۸/۳۵۔ اسد الغابہ: ۵/۳۸۲۔

ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، گھریاں بال بچوں کا انتظام سب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تھا، آپ کے ایما سے وہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے والد کے پاس گئیں اور جاہلیت کے طریقہ پر سلام کیا انعم صباخا، پھر نکاح کا پیغام سنایا، انہوں نے کہا ہاں محمد (ﷺ) شریف کفو ہیں، لیکن سودہ رضی اللہ عنہا سے بھی تو دریافت کرو۔ غرض سب مراتب طے ہو گئے تو آنحضرت ﷺ خود تشریف لے گئے اور سودہ رضی اللہ عنہا کے والد نے نکاح پڑھایا، چار سو درہم حق مہر قرار پایا، نکاح کے بعد عبداللہ بن زعدہ (حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی) جو اس وقت کافر تھے آئے اور ان کو یہ حال معلوم ہوا تو سر پر خاک ڈال لی کہ کیا غضب ہو گیا، چنانچہ اسلام لانے کے بعد اپنی اس حماقت و نادانی پر ہمیشہ ان کو افسوس آتا تھا۔ ❀

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رمضان ۱۰ نبوی میں ہوا اور چونکہ ان کے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا زمانہ قریب قریب ہے اس لئے مؤرخین میں اختلاف ہے کہ کس کو تقدم حاصل ہے۔ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا کو تقدم ہے اور عبداللہ بن محمد بن عقیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مقدم سمجھتے ہیں۔ ❀ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنے پہلے شوہر کی زندگی میں ایک خواب دیکھا تھا، ان سے بیان کیا تو بولے کہ شاید میری موت کا زمانہ قریب ہے اور تمہارا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہوگا چنانچہ یہ خواب حرف بہ حرف پورا ہوا۔ ❀

## عام حالات

نبوت کے تیرہویں سال جب آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں ہجرت کی تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کو لے کر آئیں، چنانچہ وہ اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ آئیں ۱۰ ہجری میں جب آنحضرت ﷺ نے حج کیا تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں، چونکہ وہ بلند وبالا اور فر بہ اندام تھیں اور اس وجہ سے تیزی کے ساتھ چل پھر نہیں سکتی تھیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے اجازت دی کہ اور لوگوں کے مزدلفہ سے روانہ ہونے کے قبل ان کو چلا جانا چاہیے۔ کیونکہ ان کو بھیڑ بھاڑ میں چلنے سے تکلیف ہوگی۔ ❀

## وفات

- ❀ زرقانی ۳/۲۶۱۔ مسند احمد ۶/۲۱۰۔ ۲۱۱۔ الاصابہ ۳/۳۳۸، رقم ۶۰۶۔
- ❀ زرقانی ۳/۲۶۰۔ السد القایہ ۸/۴۸۴۔ الاصابہ ۳/۳۳۸، رقم ۶۰۶۔
- ❀ زرقانی ۳/۲۶۰۔ الطبقات ۸/۳۸۔
- ❀ بخاری: کتاب الحج، باب من قدم مضطہ اہلہ باللیل فیقون بالمر ولقدہ ویدعون و قدما اذ اراغ القمر رقم ۱۶۸۰۔

ایک دفعہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں، انھوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے سب سے پہلے کون مرے گا؟ فرمایا کہ جس کا ہاتھ سب سے بڑا ہے، لوگوں نے ظاہری معنی سمجھ لیا ہاتھ بڑا ہے گئے تو سب سے بڑا ہاتھ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔<sup>❶</sup> لیکن جب سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی بڑائی سے آپ کا مقصود سخاوت اور فیاضی تھی۔ بہر حال واقعی نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا سال وفات ۵۴ ہجری بتایا ہے۔<sup>❷</sup> لیکن ثقات کی روایت یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ خلافت میں انتقال کیا۔<sup>❸</sup> حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۲۳ ہجری میں وفات پائی ہے اس لئے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا سال ۲۲ ہجری ہوگا ہمیں میں یہی روایت ہے اور یہ ہی سب سے زیادہ صحیح ہے۔<sup>❹</sup> اور اس کو امام بخاری ذہبی، بزرگ ابن عبد البر اور خزرجی نے اختیار کیا ہے۔

### اولاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، پہلے شوہر (حضرت سکران رضی اللہ عنہ) نے ایک لڑکا یادگار چھوڑا تھا، جس کا نام عبد الرحمن تھا انہوں نے جنگ جلولاء (فارس) میں شہادت حاصل کی۔<sup>❺</sup> حلیہ

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کوئی بلند و بالا نہ تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ جس نے ان کو دیکھ لیا اس سے وہ چھپ نہیں سکتی تھیں۔<sup>❻</sup> زرقانی میں ہے کہ ان کا ڈیل لمبا تھا۔<sup>❼</sup> فضل و کمال

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے صرف پانچ احادیث مروی ہیں جن میں سے بخاری میں صرف ایک ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور یحییٰ بن عبد الرحمن (بن اسعد بن زرارہ) نے ان سے روایت کی ہے۔

### اخلاق

- ❶ الطبقات: ۸/۳۷۔ الطبقات: ۸/۳۷۔ زرقانی: ۳/۲۶۳۔ الاصلیہ: ۳/۳۳۹، رقم: ۶۰۶۔  
 ❷ اسد الغایہ: ۵/۳۸۵۔ زرقانی: ۳/۲۶۳۔  
 ❸ زرقانی: ۳/۲۶۰۔ فی حالات سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔  
 ❹ بخاری: کتاب التفسیر باب قول اللہ: ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ﴾ رقم: ۴۷۹۵۔ زرقانی: ۳/۳۵۹۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

(مَا مِنْ النَّاسِ امْرَأَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَكُونَ فِي مَسَلَحَتِهَا مِنْ سَوْدَةَ) ❁

”سودہ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی۔“

اطاعت اور فرمانبرداری میں وہ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے ممتاز تھیں۔ آپ نے حجة الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ ”میرے بعد گھر میں بیٹھنا۔“ ❁ چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اس حکم پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کے لئے نہ نکلیں، فرماتی تھیں کہ میں حج اور عمرہ دونوں کر چکی ہوں اور اب اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔ ❁

سخاوت اور فیاضی بھی ان کا ایک نمایاں وصف تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا وہ اس وصف میں بھی سب سے ممتاز تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں ایک تھیلی بھیجی لانے والے سے پوچھا اس میں کیا ہے؟ بولا درہم بولیس کھجور کی طرح تھیلی میں درہم بھیجے جاتے ہیں یہ کہہ کر اسی وقت سب کو تقسیم کر دیا۔ ❁ وہ طائف کی کھالیں بناتی تھیں اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی اس کو نہایت آزادی کے ساتھ نیک کاموں میں صرف کرتی تھیں۔ ❁ ایثار میں بھی وہ ممتاز حیثیت رکھتی تھیں وہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے پیچھے نکاح میں آئی تھیں لیکن چونکہ ان کا سن بہت زیادہ تھا اس لئے جب بوڑھی ہو گئیں تو ان کو سوء ظن ہوا کہ شاید آنحضرت ﷺ طلاق دے دیں اور شرف صحبت سے محروم ہو جائیں اس بنا پر انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی اور انہوں نے خوشی سے قبول کر لی۔ ❁

مزاج تیز تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی بے حد معترف تھیں۔ لیکن کہتی ہیں کہ وہ بہت جلد غصہ سے بھڑک اٹھتی تھیں، ایک مرتبہ قضائے حاجت کے لئے صبح کو جا رہی تھیں راستہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مل گئے چونکہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا قد نمایاں تھا انہوں نے پہچان لیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا گھر سے باہر نکلنا ناگوار تھا اور وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پردہ کی تحریک کر

❁ الاصابۃ: ۳/۳۳۸، رقم ۶۰۶۔ الطبقات: ۸/۳۷۷۔ ترجمہ سودہ رضی اللہ عنہا۔

❁ ابوداؤد: کتاب المناکح، باب فرض الحج، رقم ۱۷۲۲۔ مسند احمد: ۶/۳۲۳۔

❁ الطبقات: ۸/۳۷۷۔ الزرقانی: ۳/۲۶۱۔ ❁ الطبقات: ۸/۳۸۸۔ ترجمہ سودہ رضی اللہ عنہا۔ الاصابۃ: ۴/۳۳۹۔

❁ اسد الغابۃ: ۵/۴۴۰۔ الاصابۃ: ۴/۲۸۶۔

❁ بخاری: کتاب النکاح، باب المرأة تحب یوحنا من زوجها نظراً وکیف یقسم ذاک رقم ۵۲۱۲۔

چکے تھے اس لئے بولے سودہ رضی اللہ عنہا تم کو ہم نے پہچان لیا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو سخت ناگوار ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی اسی واقعہ کے بعد آیت حجاب نازل ہوئی۔ ❀

بائیں ہمہ ظرافت اس قدر تھی کہ کبھی کبھی اس انداز سے چلتی تھیں کہ آپ ہنس پڑتے تھے ایک مرتبہ کہنے لگیں کہ کل رات کو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تھی آپ نے (اس قدر دیر تک) رکوع کیا کہ مجھ کو کسیر پھوٹنے کا شبہ ہو گیا اس لئے میں دیر تک ناک پکڑے رہی آپ اس جملہ کو سن کر مسکرا اٹھے۔ ❀

دجال سے بہت ڈرتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ رہی تھیں دونوں نے مذاق کے لہجہ میں کہا تم نے کچھ سنا؟ بولیں کیا؟ کہا دجال نے خروج کیا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر گھبرا گئیں ایک خیمہ جس میں کچھ آدمی آگ سلگا رہے تھے قریب تھا فوز اس کے اندر داخل ہو گئیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہنستی ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور آپ کو اس مذاق کی خبر کی آپ تشریف لائے اور خیمہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ ابھی دجال نہیں نکلا ہے۔ یہ سن کر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا باہر آئیں تو مکڑی کا جالا بدن میں لگا ہوا تھا اس کو باہر آ کر صاف کیا۔ ❀

میرے نزدیک یہ روایت مشکوک اور سند اضعیف ہے۔



www.KitaboSunnat.com

❀ بخاری: کتاب الوضوء باب خروج النساء ابی البر رقم ۱۳۵۔

❀ الاصابۃ: ۳/۳۳۹، رقم ۶۰۶۔ الطہقات: ۸/۳۷۔

❀ الاصابۃ: ۳/۲۸۶، رقم ۳۵۰ تحت اسم خلیہ۔

## ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

نام عائشہ صدیقہ اور حمیرا القتب، ام عبد اللہ کنیت، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ ماں کا نام زینب اور کنیت ام رومان تھی اور وہ قبیلہ غنم بن مالک سے تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بعثت کے چار برس بعد شوال کے مہینہ میں پیدا ہوئیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کاشانہ وہ برج سعادت تھا جہاں خورشید اسلام کی شعاعیں سب سے پہلے پرتو لگن ہوئیں۔ اس بنا پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسلام کی ان برگزیدہ شخصیتوں میں سے ہیں جن کے کانوں نے کبھی کفر و شرک کی آواز نہیں سنی۔ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے والدین کو پہچانا ان کو مسلمان پایا۔ ❁

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو وائل کی بیوی نے دودھ پلایا وائل کی کنیت ابوالفقیر تھی۔ وائل کے بھائی فہم، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا کبھی ان سے ملنے آیا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے وہ ان کے سامنے آتی تھیں۔ ❁ رضاعی بھائی بھی کبھی ملنے آیا کرتا تھا۔ ❁

### نکاح

تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں یہ شرف صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنواری بیوی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وہ جبیر بن مطعم کے صاحبزادے سے منسوب ہوئی تھیں۔ لیکن جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد خولہ بنت حکیم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر ام رومان سے کہا اور انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا،

❁ بخاری: کتاب مناقب الانصار باب ہجرة النبی والصحابة الى المدينة، رقم ۳۹۰۵۔ مسند احمد: ۱/۱۹۸۔

❁ بخاری: کتاب النکاح، باب لین النخل، رقم ۵۱۰۳۔ مسلم: کتاب الرضاع، باب تحريم الرضاة من ماء النخل، رقم ۳۵۷۱۔

نسائی: کتاب النکاح، باب لین النخل، رقم ۳۳۱۵۔

❁ مسلم: کتاب الرضاع، باب انما الرضاة من المجاعة، رقم ۳۲۰۶۔ بخاری: کتاب النکاح، باب من قال لا رضاع بعد ولین، رقم ۵۱۰۲۔

تو چونکہ یہ ایک قسم کی وعدہ خلافی تھی کہ میں جبیر بن مطعم سے وعدہ کر چکا ہوں۔ لیکن مطعم نے خود اس بنا پر انکار کر دیا کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے گھر میں گئیں تو گھر میں اسلام کا قدم آ جائے گا۔ بہر حال حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خولا کے ذریعہ سے آنحضرت ﷺ سے نکاح کر دیا اور پانچ سو درہم حق مہر مقرر ہوا۔ یہ انہوی کا واقعہ ہے اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چھ برس کی تھیں۔

یہ نکاح اسلام کی سادگی کی حقیقی تصویر تھا۔ عتیہ رضی اللہ عنہا اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں۔ ان کی اما آئی اور ان کو لے گئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آ کر نکاح پڑھا دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود کہتی ہیں کہ ”جب میرا نکاح ہوا تو مجھ کو خبر تک نہ ہوئی جب میری والدہ نے باہر نکلنے میں روک ٹوک شروع کی تب میں سمجھی کہ میرا نکاح ہو گیا اس کے بعد میری والدہ نے مجھے سمجھا بھی دیا۔“

نکاح کے بعد مکہ میں آنحضرت ﷺ کا قیام ۳ سال تک رہا۔ ۱۳ انہوی میں آپ ﷺ نے ہجرت کی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ساتھ تھے اور اہل و عیال کو دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ آئے تھے۔ جب مدینہ میں اطمینان ہوا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن اریقہ کو بھیجا کہ ام رومان رضی اللہ عنہا اسامہ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو لے آئیں۔ مدینہ میں آ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سخت بخار میں مبتلا ہوئیں اور بیماری کی شدت سے سر کے بال جھڑ گئے۔ صحت ہوئی تو ام رومان کو رسم عروسی ادا کرنے کا خیال آیا۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۹ سال تھی سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں کہ ام رومان نے آواز دی ان کو اس واقعہ کی خبر تک نہ تھی۔ ماں کے پاس آئیں انہوں نے منہ دھویا بال درست کئے گھر میں لے گئیں۔ انصار کی عورتیں انتظار میں تھیں۔ یہ گھر میں داخل ہوئیں تو سب نے مبارک باد دی۔ تھوڑی دیر کے بعد خود آنحضرت ﷺ تشریف لائے۔ شوال میں نکاح ہوا تھا اور شوال ہی میں یہ رسم ادا کی گئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے عرب کے بعض یہودہ خیالات میں اصلاح ہوئی۔ (۱) عرب منہ بولے بھائی کی لڑکی سے شادی نہیں کرتے تھے اسی بنا پر جب خولا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آنحضرت ﷺ کا ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے حیرت سے کہا کہ ”کیا یہ جائز ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا تو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہے“ لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا (اَنْتِ اَخٌ فِی الْاِسْلَامِ) تم تو

طبقات الکبریٰ: ۸/۳۰ فی ترجمہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ بخاری: کتاب النکاح باب تزویج النبی عائشہ وقد وصا المدینہ

رقم ۳۸۹۳۔ بخاری: کتاب مناقب الانصاف رقم ۳۸۹۴۔

بخاری: کتاب مناقب الانصاف باب تزویج النبی عائشہ رضی اللہ عنہا رقم ۳۸۹۴۔



صرف مذہبی بھائی ہو۔ (۲) اہل عرب شوال میں شادی نہیں کرتے تھے زمانہ قدیم میں اس مہینہ میں طاعون آیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی اور رخصتی دونوں شوال میں ہوئیں۔

## عام حالات

غزوات میں سے صرف غزوہ احد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شرکت کا پتہ چلتا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ کہ ”میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ منکب بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخموں کو پانی پلاتی تھیں۔“ ❀

غزوہ مصطلق میں جو کہ ۵ ہجری کا واقعہ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں۔ واپسی میں ان کا ہار کہیں گر گیا پورے قافلہ کو اترا تا پڑا۔ نماز کا وقت آیا تو پانی نہ ملا۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پریشان تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی اور تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ اس اجازت سے تمام لوگ خوش ہوئے۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا ”اے آل ابوبکر رضی اللہ عنہم! تم لوگوں کے لئے سرمایہ برکت ہو۔“

اسی لڑائی میں واقعہ انکب پیش آیا۔ یعنی منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی احادیث اور سیر کی کتابوں میں اس واقعہ کو نہایت تفصیل کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔ لیکن جس واقعہ کی نسبت قرآن مجید میں صاف مذکور ہے کہ سننے کے ساتھ لوگوں نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ ”بالکل افترا ہے۔“ اس کو تفصیل کے ساتھ لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

۹ ہجری میں تحریم اور ایلاء و تخمیر کا واقعہ پیش آیا اور واقعہ تحریم کی تفصیل حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں آئے گی۔ البتہ واقعہ ایلاء کی تفصیل اس مقام پر کی جاتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زاہدانہ زندگی بسر فرماتے تھے۔ دو دو مہینے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی آئے دن فاقے ہوتے رہتے تھے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن گو شرف صحبت کی برکت سے تمام اپنا نئے جنس سے ممتاز ہو گئی تھیں تاہم بشریت بالکل معدوم نہیں ہو سکتی تھی، خصوصاً وہ دیکھتی تھیں کہ فتوحات اسلام کا دائرہ بڑھتا جاتا ہے اور غنیمت کا سرمایہ اس قدر پہنچ گیا ہے کہ اس کا ادنیٰ حصہ بھی ان کی راحت و آرام کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ ان واقعات کا اقتضا تھا کہ ان کے صبر و قناعت کا جام لبریز ہو جاتا۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے دیکھا کہ بیچ میں

❀ بخاری: کتاب الجہاد باب غزو النساء و فقاہن مع الرجال رقم ۷۸۸۰۔ مسلم: کتاب الجہاد باب غزو النساء مع الرجال رقم ۴۰۔

آپ ﷺ ہیں ادھر ادھر بیویاں بیٹھی ہیں اور توسیع نفقہ کا تقاضا ہے۔ دونوں اپنی صاحبزادیوں کی تنبیہ پر آمادہ ہو گئے لیکن انہوں نے عرض کی کہ ہم آئندہ آنحضرت ﷺ کو زائد مصارف کی تکلیف نہ دیں گے۔

دیگر ازواج اپنے مطالبہ پر قائم رہیں۔ آنحضرت ﷺ کے سکون خاطر میں یہ چیز اس قدر خلل انداز ہوئی کہ آپ ﷺ نے عہد فرمایا کہ ایک مہینہ تک ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے نہ ملیں گے اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں آپ ﷺ گھوڑے سے گر پڑے اور ساق (پنڈی) مبارک پر زخم آیا۔ آپ نے بالا خانے پر تنہا نشینی اختیار کی۔ واقعات کے قرینہ سے لوگوں نے خیال کیا کہ آپ نے تمام ازواج کو طلاق دیدی۔ لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے ازواج کو طلاق دیدی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ”نہیں“ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکبر پکار اٹھے۔

جب ایلاء کی مدت یعنی ایک مہینہ گزر چکا تو آپ ﷺ بالا خانہ سے اتر آئے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ وہ ایک ایک دن گنتی تھیں۔ بولیں ”یا رسول اللہ (ﷺ) آپ ﷺ نے ایک مہینہ کے لئے عہد فرمایا تھا ابھی تو انتیس ہی دن ہوئے ہیں ارشاد ہوا ”مہینہ کبھی انتیس کا بھی ہوتا ہے۔“

اس کے بعد آیت تخیر نازل ہوئی اس آیت کی رو سے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا گیا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو مطلع فرمادیں کہ دو چیزیں تمہارے سامنے ہیں؛ دنیا اور آخرت اگر تم دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو رخصتی جوڑے دیکر عزت و احترام کے ساتھ رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور رسول اور ابدی راحت کی طلب گار ہو تو اللہ تعالیٰ نے نکو کاروں کے لئے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔ چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان تمام معاملات میں پیش پیش تھیں آپ ﷺ نے ان کو ارشاد الہی سے مطلع فرمایا۔ انہوں نے کہا ”میں سب کچھ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اور رسول کو لیتی ہوں۔“ دوسری تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی یہی جواب دیا۔ ❀

ربیع الاول ۱۱ھ میں آنحضرت ﷺ نے وفات پائی۔ ۱۳ دن علیل رہے جن میں ۸ دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں اقامت فرمائی۔ خلق عظیم کی بنا پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے صاف طور پر اجازت طلب نہیں کی بلکہ پوچھا کہ کل میں کس کے گھر رہوں گا؟ دوسرا دن (دوشنبہ)

❀ بخاری: کتاب الطلاق باب من خیر لسانہ رقم ۵۲۶۲۔ ابودود: کتاب الطلاق باب فی الخیار رقم ۲۲۰۳۔

مسند احمد: ۱/۶۔ ۱۔ مسلم: کتاب الطلاق باب بیان ان تخیر امراتہ لایکون طلاقاً الا بالنیۃ رقم ۳۶۸۱۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام فرمانے کا تھا۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا نے مرضی اقدس سمجھ کر عرض کی کہ آپ ﷺ جہاں چاہیں قیام فرمائیں۔ ضعف اس قدر زیادہ ہو گیا تھا کہ چلا نہیں جاتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ دونوں بازو تھام کر بہ مشکل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں لائے۔

وفات سے پانچ روز پہلے (جمعرات کو) آپ ﷺ کو یاد آیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ اشرفیاں رکھوائی تھیں۔ دریافت فرمایا کہ ”عائشہ (رضی اللہ عنہا) ادوہ اشرفیاں کہاں ہیں؟ کیا محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ سے بدگمان ہو کر ملے گا۔ جاؤ ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کر دو۔ ❀

جس دن وفات ہوئی (یعنی دو شنبہ کے روز) بظاہر طبیعت کو سکون تھا لیکن دن جیسے جیسے چڑھتا جاتا تھا آپ پر غشی طاری ہوتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب آپ ﷺ تندرست تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ پیغمبروں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ خواہ موت کو قبول کریں یا حیات دنیا کو ترجیح دیں۔ اس حالت میں اکثر آپ ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوتے رہے۔

﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ﴾ اور کبھی یہ فرماتے ﴿اللَّهُمَّ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى﴾

وہ سمجھ گئیں کہ اب صرف رفاقت الہی مطلوب ہے۔ ❀

وفات سے ذرا پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں آئے۔ آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر سر ٹیک کر لیٹے تھے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ مسواک کی طرف نظر جما کر دیکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھیں کہ آپ ﷺ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ مسواک لے کر دانتوں سے نرم کی اور خدمت اقدس میں پیش کی آپ ﷺ نے بالکل تندرستوں کی طرح مسواک کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فریہ کہا کرتی تھیں کہ ”تمام بیویوں میں مجھی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آخر وقت میں بھی میرا جھوٹا آپ ﷺ نے منہ میں لگایا۔“ اب وفات کا وقت قریب آ رہا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو سنبھالے بیٹھی تھیں کہ دفعتاً بدن کا بوجھ معلوم ہوا دیکھا تو آنکھیں پھٹ کر چھت سے لگ گئیں تھیں اور روح پاک ﷺ عالم قدس میں پرواز کر گئی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آہستہ سے سر اقدس نکلیہ پر رکھ دیا اور رونے لگیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ابواب مناقب کا سب سے زریں باب یہ ہے کہ ان کے حجرہ کو

❀ الطبقات ۳۲/۳ ذکر دنیا ہی اتنی مسما رسول اللہ ﷺ

❀ الطبقات ۲/۲ ذکر تحمیر رسول اللہ ﷺ القسم الاول

آنحضرت ﷺ کا دفن بنا نصیب ہوا۔ اور جسد مبارک اسی حجرہ کے ایک گوشہ میں سپرد خاک کی گئی۔ چونکہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا کے لئے اللہ تعالیٰ نے دوسری شادی ممنوع قرار دی تھی اس لئے آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ۲۸ سال بیوگی کی حالت میں بسر کئے۔ اس زمانہ میں ان کی زندگی کا مقصد وحید قرآن وحدیث کی تعلیم تھا جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے دو برس بعد ۱۳ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے یہ سایہ شفقت بھی باقی نہ رہا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جس قدر ولجائی کی وہ خود اس کو اس طرح بیان فرماتی ہیں ”ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے بعد مجھ پر بڑے بڑے احسانات کئے۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا کے لئے دس دس ہزار سالانہ وظیفہ مقرر فرمایا تھا، لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وظیفہ بارہ ہزار تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ آنحضرت ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ میں مقیم تھیں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے جا کر ان کو واقعات سے آگاہ کیا تو دعوت اصلاح کے لئے بصرہ گئیں اور وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ پیش آئی جو جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے۔ جمل اونٹ کو کہتے ہیں چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک اونٹ پر سوار تھیں اور اس نے اس معرکہ میں بڑی اہمیت حاصل کی تھی اس لئے یہ جنگ بھی اسی کی نسبت سے مشہور ہو گئی۔ یہ جنگ اگرچہ بالکل اتفاقی طور پر پیش آگئی تھی تاہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کا ہمیشہ افسوس رہا۔

بخاری میں ہے کہ وفات کے وقت انہوں نے وصیت کی کہ ”مجھے روضہ نبوی ﷺ میں آپ کے ساتھ دفن نہ کرنا، بلکہ بقیع میں اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا کے ساتھ دفن کرنا، کیونکہ میں نے آپ کے بعد ایک جرم کیا ہے۔“ ابن سعد میں ہے کہ وہ جب یہ آیت پڑھتی تھیں ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾ ”اے پیغمبر کی بیویو! اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھو“ تو اس قدر روتی تھیں کہ آنچل تر ہو جاتا تھا۔

• مستدرک الحاکم: ۹/۴، رقم ۲۲۲۲۔ • المستدرک: ۳/۹، رقم ۶۷۲۲/۲۲۲۱۔

• مستدرک الحاکم: کتاب معرفۃ اصحاب ذکر اصحابیات من ازواج النبی وغیرہن ۴/۷۷، رقم ۶۷۷۷/۲۲۱۵۔ زرقانی ۳/۲۶۹۔

• طبقات ابن سعد: ۸/۵۶۱، رقم ۵۶۱/۸۔ ترجمہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھارہ برس اور زندہ رہیں اور یہ تمام زمانہ سکون اور خاموشی میں گزرا۔

## وفات

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اخیر زمانہ خلافت تھا کہ رمضان ۵۸ھ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی۔ اس وقت 67 برس کا سن تھا اور وصیت کے مطابق جنت البقیع میں رات کے وقت مدفون ہوئیں۔ قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن ابی عقیق رضی اللہ عنہ، عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے قبر میں اتارا۔ اس وقت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مروان بن حکم کی طرف سے مدینہ کے حاکم تھے اس لئے انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔

## اولاد

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ابن الاعرابی نے لکھا ہے کہ ایک نام تمام بچہ ساقط ہوا تھا اس کا نام عبداللہ تھا اور اسی کے نام پر انہوں نے کنیت رکھی تھی۔ لیکن یہ قطعاً غلط ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عبداللہ ان کے بھانجے عبداللہ بن زبیر کے تعلق سے تھی۔ جن کو انہوں نے حتمی بنایا تھا۔

## حلیہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خوش رو اور صاحب جمال تھیں رنگ سرخ و سفید تھا۔

## فضل و کمال

علمی حیثیت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ صرف عورتوں پر نہ صرف دوسری اہمات المؤمنین پر نہ صرف خاص خاص صحابیوں پر بلکہ باستانائے چند تمام صحابہ پر فوقیت حاصل تھی۔ جامع ترمذی میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

(مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَ قُطْ

فَسَاءَ لَنَا عَائِشَةُ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَنَا مِنْهُ عِلْمًا) ❀

”ہم کو کبھی کوئی ایسی مشکل بات پیش نہیں آئی جس کو ہم نے عائشہ سے پوچھا ہو اور

ان کے پاس اس کے متعلق کچھ معلومات نہ ملی ہوں۔“ امام زہری جو سرخیل تابعین تھے فرماتے ہیں۔

(كَانَتْ عَائِشَةُ أَغْلَمَ النَّاسِ يَسْتَلْهَا أَكْثَرُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ) \*  
 ”عائشہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالمہ تھیں بڑے بڑے اکابر صحابہ ان سے پوچھا کرتے تھے۔“

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

(مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَغْلَمَ بِالْقُرْآنِ وَلَا بِفَرْيَضَةٍ وَلَا بِحَلَالٍ وَلَا بِفَقْهِ وَلَا بِشَعْرِ وَلَا بِطَبِّ وَلَا بِحَدِيثِ الْعَرَبِ وَلَا نَسَبٍ مِنْ عَائِشَةَ) \*  
 ”میں نے قرآن، فرائض، حلال و حرام، فقہ، شاعری، طب، عرب کی تاریخ اور نسب کا عالم عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔“

امام زہری کی ایک شہادت ہے۔

(لَوْ جُمِعَ عِلْمُ النَّاسِ كُلُّهُمْ ثُمَّ عِلْمُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَتْ عَائِشَةُ وَسِعَهُمْ عِلْمًا) \*  
 ”اگر تمام مردوں کا اور امہات المؤمنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم وسیع تر ہوگا۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شمار مجتہدین صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہے۔ اور اس حیثیت سے وہ اس قدر بلند ہیں کہ بے تکلف ان کا نام حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ لیا جاسکتا ہے۔ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتویٰ دیتی تھیں۔ اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم پر انہوں نے جو دقیق اعتراضات کئے ہیں ان کو علامہ سیوطی نے ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے۔ اس رسالہ کا نام ”عین الاصابہ فی ما استدرکتہ عائشہ رضی اللہ عنہا علی الصحابہ“ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکثرین صحابہ میں داخل ہیں۔ ان سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں۔ جن میں ۱۷۴ احادیث پر شیخین نے اتفاق کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے منفرداً ان سے ۵۴

\* الطبقات ۱۲۶/۳، عائشہ زوج النبی ﷺ۔

\* المسد رک ۱۲/۳، کتاب معرفۃ الصحابہ؛ ذکر الصحابیات من ازواج النبی ﷺ وغیرہن۔

\* المسد رک ۱۲/۳، ایضاً۔

حدیثیں روایت کی ہیں اور ۶۸ احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ احکام شرعیہ میں سے ایک چوتھائی ان سے منقول ہے۔

علم کلام کے متعدد مسائل ان کی زبان سے ادا ہوئے ہیں۔ چنانچہ رویت باری، علم غیب، عصمت انبیاء، معراج، ترتیب خلافت اور سماعِ موسیٰ وغیرہ کے متعلق انہوں نے جو خیالات ظاہر کئے ہیں انصاف یہ ہے کہ ان میں ان کی دقت نظر کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔

علم اسرار الدین کے متعلق بھی ان سے بہت سے مسائل مروی ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کی ترتیب نزول، مدینہ میں کامیابی اسلام کے اسباب، غسل جمعہ، نماز قصر کی علت، صوم عاشورہ کا سبب، حج کی حقیقت اور ہجرت کے معنی کی انہوں نے خاص تشریحات کی ہیں۔ طب کے متعلق وہی عام معلومات تھیں جو گھر کی عورتوں کو عام طور پر ہوتی ہیں۔

البتہ تاریخ عرب میں وہ اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔ عرب جاہلیت کے حالات ان کے رسم و رواج، ان کے انساب اور ان کی طرز معاشرت کے متعلق انہوں نے بعض ایسی باتیں بیان کی ہیں جو دوسری جگہ نہیں مل سکتیں۔ اسلامی تاریخ کے متعلق بھی بعض اہم واقعات ان سے منقول ہیں۔ مثلاً آغاز وحی کی کیفیت، ہجرت کے واقعات، واقعہ اُقل، نزول قرآن اور اس کی ترتیب، نماز کی صورتیں، آنحضرت ﷺ کے مرض الموت کے حالات، غزوہ بدر، احد، خندق، قریظہ کے واقعات، غزوہ ذات الرقاع میں نماز خوف کی کیفیت، فتح مکہ میں عورتوں کی بیعت، حجتہ الوداع کے ضروری حالات، آنحضرت ﷺ کے اخلاق و عادات، خلافت صدیقی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا دعویٰ میراث، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مالِ خاطر اور پھر بیعت کے تمام مفصل حالات ان ہی کے ذریعہ سے معلوم ہوئے ہیں۔ ادبی حیثیت سے وہ نہایت شیریں کلام اور فصیح اللسان تھیں۔ ترمذی نے موسیٰ ابن طلحہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

(مَا رَأَيْتُ أَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ.) ❁

”میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی فصیح اللسان نہیں دیکھا۔“

اگرچہ احادیث میں روایت بالمعنی کا عام طور پر رواج ہے۔ اور روایت باللفظ کم اور نہایت کم ہوتی ہے۔ تاہم جہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اصلی الفاظ محفوظ رہ گئے ہیں۔ پوری حدیث میں جان پڑ گئی ہے۔ مثلاً آغاز وحی کے سلسلہ میں فرماتی ہیں۔

(فَمَازَأَيُّ رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ.) ❁

❁ ترمذی: کتاب المناقب، باب من فضل عائشہ رضی اللہ عنہا، رقم ۳۸۸۳۔ زرقانی: ۳/۲۶۷۔ المسند رک: ۱۲/۱۳۔

❁ بخاری: کتاب بدء الوحی، باب کیف كان بدء الوحی الى رسول الله ﷺ، رقم ۳۔

”آپ ﷺ جو خواب دیکھتے تھے سپیدہ سحر کی طرح نمودار ہو جاتا تھا۔“

آپ ﷺ پر جب وحی کی کیفیت طاری ہوتی تو جبین مبارک پر عرق آ جاتا تھا اس کو اس طرح ادا کرتی ہیں۔

(مَثَلُ الْجَمَانِ)

”پیشانی پر موتی ڈھلکتے تھے۔“

واقعہ کف میں انہیں راتوں کو نیند نہیں آتی تھی اس کو اس طرح بیان فرماتی ہیں۔

(مَا أَكْتَحِلُ بَنَوْمِ)

”میں نے سرمہ خواب نہیں لگایا۔“

صحیح بخاری میں ان کے ذریعہ سے ام زرع کا جو قصہ مذکور ہے وہ جان ادب ہے اور اہل ادب نے اس کی مفصل شروحات اور حواشی لکھے ہیں۔ ❀

خطابت کے لحاظ سے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں ممتاز تھیں۔ جنگ جمل میں انہوں نے جو تقریریں کی ہیں وہ جوش اور زور کے لحاظ سے اپنا جواب نہیں رکھتیں۔ ایک تقریر میں فرماتی ہیں۔

”لوگو! خاموش! خاموش! تم پر میرا مادی حق ہے مجھے نصیحت کی عزت حاصل ہے۔ سو اس شخص

کے جو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار نہیں ہے۔ مجھ کو کوئی الزام نہیں دے سکتا۔ آنحضرت ﷺ نے میرے سینہ پر سر رکھے ہوئے وفات پائی ہے۔ میں آپ کی محبوب ترین بیوی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دوسروں سے ہر طرح محفوظ رکھا اور میری ذات سے مؤمن و منافق میں تمیز ہوئی اور میرے ہی سبب سے تم پر اللہ تعالیٰ نے تیمم کا حکم نازل فرمایا۔

پھر میرا باپ دنیا میں تیسرا مسلمان ہے اور غار حرا میں دو کا دوسرا تھا اور پہلا شخص تھا جو صدیق کے لقب سے مخاطب ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے خوش ہو کر اور اس کو طوق خلافت پہنا کر وفات پائی اس کے بعد جب مذہب اسلام کی رسی ہلنے اور ڈولنے لگی تو میرا ہی باپ تھا جس نے اس کے دونوں سرے تھام لئے۔ جس نے نفاق کی باگ روک دی۔ جس نے ارتداد کا سرچشمہ خشک کر

❀ بخاری: کتاب فضائل الصحابة باب ذکر حدیث ام زرع رقم ۶۳۰۵۔



دیا۔ جس نے یہودیوں کی آتش افروزی سرد کی تم لوگ اس وقت آنکھیں بند کئے غدر و فتنہ کے منظر تھے اور شور و غوغا پر گوش برآواز تھے۔ اس نے شکاف کو برابر کیا۔ بیکار کو درست کیا۔ گرتوں کو سنبالا۔ دلوں کی مدفون بیماریوں کو دور کیا۔ جو پانی سے سیراب ہو چکے تھے ان کو تھان تک پہنچا دیا۔ جو پیاسے تھے ان کو گھاٹ پر لے آیا۔ اور جو ایک بار پانی پی چکے تھے انہیں دوبارہ پلایا جب وہ نفاق کا سر کچل چکا اور اہل شرک کے لئے آتش جنگ مشتعل کر چکا اور تمہارے سامان کی گھڑی کو ڈوری سے باندھ چکا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اٹھالیا۔

ہاں میں سوال کا نشانہ بن گئی ہوں کہ کیوں فوج لے کر نکلی؟ میرا مقصد اس سے گناہ کی تلاش اور فتنہ کی جستجو نہیں ہے جس کو میں پامال کرنا چاہتی ہوں جو کچھ کہہ رہی ہوں سچائی اور انصاف کے ساتھ تنبیہ اور اتمام حجت کے لئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گوشہ شعر نہیں کہتی تھیں، تاہم شاعرانہ مذاق اس قدر عمدہ پایا تھا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جو عرب کے مسلم الثبوت شاعر تھے ان کی خدمت میں اشعار سنانے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب المفرد میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا پورا قصیدہ یاد تھا۔ اس قصیدہ میں کم و بیش چالیس شعر تھے۔ کعب کے علاوہ ان کو دیگر جاہلی اور اسلامی شعرا کے اشعار بھی بکثرت یاد تھے۔ جن کو وہ مناسب موقعوں پر پڑھا کرتی تھیں۔ چنانچہ وہ احادیث کی کتابوں میں منقول ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ صرف ان علوم کی ماہر تھیں بلکہ دوسروں کو بھی ماہر بنادیتی تھیں۔ چنانچہ ان کے دامن تربیت میں جو لوگ پرورش پا کر نکلے اگرچہ ان کی تعداد دو سو کے قریب ہے لیکن ان میں جن کو زیادہ قرب و اختصاص حاصل تھا وہ حسب ذیل ہیں۔

عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوسلمہ بن عبد الرحمن، مسروق، عمرہ، صفیہ بنت شیبہ، عائشہ بنت طلحہ اور معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہم۔

## اخلاق و عادات

اخلاقی حیثیت سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بلند مرتبہ رکھتی تھیں۔ وہ نہایت قانع تھیں۔ غیبت سے احتراز کرتی تھیں۔ احسان کم قبول کرتیں۔ اگرچہ خود ستائی ناپسند تھی، تاہم نہایت خوددار تھیں۔ شجاعت اور دلیری بھی ان کا خاص جوہر تھا۔

العقد الفرید: ۱۲۲/۴، واقعہ جمل۔

ان کا سب سے نمایاں وصف جو دو سنا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہوتے سب خیرات کر دیئے اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا۔ اتفاق سے اس دن روزہ رکھا تھا لوٹدی نے عرض کی کہ افطار کے لئے کچھ نہیں ہے فرمایا پہلے سے کیوں نہ یاد دلایا۔ \*  
ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متبعی فرزند تھے ان کی فیاضی دیکھ کر گھبرا گئے اور کہا کہ اب ان کا ہاتھ روکنا چاہیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو سخت برہم ہوئیں اور قسم کھائی کہ ان سے بات نہ کریں گی۔ چنانچہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ مدت تک معتبور رہے اور بڑی وقت سے ان کا غصہ فرو ہوا۔ \*

نہایت خاشع، متضرع اور عبادت گزار تھیں۔ چاشت کی نماز برابر پڑھتیں، فرماتی تھیں کہ اگر میرا باپ بھی قبر سے اٹھ آئے اور مجھ کو منع کرے تب بھی میں باز نہ آؤں گی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرتی تھیں اور اس کی اس قدر پابند تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب کبھی یہ نماز قضا ہو جاتی تو نماز فجر سے پہلے اٹھ کر اس کو پڑھ لیتی تھیں۔ رمضان میں تراویح کا خاص اہتمام کرتی تھیں۔ ذکوان ان کا غلام امامت کرتا اور وہ مقتدی ہوتیں۔

اکثر روزے رکھا کرتی تھیں۔ حج کی بھی شدت سے پابند تھیں اور ہر سال اس فرض کو ادا کرتی تھیں۔ غلاموں پر شفقت کرتیں۔ اور ان کو خرید کر آزاد کرتی تھیں۔ ان کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد ۶۷ ہے۔ \*



\* المسحر رک حاکم ۱۵/۳۔

\* بخاری: کتاب المناقب باب مناقب قریش، رقم ۳۵۰۵۔

\* سبل السلام شرح بلوغ المرام ۲/۲۳۳، کتاب العقیقۃ الحدیث الثالث۔

## ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

نام حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں، سلسلہ نسب یہ ہے۔ (حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن لوی بن فہر بن مالک) والدہ کا نام زینب بنت مطعون رضی اللہ عنہا تھا۔ جو مشہور صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی ہم شیرہ تھیں اور خود بھی صحابیہ تھیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حقیقی بہن بھائی ہیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں۔ اس وقت قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔

### نکاح

پہلا نکاح حنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جو خاندان بنو سہم سے تھے۔

### اسلام

ماں باپ اور شوہر کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔

### ہجرت اور نکاح ثانی

شوہر کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی۔ غزوہ بدر میں حضرت حنیس رضی اللہ عنہ کافی زخمی ہوئے اور واپس آ کر ان ہی زخموں کی وجہ سے شہادت پائی۔ عدت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی فکر ہوئی۔ اسی زمانہ میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی خواہش کی انہوں نے کہا میں اس پر غور کروں گا۔ چند دنوں کے بعد ملاقات ہوئی۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مایوس ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو انہوں نے خاموشی اختیار کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی بے التفاتی سے رنج ہوا۔ اس کے بعد خود رسالت پناہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کی۔ نکاح ہو گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور

المسند رک: ۱۵/۳، رقم: ۶۷۳۹۔ الاصابہ: ۳/۲۷۳، رقم: ۲۹۶۔ زرقاتی: ۳/۲۷۰۔ الطبقات: ۸/۵۶۔

کہا کہ جب تم نے مجھ سے حصہ رضی اللہ عنہما کے نکاح کی خواہش کی اور میں خاموش رہا، جو تم کو ناگوار گزرا، لیکن میں نے اسی بنا پر کچھ جواب نہیں دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ذکر کیا تھا اور میں ان کا راز فاش کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اگر رسول اللہ ﷺ کا ان سے نکاح کا قصد نہ ہوتا تو میں اس کے لئے آمادہ

حضرت حصہ رضی اللہ عنہما نے شعبان ۴۵ھ میں مدینہ میں انتقال کیا۔ یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ مروان نے جو اس وقت مدینہ کا گورنر تھا نماز جنازہ پڑھائی اور کچھ دور تک جنازہ کو کاندھا دیا۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنازہ کو قبر تک لے گئے۔ ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے لڑکوں عاصم، سالم عبداللہ حمزہ نے قبر میں اتارا۔

حضرت حصہ رضی اللہ عنہما کے سنہ وفات میں اختلاف ہے۔ ایک روایت ہے کہ جمادی الاول ۴۱ھ میں وفات پائی، اس وقت ان کا سن ۵۹ سال کا تھا۔ لیکن اگر سنہ وفات ۴۵ھ قرار دیا جائے تو ان کی عمر ۶۳ سال کی ہوگی۔ ایک روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۲۷ھ میں انتقال کیا۔ یہ روایت اس بنا پر پیدا ہوگئی کہ وہب نے ابن مالک سے روایت کی ہے کہ جس سال افریقہ فتح ہوا، حضرت حصہ رضی اللہ عنہما نے اسی سال وفات پائی اور افریقہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۲۷ھ میں فتح ہوا۔ لیکن یہ سخت غلطی ہے کیونکہ افریقہ دومرتبہ فتح ہوا۔ اس دوسری فتح کا فخر معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے، جنہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں حملہ کیا تھا۔

حضرت حصہ رضی اللہ عنہما نے وفات کے وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلا کر وصیت کی اور غابہ میں جو جائیداد تھی جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی نگرانی میں دے گئے تھے اس کو صدقہ کر کے وقف کر دیا۔

اولاد

کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

فضل و کمال

البتہ معنوی یادگاریں بہت سی ہیں اور وہ یہ ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ حمزہ رضی اللہ عنہ (ابن عبداللہ)

بخاری: کتاب المغازی باب مشہور الملائکۃ بدر ۴۰۰۵۔ الطبقات الکبریٰ: ۵۶/۸۔

زرقانی: ۱۲/۳۔ الاصابہ: ۲۷۳/۸۔ رقم: ۲۹۶۔ اسد الغابہ: ۳۳۶/۵۔

صفیہ بنت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہا (زوجہ عبداللہ) حارث بن وہب، مطلب بن ابی دواع۔ ام مبشر انصاریہ عبداللہ بن صفوان بن امیہ، عبدالرحمن بن حارث بن ہشام۔ ﴿﴾ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ۶۰ حدیثیں منقول ہیں۔ ﴿﴾ جو انہوں نے آنحضرت ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنی تھیں۔

فقہ فی الدین کے لئے درج ذیل واقعہ کافی ہے۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے کہا کہ ”میں امید کرتا ہوں کہ اسحاب بدر و حدیبیہ جہنم میں داخل نہ ہوں گے۔“ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اعتراض کیا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ تم میں ہر شخص وارد جہنم ہوگا آپ ﷺ دن نے فرمایا ہاں لیکن یہ بھی تو ہے ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثَا﴾ ﴿پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں زانوں پر گرا ہوا چھوڑ دیں گے﴾۔ ﴿﴾ اسی شوق کا اثر تھا۔ کہ آنحضرت ﷺ کو ان کی تعلیم کی فکر رہتی تھی۔ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کو چیونٹی کے کانٹے کا منتر آتا تھا ایک دن وہ گھر میں آئیں تو آنحضرت ﷺ نے کہا کہ تم حفصہ رضی اللہ عنہا کو منتر سکھادو۔ ﴿﴾

## اخلاق

ابن سعد میں ان کے اخلاق کے متعلق ہے۔

(أَنَّهَا صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ) وہ (یعنی حفصہ رضی اللہ عنہا) دن کو روزہ رکھنے والی اور رات کو قیام کرنے والی ہیں۔

دوسری روایت میں ہے۔

(مَاتَتْ حَفْصَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَتَّى مَا تَفْطِرُ) ﴿﴾

”انتقال کے وقت تک روزہ رکھتی رہیں۔“

اختلاف سے سخت نفرت کرتی تھیں۔ جنگ صفین کے بعد جب تحکیم کا واقعہ پیش آیا تو ان کے بھائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کو فتنہ سمجھ کر خانہ نشین رہنا چاہتے تھے۔ لیکن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ گو اس شرکت میں تمہارا کوئی فائدہ نہیں تاہم تمہیں شریک رہنا چاہیے کیونکہ لوگوں کو تمہاری رائے کا

﴿﴾ زرقانی: ۲۷۱/۳۔ اسد الغابہ: ۳۳۶/۵۔ ﴿﴾ زرقانی: ۲۷۱/۳۔

﴿﴾ [۱۹/م: ۷۱: ۷۲]۔ ﴿﴾ مستدرج: ۲۸۵/۶۔

﴿﴾ الطبقات: ۵۹/۸۔ مستدرج: ۲۸۶/۶۔ ﴿﴾ الطبقات: ۵۹/۳۔ الاصلیہ: ۲۷۳/۳۔

انتظار ہوگا اور ممکن ہے کہ تمہاری عزت گزینی ان میں اختلاف پیدا کر دے۔ ❁

دجال سے بہت ڈرتی تھیں۔ مدینہ میں ابن صیاد نامی ایک شخص تھا دجال کے متعلق آنحضرت ﷺ نے جو علامتیں بتائی تھیں اس میں بہت سی موجود تھیں اس سے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک دن راہ میں ملاقات ہو گئی انہوں نے اس کو بہت سخت کہا اس پر وہ اس قدر پھولا کہ راستہ بند ہو گیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو مارنا شروع کیا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو خبر ہوئی تو بولیں تم کو اس سے کیا غرض؟ تمہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دجال کے خروج کا محرک اس کا غصہ ہوگا۔ ❁

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مزاج میں ذرا تیزی تھی آنحضرت ﷺ سے کبھی کبھی دو بدو گفتگو کرتیں اور برابر کا جواب دیتی تھیں۔ چنانچہ صحیح بخاری میں خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ”ہم لوگ جاہلیت میں عورتوں کو ذرہ برابر بھی وقعت نہ دیتے تھے۔ اسلام نے ان کو درجہ دیا اور قرآن میں ان کے متعلق آیات اتریں۔ تو ان کی قدر و منزلت معلوم ہوئی ایک دن میری بیوی نے کسی معاملہ میں مجھ کو رائے دی میں نے کہا۔ ”تم کو رائے مشورہ سے کیا واسطہ“ بولیں ”ابن خطاب! تم میں ذرا سی بات کی بھی برداشت نہیں حالانکہ تمہاری بیٹی رسول اللہ ﷺ کو برابر کا جواب دیتی ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ دن بھر رنجیدہ رہتے ہیں۔“ میں اٹھا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ میں نے کہا ”بیٹی میں نے سنا ہے تم رسول اللہ ﷺ کو برابر کا جواب دیتی ہو“ بولیں ”ہاں ہم ایسا کرتے ہیں“ میں نے کہا خبردار میں تمہیں عذاب الہی سے ڈراتا ہوں تم اس عورت (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کی ریس نہ کرو جس کو رسول اللہ ﷺ کی محبت کی وجہ سے اپنے حسن پر ناز ہے۔ ❁

ترمذی میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور رونے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا کہ ”مجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ ”تم یہودی کی بیٹی ہو“ آپ ﷺ نے فرمایا حفصہ رضی اللہ عنہا اللہ سے ڈرو۔ پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ تم نبی کی بیٹی ہو۔ تمہارا چچا پیغمبر ہے اور پیغمبر کے نکاح میں ہو حفصہ رضی اللہ عنہا تم پر کس بات میں فخر کر سکتی ہے۔“ ❁

ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ”ہم رسول اللہ ﷺ کے نزدیک تم سے زیادہ معزز ہیں۔ ہم آپ کی بیویاں بھی ہیں اور چچا زاد بہنیں بھی

❁ بخاری: کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق وحی الاحزاب، رقم ۴۱۰۸۔

❁ مسلم: کتاب الفتن باب ذکر ابن صیاد، رقم ۳۵۹۱۔ مسند احمد: ۶/۲۸۳۔

❁ بخاری: کتاب التفسیر باب سورۃ التحریم، رقم ۳۹۱۳۔ فتح الباری شرح البخاری: ۸/۸۲۸، رقم ۳۹۱۳۔

❁ جامع الترمذی: کتاب المناقب باب فضل ازواج النبی ﷺ، رقم ۳۸۹۳۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار گزار انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ تم مجھ سے زیادہ کیونکر معزز ہو سکتی ہو۔ میرے شوہر محمد ﷺ میرے باپ ہارون علیہ السلام اور میرے چچا موسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہیں۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں تھیں جو تقرب نبوی میں دوش بدوش تھے اس بنا پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مقابلہ میں باہم ایک تھیں چنانچہ واقعہ تحریم جو ۹ھ میں پیش آیا اسی قسم کے اتفاق کا نتیجہ تھا۔ ایک دفعہ کئی دن تک آنحضرت ﷺ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس معمول سے زیادہ بیٹھے جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس کہیں سے شہد آ گیا تھا۔ انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا آپ ﷺ کو شہد بہت مرغوب تھا۔ آپ ﷺ نے نوش فرمایا۔ اس میں وقت مقررہ سے دیر ہو گئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رشک ہوا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا رسول اللہ ﷺ جب ہمارے اور تمہارے گھر میں آئیں تو کہنا چاہیے کہ آپ کے منہ سے مغفیر کی بو آتی ہے۔ ❁

(مغفیر ❁ کے پھولوں سے شہد کی کھیاں رس چوتی ہیں) آنحضرت ﷺ نے قسم کھالی کہ میں شہد نہ کھاؤں گا۔ اس پر قرآن مجید کی یہ آیت اتری۔ ❁

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ﴾ ❁  
 ”اے پیغمبر اپنی بیویوں کی خوشی کے لئے تم اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیوں کرتے ہو؟“

کبھی کبھی (حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں) باہم رشک و رقابت کا اظہار بھی ہو جایا کرتا تھا۔ ”ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا دونوں آنحضرت ﷺ کے ساتھ سفر میں تھیں رسول اللہ ﷺ راتوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ پر چلتے تھے اور ان سے باتیں کرتے تھے۔ ایک دن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آج رات کو تم میرے اونٹ پر اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہوں تاکہ مختلف مناظر دیکھنے میں آئیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راضی ہو گئیں آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے پاس آئے جس پر

❁ الطبقات: ۵۹/۸۔

❁ مغفیر کی بو کا اظہار کرنا کوئی بھوٹ بات نہ تھی۔ مغفیر کے پھولوں میں اگر کسی قسم کی کرختگی ہو تو تعجب کی بات نہیں۔

❁ بخاری: کتاب التفسیر، باب: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾ رقم ۴۹۱۲۔ ❁ [۶۶/۱۱۲ تحریم]۔

حفصہ رضی اللہ عنہا سوار تھیں۔ جب منزل پر پہنچے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو نہیں پایا تو اپنے پاؤں کو اذخر (ایک گھاس ہے) کے درمیان لٹکا کر کہنے لگیں۔ ”اے اللہ! کسی بچھو یا سانپ کو متعین کر جو مجھے دس جائے۔“ ❁



❁ مسلم: کتاب القضا، باب فضل عائشہ ۶۲۹۸۔ بخاری: کتاب النکاح، باب القرعۃ بین النساء اذا اراد سفر، رقم ۵۳۱۱۔



## 5 ام المؤمنین حضرت زینب (ام المساکین) رضی اللہ عنہا ❁

آپ کا نام زینب تھا، سلسلہ نسب یہ ہے۔ زینب بنت خزیمہ بن عبد اللہ بن عمر بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ چونکہ فقرا و مساکین کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ اس لئے ام المساکین کی کنیت کے ساتھ مشہور ہو گئیں۔ آنحضرت ﷺ سے پہلے عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے جنگ احد میں شہادت پائی اور آنحضرت ﷺ نے اسی سال ان سے نکاح کر لیا۔ نکاح کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس صرف دو تین مہینے رہنے پائی تھیں کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد صرف یہی ایک بی بی تھیں جنہوں نے وفات پائی۔ آنحضرت ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۳۰ سال کی تھی۔ ❁



❁ الاصابۃ: ۳/۳۱۵، رقم ۳۷۹، المستدرک: ۳/۳۷، رقم ۲۳۰۲، ۶۸۰۳، الطبقات: ۸۲/۸، ترجمہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔ ❁ الطبقات: ۸۲/۸، الاصابۃ: ۳/۳۱۵، ۳۱۶، رقم ۳۷۹۔

## ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

ہند نام ام سلمہ کنیت قریش کے خاندان مخزوم سے ہیں سلسلہ نسب یہ ہے۔ ہند بنت ابی امیہ سہیل بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ والدہ بنو فراس سے تھیں اور ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک بن جذیمہ بن علقمہ بن جذل الطعان ابن فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ۔

ابو امیہ (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے والد) مکہ کے مشہور مخیر اور فیاض تھے۔ سفر میں جاتے تو تمام قافلہ والوں کی کفالت خود کرتے تھے اسی لئے زاد الراکب کے لقب سے مشہور تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان ہی کے آغوش تربیت میں نہایت ناز و نعمت سے پرورش پائی۔

### نکاح

عبد اللہ بن عبد الاسد سجو زیادہ تر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں اور جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے نکاح ہوا۔ اسلام آغاز نبوت میں اپنے شوہر کے ساتھ ایمان لائیں۔

### ہجرت حبشہ

اور ان ہی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ میں کچھ زمانہ تک قیام کر کے مکہ واپس آئیں اور یہاں سے مدینہ ہجرت کی۔ ہجرت میں ان کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اہل سیر کے نزدیک وہ پہلی عورت ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ میں آئیں۔

### ہجرت مدینہ

ہجرت کا واقعہ نہایت عبرت انگیز ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ہمراہ ہجرت کرنا چاہتی تھیں (ان کا بچہ سلمہ بھی ساتھ تھا) لیکن (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے) قبیلہ نے مزاحمت کی تھی۔

الطبقات ۶۰/۸۔ الاصابۃ ۳/۳۵۸، رقم ۱۳۰۹۔ المسند رک ۱۷/۳، رقم ۶۷۵۵۳/۲۳۵۳۔

الاصابۃ ۳/۳۵۸، رقم ۱۳۰۹۔

اس لئے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ان کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے تھے۔ اور یہ اپنے گھر واپس آ گئی تھیں۔ (ادھر سلمہ رضی اللہ عنہ کو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان والے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے چھین کر لے گئے) اس لئے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اور بھی تکلیف تھی۔ چنانچہ روزانہ گھبرا کر گھر سے نکل جاتیں اور اربط میں بیٹھ کر رویا کرتیں تھیں۔ ۸۷ دن تک یہ حالت رہی اور خاندان کے لوگوں کو احساس تک نہ ہوا۔ ایک دن اربط سے ان کے خاندان کا ایک شخص نکلا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو روتے ہوئے دیکھا تو اس کا دل بھر آیا۔ گھر آ کر لوگوں سے کہا کہ ”اس غریب پر ظلم کیوں کرتے ہو۔ اس کو جانے دو اور اس کا بچہ اس کے حوالے کر دو۔“ رواگی کی اجازت ملی تو بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہو گئیں اور مدینہ کا راستہ لیا۔ چونکہ وہ بالکل تنہا تھیں یعنی کوئی مرد ساتھ نہ تھا۔ تنہیم میں عثمان بن طلحہ (کلید بردار کعبہ) کی نظر پڑی بولا ”کدھر کا قصد ہے؟“ کہا ”مدینہ کا“ پوچھا ”کوئی ساتھ بھی ہے؟“ جواب میں بولیں ”اللہ اور یہ بچہ“ عثمان نے کہا ”یہ نہیں ہو سکتا تم تنہا کبھی نہیں جا سکتیں“ یہ کہہ کر اونٹ کی مہار پکڑی اور مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں جب کہیں ٹھہرتا تو اونٹ کو بٹھا کر کسی درخت کے نیچے چلا جاتا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اتر پڑتیں۔ رواگی کا وقت آتا تو اونٹ پر کجاوہ رکھ کر ہٹ جاتا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہتا کہ ”سوار ہو جاؤ“ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا شریف آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ غرض مختلف منزلوں پر قیام کرتا ہوا مدینہ لایا۔ قبا کی آبادی پر نظر پڑی تو بولا ”اب تم اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ وہ یہیں مقیم ہیں“ یہ ادھر روانہ ہوئیں اور عثمان نے مکہ کا راستہ لیا۔ ❀

قبا پہنچیں تو لوگ ان کا حال پوچھتے تھے اور جب یہ اپنے باپ کا نام بتاتیں تو ان کو یقین نہیں آتا تھا (یہ حیرت ان کے تنہا سفر کرنے پر تھی کیونکہ شرفاء کی عورتیں اس طرح باہر نکلنے کی جرأت نہیں کرتی تھیں) اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مجبوراً خاموش ہوتی تھیں۔ لیکن جب کچھ لوگ حج کے ارادہ سے مکہ روانہ ہوئے اور انہوں نے اپنے گھر رقعہ بھجوایا تو اس وقت لوگوں کو یقین ہوا کہ وہ واقعی ابوامیہ کی بیٹی ہیں۔ ابوامیہ چونکہ قریش کے نہایت مشہور اور معزز شخص تھے اس لئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھی گئیں۔ ❀

## وفات ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نکاح ثانی اور خانگی حالات

کچھ زمانہ تک شوہر کا ساتھ رہا حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بڑے شہ سوار تھے بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ غزوہ احد میں چند زخم کھائے جن کے صدمہ سے جانبر نہ ہو سکے۔ جمادی الثانی ۴ھ میں ان کا

❀ زرقانی ۳/۲۸۲ - الاصابہ ۳/۳۵۸، رقم ۱۳۰۹ - ❀ طبقات ابن سعد ۸/۶۵ - مسند احمد ۶/۳۰۷

رحم پہنا اور اسی صدمہ سے وفات پائی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں اور وفات کی خبر سنائی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کے مکان پر تشریف لائے۔ گھر میں کہرام مچا تھا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں ”ہائے غربت میں یہ کیسی موت ہوئی“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”صبر کرو! ان کی مغفرت کی دعا مانگو اور یہ کہو کہ اے اللہ! ان سے بہتر ان کا جانشین عطا کر“ اس کے بعد ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر تشریف لائے اور جنازہ کی نماز نہایت اہتمام سے پڑھی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ تکبیریں کہیں۔ لوگوں نے نماز کے بعد پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سہو تو نہیں ہوا؟ فرمایا یہ ہزار تکبیروں کے مستحق تھے۔ وفات کے وقت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دست مبارک سے آنکھیں بند کیں اور ان کی مغفرت کی دعا مانگی۔

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں۔ وضع حمل کے بعد عدت گزر گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام دیا، لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر پہنچے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے چند عذر ہیں (۱) میں سخت غیور عورت ہوں (۲) صاحب عیال ہوں (۳) میرا سن زیادہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب زحمتوں کو گوارا فرمایا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اب عذر کیا ہو سکتا تھا؟ اپنے لڑکے سے (جن کا نام عمر تھا) کہا اٹھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح کرو۔

شوال ۴ھ کی اخیر تاریخوں میں یہ تقریب انجام پائی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی موت سے جو شدید صدمہ ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو ابدی مسرت سے تبدیل کر دیا۔ سنن ابن ماجہ میں ہے۔

(فَلَمَّا تَوَفَّيْ أَبُوسَلَمَةَ ذَكَرْتُ الَّذِي كَانَ حَدَّثَنِي فَقُلْتُ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ اللَّهُمَّ عِضْنِي خَيْرًا أَمِنَهُ قُلْتُ فِي نَفْسِي أَعَاضُ خَيْرًا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ ثُمَّ قُلْتُهَا فَعَاضَنِي اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ)

”جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو میں نے وہ حدیث یاد کی جس کو وہ مجھ سے بیان کیا کرتے تھے اور میں نے دعا شروع کی تو جب میں یہ کہنا چاہتی کہ اے اللہ! مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر جانشین دے تو دل کہتا کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون مل سکتا

۱۔ زرقانی ۳/۲۷۳۔ الطبقات ۸/۶۰، ۶۱۔

۲۔ الطبقات ۸/۶۳۔ سنن نسائی: کتاب النکاح، باب نکاح الابن امہ، رقم ۳۲۵۶۔

۳۔ زرقانی ۳/۲۷۳۔ ترجمہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔

ہے؟ لیکن میں نے دعا کو پڑھنا شروع کیا تو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے جانشین آنحضرت ﷺ ہوئے۔“

آنحضرت ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دو چکیاں، گھڑا اور چمڑے کا تکیہ جس میں خرے کی چھال بھری تھی عنایت فرمایا۔ یہی سامان اور بی بیوں کو بھی عطا ہوا تھا۔ \*  
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بہت حیا دار تھیں۔ ابتدا میں جب آنحضرت ﷺ مکان پر تشریف لاتے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرط غیرت سے لڑکی (زینب) کو گود میں بٹھا لیتیں۔ آپ یہ دیکھ کر واپس چلے جاتے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی تھے، معلوم ہوا تو بہت ناراض ہوئے اور لڑکی کو چھین کر لے گئے۔ \*

لیکن بعد میں یہ بات کم ہوتی گئی اور جس طرح دوسری بیویاں رہتی تھیں وہ بھی رہنے لگیں۔ نکاح سے قبل آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کا ذکر کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بڑا رشک ہوا۔ ابن سعد میں ان سے جو روایت منقول ہے اس میں یہ فقرہ بھی ہے۔  
خَزَنَتْ خُزْنًا شَدِيدًا لِعَنِي مَجْهُ كُوْخَتْ هُوَا۔ \*

آنحضرت ﷺ کو ان سے بے حد محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک موقع پر جب تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو (سوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے) حضور ﷺ کی خدمت میں کچھ عرض کرنا تھا تو انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہی کو اپنا سفیر بنا کر حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دو گروہ تھے۔ ایک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا، صفیہ رضی اللہ عنہا، سودہ رضی اللہ عنہا شامل تھیں۔ اور دوسرے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں۔ چونکہ آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو زیادہ محبوب رکھتے تھے اس لئے لوگ ان ہی کی باری میں ہدیے بھیجتے تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی جماعت نے ان سے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح ہم بھی سب کی بھلائی کے خواہاں ہیں۔ اس بنا پر رسول اللہ ﷺ جس کے مکان میں بھی ہوں لوگوں کو ہدیہ بھیجنا چاہیے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے یہ شکایت کی تو آپ ﷺ نے دو مرتبہ اعراض فرمایا۔ تیسری مرتبہ کہا ”ام سلمہ رضی اللہ عنہا! عائشہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں مجھے اذیت نہ پہنچاؤ“ کیونکہ ان کے سوا تم میں کوئی بیوی ایسی نہیں ہے جس کے لحاف میں میرے پاس وحی آئی

\* الطبقات: ۶۴/۸۔ طبقات ابن سعد: ۶۵/۸۔ الاصابہ: ۴۵۹/۳، رقم: ۱۳۰۹۔

\* طبقات ابن سعد: ۶۶/۸۔ الاصابہ: ۴۵۹/۳، رقم: ۱۳۰۹۔

ہو۔ ﴿ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ”اَتُوبُ إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ اِذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ“ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اذیت پہنچانے سے پناہ مانگتی ہوں۔“

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات گزارتے تو ان کا بچھونا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانماز کے سامنے بچھتا تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے (اور یہ سامنے ہوتی تھیں۔) ﴿

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور غلام ہیں۔ دراصل حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جب ان کو آزاد کیا تو یہ شرط لگائی کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہیں تم پر ان کی خدمت لازمی ہوگی۔ ﴿

## عام حالات

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مشہور واقعات زندگی یہ ہیں۔ غزوہ خندق میں اگرچہ وہ شریک نہ تھیں تاہم اس قدر قریب تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو اچھی طرح سنتی تھیں فرماتی ہیں کہ مجھے وہ وقت خوب یاد ہے کہ جب سینہ مبارک غبار سے اٹا ہوا تھا اور آپ لوگوں کو اینٹیں اٹھا اٹھا کر دیتے اور اشعار پڑھ رہے تھے کہ اچانک عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ پر نظر پڑی فرمایا ”(افسوس) ابن سبیہ! تجھ کو ایک باغی گردہ قتل کرے گا۔“ ﴿

محاصرہ بنو قریظہ (۵ھ) میں یہود سے گفتگو کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا۔ اثنائے مشورہ میں ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کے اشارہ سے بتلایا کہ تم لوگ قتل کئے جاؤ گے۔ لیکن بعد میں اس کو افشائے راز سمجھ کر اس قدر نادام ہوئے کہ مسجد کے ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا۔ چند دنوں تک یہی حالت رہی پھر توبہ قبول ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تشریف فرما تھے کہ صبح کو مسکراتے ہوئے اٹھے تو بولیں ”اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ ہنسائے اس وقت ہسنے کا کیا سبب ہے؟“ فرمایا ”ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوگئی۔“ عرض کی ”تو کیا میں ان کو یہ مژدہ سنا دوں؟“ فرمایا ”ہاں اگر چاہو“ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑی ہوئیں اور پکار کر کہا ”ابولبابہ! مبارک ہو تمہاری توبہ قبول ہوگئی۔“ اس آواز کا انوں میں پڑنا

﴿ بخاری: کتاب المناقب باب فضل عائشہ رضی اللہ عنہا، رقم ۳۷۷۵۔ ﴿ منہاجہ: ۲/۳۲۲۔

﴿ ابوداؤد: کتاب العنق باب فی العنق علی شرط ۳۹۳۲۔ ﴿ منہاجہ: ۱/۲۸۹۔

تھا کہ تمام مدینہ امنڈ آیا۔ اسی سنہ میں آیت حجاب نازل ہوئی ناس سے پیشتر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بعض دور کے رشتہ داروں کے سامنے آیا کرتی تھیں اب خاص خاص رشتہ داروں کے سوا سب سے پردہ کرنے کا حکم ہوا۔ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ قبیلہ قریش کے ایک معزز صحابی اور بارگاہ نبوی کے مؤذن تھے اور چونکہ نابینا تھے اس لئے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں میں آیا کرتے تھے۔ ایک دن آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ”ان سے پردہ کرو“ بولیں ”وہ تو نابینا ہیں“ فرمایا ”تم تو نابینا نہیں ہو تم تو انہیں دیکھتی ہو۔“

صلح حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ صلح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لوگ حدیبیہ میں قربانی کریں، لیکن لوگ اس قدر دل شکستہ تھے کہ ایک شخص بھی نہ اٹھا یہاں تک کہ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے تین دفعہ بار بار کہنے پر بھی ایک شخص بھی آمادہ نہ ہوا (چونکہ معاہدہ کی تمام شرطیں بظاہر مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں اس لئے تمام لوگ رنجیدہ اور غصہ سے بیتاب تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لے گئے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی انہوں نے کہا ”آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں بلکہ باہر نکل کر خود قربانی کریں اور احرام اتارنے کے لئے بال منڈوائیں“ آپ نے باہر آ کر قربانی کی اور بال منڈوائے۔ اب جب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اس فیصلہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی تو سب نے قربانیاں کیں اور احرام اتارا ہجوم کا یہ حال تھا کہ ایک دوسرے پر ٹوٹا پڑتا تھا اور جگت اس قدر تھی کہ ہر شخص حجامت بنانے کی خدمت انجام دے رہا تھا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال علم انفس کے ایک بڑے مسئلہ کو حل کرتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کی فطرت شناسی میں ان کو کس درجہ کمال حاصل تھا۔ امام الحرمین فرمایا کرتے تھے کہ صنف نازک کی پوری تاریخ اصابات رائے کی ایسی عظیم الشان مثال پیش نہیں کر سکتی۔

غزوہ خیبر میں شریک تھیں۔ مرحب کے دانتوں پر جب تلوار پڑی تو کرکراہٹ کی آواز ان کے کانوں میں آئی تھی۔

۹ھ میں ایلاء کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو تنبیہ کی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی آئے وہ ان کی عزیز ہوتی تھیں ان سے بھی گفتگو کی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے

جواب دیا۔

زرقاتی ۲/۱۵۳: غزوہ بنی قریظہ - الاصابہ ۳/۳۵۹ - مسند احمد ۶/۲۹۶۔

بخاری: کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد والمصالح مع اهل الحرب، رقم ۲۷۳۱۔

زرقاتی ۲/۲۷۳ - الاصابہ ۳/۳۵۹ - استیعاب: ج ۲ ص ۸۰۳۔

بخاری: کتاب التفسیر باب: ﴿فَلَقَدْ رَضَى اللَّهُ لَكُمْ تَجِلَّةً اِيْمَانِكُمْ﴾

((عَجَبًا لَكَ يَا بَنَیَ الْخَطَّابِ دَخَلْتَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَبْتَغِيَ أَنْ تَدْخُلَ  
بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَزْوَاجِهِ))

”عمر (رضی اللہ عنہ) تم ہر معاملہ میں دخل دینے لگے یہاں تک کہ اب رسول اللہ ﷺ اور  
ان کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے معاملات میں بھی دخل دیتے ہو۔“

چونکہ جواب نہایت خشک تھا اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ چپ ہو گئے اور اٹھ کر چلے آئے۔  
رات کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ آنحضرت ﷺ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو طلاق دے دی ہے۔ صبح کو  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور تمام واقعہ بیان کیا جب حضرت ام  
سلمہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل کیا تو آپ ﷺ مسکرائے۔

جسۃ الوداع میں جو ۱۰ھ میں ہوا اگرچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا علیل تھیں تاہم ساتھ آئیں۔ بنہا  
(غلام) اونٹ کی مہار تھا مے تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب غلام مکاتب کے پاس اس قدر  
مال موجود ہو کہ وہ اس کو ادا کر کے آزاد ہو سکتا ہو تو اس سے پردہ ضروری ہو جاتا ہے۔ \* طواف کے  
متعلق فرمایا کہ جب نماز فجر قائم ہو تو اونٹ پر سوار ہو کر طواف کرنا۔ چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے  
ایسا ہی کیا۔ \*

۱۱ھ میں آنحضرت ﷺ جب بیمار ہوئے اور مرض نے طول کھینچا تو آنحضرت ﷺ  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں منتقل ہو گئے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اکثر آپ ﷺ کو دیکھنے کے  
لئے جایا کرتی تھیں۔ ایک دن طبیعت زیادہ علیل ہوئی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا حج انھیں۔ آنحضرت ﷺ  
نے منع کیا کہ یہ مسلمانوں کا شیوہ نہیں۔ \* ایک دن مرض میں اشد اور ہوا تو ازواج نے دوپلائی چاہی  
چونکہ گوارا نہ تھی آپ ﷺ نے انکار فرمایا۔ لیکن جب غشی طاری ہو گئی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور  
اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہما نے دوپلا دی۔ \* (بعض روایات میں ہے کہ ان دونوں نے اس کا مشورہ دیا  
تھا) اسی زمانہ میں ایک روز حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما نے جو جوشہ ہو آئی تھیں وہاں کے  
عیسائی معبدوں کا (جو غالباً رومن کی تھوٹک گر جے ہوں گے) اور ان کے مجسموں اور تصویروں کا تذکرہ  
کیا آپ نے فرمایا۔ ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مرتا ہے تو اس کے مقبرہ کو عبادت گاہ بنا لیتے  
ہیں اور اس کا بت بنا کر اس میں کھڑا کرتے ہیں قیامت کے روز اللہ عز و جل کی نگاہ میں یہ لوگ بدترین

\* مسند احمد: ۳/۳۰۸۔ بخاری: کتاب الحج، باب المریض یطوف راکیا، رقم: ۱۶۳۳۔ مسند احمد: ۶/۲۹۰۔

مسلم: کتاب الحج، باب جواز الطواف علی قبر رقم: ۳۰۷۸۔ \* الطبقات: ۲/۱۳، ذکر شدة المرض علی رسول اللہ ﷺ۔

\* طبقات ابن سعد: ۲/۳۲، ذکر اللہ والذی لدیہ رسول اللہ ﷺ۔



خلوق ہو گئے۔ ❁

وفات سے پہلے آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کان میں باتیں کی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی وقت بے تابانہ پوچھنے لگیں، لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے توقف کیا اور آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد پوچھا۔ ❁

۶۱ھ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے ہیں نہایت پریشان ہیں سر اور ریش مبارک غبار آلود ہے۔ پوچھا یا رسول اللہ (ﷺ) کیا حال ہے ارشاد ہوا ”حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے واپس آ رہا ہوں“ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیدار ہوئیں تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے اسی حالت میں زبان سے نکلا اہل عراق نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اللہ تعالیٰ ان کو قتل کرے اور حسین رضی اللہ عنہ کو ذلیل کیا اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر لعنت کرے۔ ❁

۶۳ھ میں واقعہ حرہ کے بعد شامی لشکر مکہ گیا جہاں ابن زبیر رضی اللہ عنہ پناہ گزین تھے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ نے ایک حدیث میں ایسے لشکر کا تذکرہ فرمایا تھا، بعض کو شبہ ہوا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا بولیں آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ ایک شخص مکہ میں پناہ لے گا، اس کے مقابلہ میں جو لشکر آئے گا بیابان میں وہیں دھنس جائے گا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا جو لوگ جبراً شریک کئے گئے ہوں گے وہ بھی؟ فرمایا ہاں! لیکن قیامت میں اپنی نیتوں کے مطابق اٹھیں گے۔ (حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ) فرماتے تھے کہ یہ واقعہ مدینہ کے میدان میں پیش آئے گا۔ ❁

## وفات

جس سال حرہ کا واقعہ ہوا (یعنی ۶۳ھ) اسی سال حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا۔ اس وقت ۸۴ سال عمر تھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع میں دفن کیا۔ ❁ اس زمانہ میں ولید بن عتبہ (ابوسفیان کا پوتا) مدینہ کا گورنر تھا۔ چونکہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی تھی کہ وہ میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھائے اس لئے وہ جنگل کی طرف نکل گیا اور اپنے بجائے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ ❁

- ❶ الطبقات ۲/۳۳۲۔ ❷ ترمذی: کتاب المناقب باب ماجاء فی فضل فاطمہ رضی اللہ عنہا ۳۸۷۔  
❸ مسند احمد ۶/۲۹۸۔ ❹ مسلم: کتاب القنن باب الخلف بالجحفش الذی یرم البیت رقم ۷۳۰۔  
❺ زرقانی ۳/۲۷۶ ترجمہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔ ❻ طبرانی کبیر ۳/۳۳۳۔

## اولاد

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر سے جو اولاد ہوئی اس کے نام یہ ہیں۔

سلمہ رضی اللہ عنہ حبشہ میں پیدا ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا نکاح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی امامہ سے کیا تھا۔

عمر رضی اللہ عنہ، آنحضرت ﷺ سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان ہی نے کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں فارس اور بحرین کے حاکم تھے۔

دُزہ ان کا ذکر صحیح بخاری میں آیا ہے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جو کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں داخل تھیں، آنحضرت ﷺ سے کہا، ہم نے سنا ہے کہ آپ دُزہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ ”فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے، اگر میں نے اس کو پرورش نہ بھی کیا ہوتا تو بھی وہ میرے لئے کسی طرح حلال نہ تھی، کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔“ ❊

نہیب رضی اللہ عنہا پہلے برہ نام تھا، لیکن آنحضرت ﷺ نے نہیب رکھا۔ ❊

## حلیہ

اصابہ میں ہے۔

(كَانَتْ أُمَّ سَلَمَةَ مَوْصُوفَةً بِالْجَمَالِ الْبَارِعِ)

”یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہایت حسین تھیں“

ابن سعد نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے حسن کا حال معلوم ہوا تو سخت پریشان ہوئیں۔ ❊ مگر یہ واقعہ کی روایت ہے جو چنداں قابل اعتبار نہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بال نہایت گھنے تھے۔ ❊

## فضل و کمال

علی حبشہ میں اگرچہ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بلند مرتبہ تھیں تاہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ان میں کوئی جواب نہ تھا، چنانچہ محمود بن لبید کہتے ہیں۔ ❊

(كَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ يَحْفَظُونَ مِنْ حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ كَثِيرًا وَلَا مَثَلًا)

❊ بخاری: کتاب النکاح باب: ﴿وَأَمَّا تَكُنُّمُ اللَّائِي أَرْضَعْنَكُمْ﴾ ۵۱۰۱۔ ❊ زرقانی: ۳/۲۷۲ ام سلمہ۔

❊ الطبقات: ۶۶/۸۔ ❊ مسند احمد: ۶/۲۸۹۔ ❊ الطبقات: ۳/۱۲۶۔

لِعَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

”آنحضرت ﷺ کی ازواجِ احادیث کا مخزن تھیں، تاہم عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ان میں کوئی حریف مقابل نہ تھا۔“

مروان بن حکم ان سے مسائل دریافت کرتا اور علانیہ کہتا تھا۔

(كَيْفَ نَسْأَلُ أَحَدًا وَفِينَا أَرْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ) ❁

”آنحضرت ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ہوتے ہوئے ہم دوسروں سے کیوں پوچھیں“

حضرت ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم دریائے علم ہونے کے باوجود ان کے دریائے فیض سے مستغنی نہ تھے۔ ❁ تابعین کرام کا ایک بڑا گروہ ان کے آستانہ فضل پر سربر تھا۔

قرآن اچھا پڑھتیں اور آنحضرت ﷺ کے طرز پر پڑھ سکتی تھیں، ایک مرتبہ کسی نے پوچھا آنحضرت ﷺ کیونکر قرأت کرتے تھے؟ بولیں ایک ایک آیت الگ الگ کر کے پڑھتے تھے اس کے بعد خود پڑھ کر بتلایا۔ ❁

حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا ان کا کوئی حریف نہ تھا، ان سے ۳۷۸ روایتیں مروی ہیں۔ اس بنا پر وہ محدثین صحابہ رضی اللہ عنہم کے تیسرے طبقہ میں شامل ہیں۔

حدیث سننے کا بڑا شوق تھا۔ ایک دن بال گوندوار ہی تھیں کہ آنحضرت ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے زبان مبارک سے أَيُّهَا النَّاسُ (لوگو!) کا لفظ نکلا تو فوراً بال باندھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور کھڑے ہو کر پورا خطبہ سنا۔ ❁ مجتہد تھیں صاحبِ اصابہ نے ان کے تذکرہ میں لکھا ہے۔

(صَاحِبُ الْعَقْلِ الْبَالِغِ وَالرَّأْيِ الصَّائِبِ)

”یعنی وہ کامل العقل اور صائب الرائے تھی۔“ ❁

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ان کے فتاویٰ اگر جمع کئے جائیں تو ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے۔ ❁ ان کے فتاویٰ کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ وہ عموماً متفق علیہ ہیں اور یہ ان کی دقیقہ رسی اور نکتہ سنجی کا کرشمہ ہے۔

❁ مسند احمد: ۶/۳۱۷ ❁ مسند احمد: ۶/۳۱۲

❁ مسند احمد: ۶/۳۰۰ - ترمذی: ابواب فضائل القرآن باب ماجاء کیف کانت قراءۃ ﷺ رقم ۳۹۲۳۔

❁ مسند احمد: ۶/۳۰۱ ❁ الاصابہ: ۳/۳۵۹ ❁ اعلام الموقعین: ۱/۱۲۔

ان کی نکتہ سنجی پر ذیل کے واقعات شاہد ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے مروان نے پوچھا آپ یہ نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ بولے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھتے تھے۔ چونکہ انہوں نے یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سلسلہ سے سنی تھی۔ مروان نے ان کے پاس تصدیق کے لئے آدمی بھیجا انہوں نے کہا مجھ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث پہنچی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی گیا اور یہ قول نقل کیا تو بولیں۔

(يَغْفِرُ اللَّهُ لِعَائِشَةَ لَقَدْ وَضَعْتُ أَمْرِي عَلَى غَيْرِ مَوْضِعِهِ)

”یعنی اللہ تعالیٰ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مغفرت کرے انہوں نے بات نہیں سمجھی۔“

(أَوَلَمْ أُخْبِرْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ نَهَى عَنْهُمَا)

”کیا میں نے ان سے یہ نہیں کہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پڑھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ رمضان میں جنابت کا غسل فوراً صبح اٹھ کر کرنا چاہیے ورنہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ایک شخص نے جا کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا دونوں نے کہا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں صائم ہوتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سنا تو رنگ فق ہو گیا۔ اس خیال سے رجوع کیا اور کہا کہ میں کیا کروں فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے اسی طرح بیان کیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو زیادہ علم ہے۔ (اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنا فتویٰ واپس لے لیا)۔

ایک مرتبہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اندرونی زندگی کے متعلق کچھ ارشاد کیجئے۔ فرمایا ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعہ بیان کیا فرمایا تم نے بہت اچھا کیا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جواب صاف دیتی تھیں اور کوشش کرتی تھیں کہ سائل کو تسفی ہو جائے۔ ایک دفعہ کسی شخص کو مسئلہ بتایا وہ ان کے پاس سے اٹھ کر دوسری ازواج کے پاس گیا۔ سب نے ایک ہی جواب دیا۔ واپس آ کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر سنائی تو بولیں (نَعَمْ وَأَشْفِيكَ!) ذرا

منہاجمہ: ۲۹۹/۶ منہاجمہ: ۳۰۳/۶ منہاجمہ: ۳۰۶/۶

منہاجمہ: ۳۰۶/۶ منہاجمہ: ۳۰۹/۶

ظہرو! میں تمہاری تشفی کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق حدیث سنی ہے۔ ❊

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حدیث وفقہ کے علاوہ اسرار کا بھی علم تھا اور یہ وہ فن تھا جس کے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ عالم خصوصی تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے تو بولیں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ بعض صحابی ایسے ہیں جن کو نہ میں اپنے انتقال کے بعد دیکھوں گا نہ وہ مجھ کو دیکھیں گے۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ گھبرا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان سے یہ حدیث بیان کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور کہا۔ ”اللہ تعالیٰ کی قسم! سچ کچھ کہنا کیا میں انہی میں ہوں۔“؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا نہیں لیکن تمہارے علاوہ میں کسی کو متشقی نہیں کروں گی۔ ❊

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جن لوگوں نے علم حدیث حاصل کیا ان کی ایک بڑی جماعت ہے ہم صرف چند ناموں پر اکتفا کرتے ہیں۔

عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ۔ ہند بنت الحارث القراسیہ رضی اللہ عنہا۔ صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا۔ عمر رضی اللہ عنہ۔ زینب رضی اللہ عنہا (اولاد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا) مصعب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ (برادر زادہ)۔ جنہان (علامہ مکاتیب) عبد اللہ بن رافع رضی اللہ عنہ۔ نافع رضی اللہ عنہ۔ شعبہ رضی اللہ عنہ۔ پسر شعبہ رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ خیرہ والدہ حسن بصری۔ سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ۔ ابو عثمان النہدی رضی اللہ عنہ۔ حمید رضی اللہ عنہ۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ۔ سعید بن مسیب۔ ابو وائل۔ صفیہ بنت محسن رضی اللہ عنہ شعبی۔ عبدالرحمان بن حارث بن ہشام۔ عکرمہ۔ ابوبکر بن عبدالرحمان۔ عثمان بن عبد اللہ بن مویب۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہا۔ کریم مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہا۔ قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ۔ نافع مولا ابن عمر رضی اللہ عنہ۔ یعلیٰ بن مملک

## اخلاق وعادات

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہایت زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایک ہار پہنا جس میں سونے کا کچھ حصہ شامل تھا آنحضرت ﷺ نے اعراض کیا تو اس کو توڑ ڈالا۔ ❊ ہر مہینہ میں تین دن (دوشنبہ۔ جمعرات اور جمعہ) روزہ رکھتی تھیں۔ ❊ ثواب کی متلاشی رہتیں ان کے پہلے شوہر کی اولاد ان کے ساتھ تھی اور وہ نہایت عمدگی سے ان کی پرورش کرتی تھیں اس بنا پر آنحضرت ﷺ سے پوچھا

❊ مسند احمد: ۲/۲۹۷ - ❊ مسند احمد: ۲/۳۰۷

❊ مسند احمد: ۲/۳۲۲ - ❊ مسند احمد: ۲/۳۸۹

کہ مجھ کو اس کا کچھ ثواب بھی ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”ہاں۔“<sup>❶</sup>  
 اچھے کاموں میں شریک ہوتی تھیں۔ آیت تطہیر انہی کے گھر میں نازل ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہ و حسنین رضی اللہ عنہم کو بلا کر کبیل اڑھایا اور کہا ”اللہ تعالیٰ یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے ناپاکی کو دور کر اور ان کو پاک کر“ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ وعاسی تو بولیں یا رسول اللہ ﷺ میں بھی ان کے ساتھ شریک ہوں ارشاد ہوا تم اپنی جگہ پر ہو اور اچھی ہو۔<sup>❷</sup>

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی پابند تھیں۔ نماز کے اوقات میں بعض امرا نے تغیر و تبدل کیا یعنی مستحب اوقات چھوڑ دیئے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو تنبیہ کی اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ ظہر جلد پڑھا کرتے تھے اور تم عصر جلد پڑھتے ہو۔<sup>❸</sup> ایک دن ان کے بھتیجے نے دو رکعت نماز پڑھی چونکہ سجدہ گاہ غبار آلود تھی وہ سجدہ کرتے وقت مٹی جھاڑتے تھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روکا کہ یہ فعل آنحضرت ﷺ کی روش کے خلاف ہے۔ آنحضرت ﷺ کے ایک غلام نے ایک دفعہ ایسا کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا ”ترب و جھک اللہ یعنی تیرا چہرہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود ہو۔“<sup>❹</sup>

فیاض تھیں اور دوسروں کو بھی فیاضی کی طرف مائل کرتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے آ کر کہا اماں! میرے پاس اس قدر مال جمع ہو گیا ہے کہ اب بربادی کا خوف ہے۔ فرمایا بیٹا! اس کو خرچ کر دے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ بہت سے صحابہ ایسے ہیں جو مجھ کو میری موت کے بعد پھر کبھی نہ دیکھیں گے۔<sup>❺</sup>

ایک مرتبہ چند فقرا جن میں عورتیں بھی تھیں ان کے گھر آئے اور نہایت الحاح سے سوال کیا۔ ام الحسن بیٹی تھیں انہوں نے ڈانٹا لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم کو اس کا حکم نہیں ہے۔ اس کے بعد لونڈی سے کہا کہ ان کو کچھ دے کر رخصت کر دے کچھ نہ ہو تو ایک ایک چھوہارا ان کے ہاتھ پر رکھ دو۔<sup>❻</sup>

آنحضرت ﷺ سے ان کو جو محبت تھی اس کا یہ اثر تھا کہ آپ کے موئے مبارک تبرکاً رکھ چھوڑے تھے۔ جن کی وہ لوگوں کو زیارت کراتی تھیں۔<sup>❼</sup> آنحضرت ﷺ کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ ایک مرتبہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس کا کیا سبب ہے کہ ہمارا قرآن میں ذکر نہیں۔ تو

❶ بخاری: کتاب الزکاة باب الزکاة علی الزوج والايتام فی الجزم ۱۳۶۔

❷ ترمذی: کتاب المناقب باب ماجاء فی فضل فاطمہ بنت محمد رسول اللہ ﷺ ۳۸۷۔ ❸ مسند احمد: ۲/۲۸۹۔

❹ مسند احمد: ۲/۳۰۱۔ ❺ مسند احمد: ۲/۲۹۰۔ ❻ استیعاب: ۲/۸۰۳۔ ❽ مسند احمد: ۲/۲۹۶۔

آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور یہ آیت پڑھی ﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ ﴿۳۲/۱۱۱/۳۵﴾

## مناقب

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں۔ حضرت جبریل آئے اور باتیں کرتے رہے۔ ان کے جانے کے بعد آپ نے پوچھا ”ان کو جانتی ہو؟“ بولیں وجہ تھے۔ لیکن جب آپ ﷺ نے اس واقعہ کو اور لوگوں سے بیان کیا تو اس وقت معلوم ہوا کہ وہ جبریل علیہ السلام تھے۔ ﴿غالباً یہ نزول حجاب سے قبل کا واقعہ ہے﴾



مسند احمد: ۳۰۱/۶۔ مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ام سلمہ رضی اللہ عنہا، رقم ۶۳۱۵۔

## 7 ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

زینب نام ام الکلیم کنیت، قبیلہ قریش کے خاندان اسد بن خزیمہ سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے۔  
 زینب بنت جحش بن رباب بن یسر بن صبرہ بن مرة بن کثیر بن غنم بن دودان بن سعد بن خذیمہ  
 والدہ کا نام امیمہ تھا جو عبدالمطلب جد رسول اللہ ﷺ کی دختر تھیں، اس بنا پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا  
 آنحضرت ﷺ کی حقیقی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

### اسلام

نبوت کے ابتدائی دور میں اسلام لائیں اسد الغابہ میں ہے۔  
 (كَانَتْ قَدِيمَةً اِسْلَامًا) ﴿۱﴾  
 ”قدیم اسلام تھیں۔“

### نکاح

آنحضرت ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کے ساتھ جو آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور  
 متغنی تھے ان کا نکاح کر دیا۔ اسلام نے دنیا میں مساوات کی جو تعلیم رائج کی ہے اور پست و بلند کو جس  
 طرح ایک سطح پر لا کر کھڑا کر دیا ہے اگرچہ تاریخ میں اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں، لیکن یہ واقعہ  
 اپنی نوعیت کے لحاظ سے ان سب پر فوقیت رکھتا ہے کیونکہ اسی سے عملی تعلیم کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔  
 قریش اور خصوصاً خاندان ہاشم کو تو لیت کعبہ کی وجہ سے عرب میں جو درجہ حاصل تھا اس کے لحاظ سے  
 شاہان یمن بھی ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن اسلام نے محض ”تقویٰ“ کو بزرگی کا  
 معیار قرار دیا اور فخر و ادا کو جاہلیت کا شعار ٹھہرایا ہے۔ اس بنا پر اگرچہ حضرت زید رضی اللہ عنہ بظاہر غلام تھے  
 تاہم چونکہ (وہ مسلمان اور مرد صالح تھے اس لئے آنحضرت ﷺ کو ان کے ساتھ حضرت  
 زینب رضی اللہ عنہا کا عقد کر دینے میں کوئی تکلف نہیں ہوا) تعلیم مساوات کے علاوہ اس نکاح کا ایک مقصد  
 اور بھی تھا جو اسد الغابہ میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

﴿۱﴾ اسد الغابہ: ۳/۴۶۳۔ الاصابہ: ۳/۴۱۳، رقم: ۴۷۰۔ زرقانی: ۳/۲۸۰۔ الطبقات: ۸/۷۱۔

﴿۲﴾ اسد الغابہ: ۵/۴۶۳۔



(تَزَوَّجَهَا لِيُعَلِّمَهَا كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهِ) ❁  
 ”یعنی آنحضرت ﷺ نے ان کا نکاح زید رضی اللہ عنہ سے اس لئے کیا تھا کہ ان کو قرآن  
 وحدیث کی تعلیم دیں“

تقریباً ایک سال تک دونوں کا ساتھ رہا، لیکن پھر تعلقات قائم نہ رہ سکے اور شکر رنجی بڑھتی  
 گئی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں شکایت کی۔ ❁ اور طلاق دے دینا چاہا۔

(جَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (ﷺ) إِنَّ زَيْنَبَ ابْنَتَكَ عَلَيَّ  
 لِسَانَهَا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُطَلِّقَهَا) ❁

”زید آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ زینب مجھ سے زبان  
 درازی کرتی ہیں اور میں ان کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔“

لیکن آنحضرت ﷺ بار بار ان کو سمجھاتے تھے کہ طلاق نہ دیں قرآن مجید میں ہے۔  
 ﴿وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ  
 وَاتَّقِ اللَّهَ﴾ ❁

اور جب کہ تم اس شخص سے جس پر اللہ تعالیٰ نے اور تم نے احسان کیا تھا، یہ کہتے تھے کہ اپنی  
 بیوی کو نکاح میں لئے رہو اور اللہ تعالیٰ سے خوف کرو۔“

لیکن یہ کسی طرح صحبت برآ نہ ہو سکے اور آخر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی۔  
 حضرت زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی بہن تھیں اور آپ ہی کی تربیت میں پلی تھیں۔ آپ کے  
 فرمانے سے انہوں نے یہ رشتہ منظور کر لیا تھا جو ان کے نزدیک ان کے خلاف شان تھا (چونکہ زید رضی اللہ عنہ  
 غلام رہ چکے تھے اس لئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو یہ نسبت گوارا نہ تھی) بہر حال وہ مطلقہ ہو گئیں تو  
 آپ ﷺ نے ان کی دلجوئی کے لئے خود ان سے نکاح کر لینا چاہا۔ لیکن عرب میں اس وقت تک متعنی  
 اصلی بیٹے کے برابر سمجھا جاتا تھا اس لئے عام لوگوں کے خیال سے آپ ﷺ تامل فرماتے تھے۔  
 لیکن چونکہ یہ محض جاہلیت کی رسم تھی اور اس کا مٹانا مقصود تھا اس لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿وَتُخْفَىٰ فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ﴾ ❁

”اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپاتے ہو جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کر دینے والا ہے اور تم

❁ اسد الغابہ: ۵/۲۶۳۔ ❁ ترمذی: کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورة الاحزاب رقم ۳۲۱۲۔

❁ فتح الباری: ۸/۶۶۵ تحت حدیث رقم ۳۷۸۷۔

❁ [۳۳/ الاحزاب: ۳۷] ❁ [۳۳/ الاحزاب: ۳۷]

لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ ڈرنا اللہ تعالیٰ سے چاہیے۔“ ❊

آنحضرت ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم زینب رضی اللہ عنہا کے پاس میرا پیغام لے کر جاؤ۔ زید رضی اللہ عنہ ان کے گھر آئے تو وہ آنا گوندھنے میں مصروف تھیں۔ چاہا کہ ان کی طرف دیکھیں لیکن پھر کچھ سوچ کر منہ پھیر لیا اور کہا ”زینب (رضی اللہ عنہا!) رسول کریم ﷺ کا پیغام لایا ہوں“ جواب ملا ”میں بغیر استخارہ کئے کوئی رائے قائم نہیں کرتی“ یہ کہا اور مصلیٰ پر کھڑی ہو گئیں۔ ادھر رسول اللہ ﷺ پر وحی آئی ﴿فَلَمَّا قُضِيَ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرَأَ زَوْجُنَا كَهَا﴾ ❊ اور نکاح ہو گیا آنحضرت ﷺ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لائے اور بلا استیذان اندر چلے گئے۔

دن چڑھے دعوت ولیمہ ہوئی جو اسلام کی سادگی کی اصلی تصویر تھی اس میں روٹی اور سالن کا انتظام تھا۔ انصار میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جو آنحضرت ﷺ کی خالہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں مالیدہ بھیجا تھا۔ غرض سب چیزیں جمع ہو گئیں تو آنحضرت ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے بلانے کے لئے بھیجا۔ ۳۰۰ آدمی شریک دعوت ہوئے۔ کھانے کے وقت آنحضرت ﷺ نے دس دس آدمیوں کی ٹولیاں کر دی تھیں باری باری آتے اور کھانا کھا کر واپس جاتے تھے۔

اسی دعوت میں آیت حجاب اتری جس کی وجہ یہ تھی کہ چند آدمی جو مدعو تھے کھا کر باتیں کرنے لگے اور اس قدر دیر لگائی کہ رسول کریم ﷺ کو تکلیف ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ فرط مروت سے خاموش تھے۔ بار بار اندر جاتے اور باہر آتے تھے۔ اسی مکان میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی بیٹھی ہوئی تھیں اور ان کا منہ دیوار کی طرف تھا۔

آنحضرت ﷺ کی آمد و رفت کو دیکھ کر بعض لوگوں کو خیال آیا اور اٹھ کر چلے گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کو جو دوسری ازواج کے مکان میں تھے اطلاع دی۔ آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو وحی کی زبان اس طرح گویا ہوئی۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ نَظِيرِينَ إِنَّهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكَ كَانَ يُؤْذَى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ ❊

❊ بخاری: کتاب النسیر: باب قولہ: ﴿وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ﴾ ما اللہ متبذیہ: رقم ۲۷۸۷۔

❊ [۳۳/الاحزاب: ۵۳]

”اے ایمان والو نبی کے گھروں پر مت جایا کرو مگر جس وقت تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے ایسے طور پر کہ تم اس کی تیاری کے منتظر نہ ہو لیکن جب تم کو بلایا جائے تب جایا کرو۔ پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو اس بات سے نبی کو ناگواری پیدا ہوتی ہے۔ سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے لحاظ نہیں کرتا ہے اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر مانگو۔“

آپ ﷺ نے دروازہ پر پردہ لٹکا دیا اور لوگوں کو گھر کے اندر جانے کی ممانعت ہو گئی۔ یہ ذوالقعدہ ۵ھ کا واقعہ ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کی چند خصوصیتیں ہیں جو کہیں اور نہیں پائی جاتیں۔ ان کے نکاح سے جاہلیت کی ایک رسم کہ عہنی اصلی بیٹے کا حکم رکھتا ہے مٹ گئی۔ مساوات اسلامی کا وہ عظیم الشان منظر نظر آیا کہ آزاد و غلام کی تمیز اٹھ گئی۔ پردہ کا حکم ہوا۔ نکاح کے لئے وحی الہی آئی۔ ولیمہ میں تکلف ہوا۔ اسی بنا پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مقابلہ میں فخر کیا کرتی تھیں۔ \* ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں جو بیبیاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہمسری کا دعویٰ رکھتی تھیں ان میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا خصوصیت کے ساتھ ممتاز تھیں۔ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ (ہی) اَلَّتِي كَانَتْ تَسَامِيْنِي مِنْهُمْ فِي الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ \* ازواج میں سے وہی رسول ﷺ کی نگاہ میں عزت و مرتبہ میں میرا مقابلہ کرتی تھیں۔“

آنحضرت ﷺ کو بھی ان کی خاطر داری منظور رہتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب چند ازواج نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو سفیر بنا کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور وہ ناکام واپس آئیں تو سب نے اس خدمت (سفارت) کے لئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتخاب کیا کیونکہ وہ اس خدمت کے لئے زیادہ موزوں تھیں۔ انہوں نے بڑی دلیری سے پیغام ادا کیا اور بڑے زور کے ساتھ یہ ثابت کرنا چاہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس رتبہ کی مستحق نہیں ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش سن رہی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے چہرہ کی طرف دیکھتی جاتی تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا جب تقریر کر چکیں تو مرضی پا کر کھڑی ہوئیں اور اس زور شور کے ساتھ تقریر کی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا لا جواب ہو کر رہ گئیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”کیوں نہ ہوا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔“ \*

\* اسد الغابہ: ۵/۳۶۳۔ الاصابہ: ۳/۳۱۳، رقم: ۳۷۰۔ \* مسلم: کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا، رقم: ۶۲۹۰۔ \* مسلم: کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا، رقم: ۶۲۹۰۔

## وفات

آنحضرت ﷺ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا تھا۔  
 ((أَسْرَعُكُمْ لِحَاقًا بِي أَطْوَلُكُمْ يَدًا))  
 ”تم میں مجھ سے جلد وہ ملے گی جس کا ہاتھ لمبا ہوگا۔“ ❀

یہ استعارہ فیاضی کی طرف اشارہ تھا، لیکن ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اس کو حقیقت سمجھیں چنانچہ باہم اپنے ہاتھوں کو ناپا کرتی تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنی فیاضی کی بنا پر اس پیش گوئی کا مصداق ثابت ہوئیں۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے پہلے انتقال کیا۔ کفن کا خود سامان کر لیا تھا اور وصیت کی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کفن دیں تو ان میں سے ایک کو صدقہ کر دینا۔ چنانچہ یہ وصیت پوری کی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے دریافت کیا کہ کون قبر میں داخل ہوگا۔ انہوں نے کہا وہ شخص جو ان کے گھر میں داخل ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، محمد بن عبد اللہ بن محسن رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن ابی احمد بن محسن رضی اللہ عنہ نے ان کو قبر میں اتارا اور جنت البقیع میں سپرد خاک کیا۔ ❀

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ۲۰ھ میں انتقال کیا اور ۵۳ برس کی عمر پائی واقدی نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے جس وقت نکاح ہوا اس وقت ۳۵ سال کی تھیں، لیکن یہ عام روایت کے خلاف ہے عام روایت کے مطابق ان کی عمر ۳۸ سال تھی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے مال متروکہ میں صرف ایک مکان یادگار چھوڑا تھا جو ولید بن عبد الملک نے اپنے زمانہ حکومت میں پچاس ہزار درہم میں خرید کیا اور وہ مسجد نبوی ﷺ میں شامل کر دیا گیا۔ ❀

## حلیہ

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کوتاہ قامت لیکن خوبصورت اور موزوں اندام تھیں۔ ❀

## فضل و کمال

روایتیں کم کرتی تھیں۔ کتب حدیث میں ان سے صرف گیارہ روایتیں منقول ہیں۔ راویوں

❀ اسد الغابہ: ۵/۳۶۵۔ الاصابہ: ۴/۳۱۴، رقم: ۴۷۵۔ ❀ اسد الغابہ: ۵/۳۶۵۔ الاصابہ: ۴/۳۱۴۔

❀ الطبقات: ۸۱/۸۔ ❀ زرقانی: ۳/۳۸۳۔

میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا، محمد بن عبداللہ بن محس (برادر زوہ) کلثوم بنت طلق اور مذکور (غلام) داخل ہیں۔

## اخلاق

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

(كَانَتْ زَيْنَبُ صَلَاحَةً صَوَامَةً قَوَامَةً) ❁

”یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نیک خوروزہ دار اور نماز گزار تھیں۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

(لَمْ أَرِ امْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّينِ مِنْ زَيْنَبَ وَأَتَقَى لِلَّهِ وَأَصْدَقَ حَدِيثًا وَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَأَعْظَمَ صَدَقَةً وَأَشَدَّ ابْتِدَالًا لِنَفْسِهَا فِي الْعَمَلِ الَّذِي تَصَدَّقُ بِهِ وَتَقْرُبُ بِهِ إِلَى اللَّهِ مَاعِدًا سُورَةً مِنْ حَدِيثٍ كَانَتْ فِيهَا تَسْرُعُ مِنْهَا الْفَيْئَةُ) ❁

میں نے کوئی عورت زینب رضی اللہ عنہا سے زیادہ دیندار، زیادہ پرہیزگار، زیادہ راست گفتار، زیادہ فیاض، بخیر اور اللہ کی رضا جوئی میں زیادہ سرگرم نہیں دیکھی فقط مزاج میں ذرا تیزی تھی جس پر ان کو بہت جلد ندامت بھی ہوتی تھی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا زہد و تورع میں یہ حال تھا کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اتہام لگایا گیا اور اس اتہام میں خود حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بہن حمہ شریک تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اخلاقی حالت دریافت کی تو انہوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا۔

(مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا)

”مجھ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھلائی کے سوا کسی چیز کا علم نہیں۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے اس صدق و اقرار حق کا اعتراف کرنا پڑا۔

عبادت میں نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ مصروف رہتی تھیں۔ ایک مرتبہ آپ مہاجرین پر کچھ مال تقسیم کر رہے تھے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس معاملہ میں کچھ بول اٹھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈانٹا۔ آپ نے فرمایا ان سے درگزر کرو یہ آواہ ہیں ❁ (یعنی خاشع و متضرع ہیں)۔

❁ الاصابۃ: ۳/۳۱۳۔ ❁ مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا، رقم: ۶۲۹۰۔

❁ الاصابۃ: ۳/۳۱۴، رقم: ۶۷۷۔

نہایت قانع اور فیاض طبع تھیں۔ خود اپنے دست و بازو سے معاش پیدا کرتی تھیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لٹا دیتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو مدینہ کے فقرا اور مساکین میں سخت کھلبلی پیدا ہو گئی اور وہ گھبرا گئے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا سالانہ نفقہ بھیجا۔ انہوں نے اس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور بزہ بنت رافع کو حکم دیا کہ میرے خاندانی رشتہ داروں اور یتیموں کو تقسیم کر دو۔ بزہ نے کہا آخر ہمارا بھی کچھ حق ہے؟ انہوں نے کہا کپڑے کے نیچے جو کچھ ہو وہ تمہارا ہے دیکھا تو پچاسی درہم نکلے۔ جب تمام مال تقسیم ہو چکا تو دعا کی یا اللہ اس سال کے بعد میں عمر رضی اللہ عنہ کے عطیہ سے فائدہ نہ اٹھاؤں۔ دعا قبول ہوئی اور اسی سال انتقال ہو گیا۔



## ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب

جویریہ نام قبیلہ خزاعہ کے خاندان مصطلق سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے۔ جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائد بن مالک بن جذیمہ (مصطلق) بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن یقیاء۔

حارث بن ابی ضرار حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد خاندان بنو مصطلق کے سردار تھے۔

نکاح

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح اپنے ہی قبیلہ میں مسافع بن صفوان (ذی شفر) سے ہوا تھا۔

## غزوہ مریسج اور نکاح ثانی

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ اور شوہر مسافع دونوں دشمن اسلام تھے۔ چنانچہ حارث نے قریش کے اشارہ سے یا خود مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کو خبر ملی تو مزید تحقیقات کے لئے بریدہ بن حبیب اسلمی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ انہوں نے واپس آ کر خبر کی تصدیق کی آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تیاری کا حکم دیا۔ ۲ شعبان ۵ھ کو فوجیں مدینہ سے روانہ ہوئیں اور مریسج میں جو مدینہ منورہ سے ۹ منزل ہے پہنچ کر قیام کیا۔ لیکن حارث کو یہ خبریں پہلے سے پہنچ چکی تھیں اس لئے اس کی جمعیت منتشر ہو گئی اور وہ خود بھی کسی طرف نکل گیا۔ لیکن مریسج میں جو لوگ آباد تھے انہوں نے صف آرائی کی اور دیر تک جم کر تیر برساتے رہے۔ مسلمانوں نے دفعتاً ایک ساتھ حملہ کیا تو ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور ۱۱ آدمی مارے گئے اور باقی گرفتار ہو گئے جن کی تعداد تقریباً ۶۰۰ ہو گئی۔ غنیمت میں دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ہاتھ آئیں۔

لڑائی میں جو لوگ گرفتار ہوئے ان میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ ابن اسحاق کی روایت ہے جو بعض حدیث کی کتابوں میں بھی ہے کہ تمام اسیران جنگ لونڈی غلام بنا کر تقسیم کر دیئے گئے۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں انہوں نے ثابت سے درخواست کی کہ

الطبقات: ۸۳/۸ - اسد الغابۃ: ۵/۳۹۹ - الاصابۃ: ۸/۲۶۷ - ۲۶۸

الطبقات: ۸۳/۸ - اسد الغابۃ: ۸/۳۲۰

مکاتبت کر لو یعنی مجھ سے کچھ روپیہ لے کر چھوڑ دو۔ ثابت نے ۹ اوقیہ سونے پر منظور کیا حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے پاس روپیہ نہ تھا چاہا کہ لوگوں سے روپیہ مانگ کر یہ رقم ادا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی آئیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں۔

ابن اسحاق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی روایت کی ہے جو یقیناً ان کی ذاتی رائے ہے کہ چونکہ جویریہ رضی اللہ عنہا نہایت شیریں اداس تھیں۔ میں نے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے دیکھا تو سمجھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ان کے حسن و جمال کا وہی اثر ہوگا جو مجھ پر ہوا۔ غرض وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو اس سے بہتر چیز کی خواہش نہیں؟ انہوں نے کہا وہ کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”تمہاری طرف سے میں روپیہ ادا کر دیتا ہوں اور تم سے نکاح کر لیتا ہوں۔“ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا راضی ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ رقم ادا کر دی اور ان سے شادی کر لی۔ لیکن دوسری روایت میں اس سے زیادہ واضح بیان مذکور ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ (حارث) رئیس عرب تھا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا جب گرفتار ہوئیں تو حارث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ ”میری بیٹی کنیز نہیں بن سکتی میری شان اس سے بالاتر ہے میں اپنے قبیلہ کا سردار اور رئیس عرب ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو آزاد کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ خود جویریہ رضی اللہ عنہا کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے حارث نے جا کر جویریہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری مرضی پر رکھا ہے دیکھنا مجھ کو رسوا نہ کرنا۔ انہوں نے کہا ”میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنا پسند کرتی ہوں۔“ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کر لی۔

ابن سعد نے طبقات میں یہ روایت کی ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد نے ان کا زرفدیہ ادا کیا اور جب وہ آزاد ہو گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا تو تمام اسیران جنگ جو اہل فوج کے حصہ میں آ گئے تھے دفعتاً رہا کر دیئے گئے۔ فوج نے کہا کہ جس خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کر لی وہ غلام نہیں ہو سکتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کو جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر اپنی قوم کے حق میں مبارک نہیں دیکھا ان کے سبب سے بمصطلق کے سینکڑوں گھرانے آزاد کر دیئے گئے۔

الطباقت: ۳۲/۸، ترجمہ جویریہ رضی اللہ عنہا۔ ابن سعد: ۳۶/۸۔ اسد الغابہ: ۳۲۰/۵۔

اسد الغابہ: ۳۲۰/۵۔ متدرک حاکم: ۲۷/۳۔



حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا، آنحضرت ﷺ نے بدل کر جویریہ رضی اللہ عنہا رکھا کیونکہ اس میں بدفالی تھی۔ ❁

## وفات

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے ربیع الاول ۵۰ھ میں وفات پائی۔ اس وقت ان کا سن ۶۵ برس کا تھا۔ مروان نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

## حلیہ

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا خوبصورت اور موزوں اندام تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔  
(كَانَتْ امْرَأَةً حُلُوَّةً مَلَا حَةَ لَا يَرَاهَا أَحَدٌ إِلَّا أَخَذَتْ بِنَفْسِهِ) ❁

## فضل و کمال

آنحضرت ﷺ سے چند حدیثیں روایت کیں۔ ان سے حسب ذیل بزرگوں نے حدیث سنی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما، جابر رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہما، عبید بن السباق، طفیل، ابویوب مراغی، کلثوم ابن مطلق، عبداللہ بن شداد بن الہاد۔ کریب

## اخلاق

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا زہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں، ایک دن صبح کو مسجد میں دعا کر رہی تھیں آنحضرت ﷺ گزرے اور دیکھتے ہوئے چلے گئے دوپہر کے قریب آئے تب بھی ان کو اسی حالت میں پایا۔ ❁

جمعہ کے دن آنحضرت ﷺ ان کے گھر تشریف لائے تو روزہ سے تھیں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کل روزہ سے تھیں؟ بولیں ”نہیں“ فرمایا: تو کل رکھو گی؟“ جواب ملا ”نہیں“ ارشاد ہوا ”تو پھر تم کو افطار کر لینا چاہیے۔“ ❁

(دوسری روایتوں میں ہے کہ حضور ﷺ ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھتے تھے ان تین دنوں

❁ اسد الغابۃ: ۳۲۰/۵۔ ❁ اسد الغابۃ: ۳۲۰/۵۔

❁ اسد الغابۃ: ۳۲/۵۔ مستدرک الحاکم: ۳۷/۳۷۔

❁ بخاری: کتاب الصوم، باب صوم یوم الجمعۃ، رقم: ۱۹۸۶۔ مسند احمد: ۶/۳۳۰۔

میں ایک دن جمعہ کا ضرور ہوتا تھا۔ اس لئے تنہا جمعہ کے دن ایک روزہ رکھنے میں علما کا اختلاف ہے۔ ائمہ حنفیہ کے نزدیک جائز ہے امام مالک رحمہ اللہ سے بھی جواز کی روایت ہے، بعض شافعیہ نے اس سے روکا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ \* امام یوسف کے نزدیک احتیاط اس میں ہے کہ جمعہ کے روزہ کے ساتھ ایک روزہ اور ملا لیا جائے۔ \* یہ بحث صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے کے متعلق ہے اور دنوں سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ کو ان سے محبت تھی۔ اور ان کے گھر آتے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آ کر پوچھا کہ ”کچھ کھانے کو ہے؟“ جواب ملا ”میری کنیز نے صدقہ کا گوشت دیا تھا، وہی رکھا ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں“ فرمایا ”اے اٹھالو“ کیونکہ صدقہ جس کو دیا گیا تھا اس کو پہنچ چکا۔ \*



\* فتح الباری: جلد ۴، ص ۲۰۴۔ \* بدل المجمود: جلد ۳، ص ۱۶۹۔

\* مسند احمد: ۳۳۰/۶۔ مستدرک حاکم: ۳۰/۴۔

9

## ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا \*

### نام و نسب

رملہ نام کنیت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، سلسلہ نسب یہ ہے۔ رملہ بنت ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس۔ والدہ کا نام صفیہ بنت ابوالعاص تھا، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حقیقی پھوپھی تھیں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی بعثت سے ۷ سال پہلے پیدا ہوئیں۔ \*

### نکاح

عبید اللہ بن جحش سے کہ حرب بن امیہ کے حلیف تھے نکاح ہوا۔ \*

### اسلام

اور ان ہی کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حبش کو ہجرت کی۔ حبش میں جا کر عبید اللہ نے عیسائی مذہب اختیار کیا۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی کہا، لیکن وہ اسلام پر قائم رہیں۔ اب وہ وقت آ گیا کہ ان کو اسلام اور ہجرت کی فضیلت کے ساتھ ام المؤمنین بننے کا شرف بھی حاصل ہو۔ عبید اللہ نے عیسائی ہو کر بالکل آزادانہ زندگی بسر کرنا شروع کی، مے نوشی کی عادت ہو گئی آخر ان کا انتقال ہو گیا۔ \*

### نکاح ثانی

عدت کے دن ختم ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کی خدمت میں بغرض نکاح بھیجا۔ جب وہ نجاشی کے پاس پہنچے تو اس نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اپنی لونڈی ابرہہ کے ذریعہ سے پیغام دیا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ کو تمہارے نکاح کے لئے لکھا ہے۔ انہوں نے خالد بن سعید اموی کو وکیل مقرر کیا اور اس مرثدہ کے صلہ میں ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن اور انگوٹھیاں دیں۔ جب شام ہوئی تو نجاشی نے جعفر رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اور وہاں کے مسلمانوں کو جمع کر کے خود نکاح پڑھایا اور آنحضرت ﷺ کی طرف سے چار سو دینار مہر ادا کیا۔ نکاح کے بعد حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جہاز

1. ترجمہ انصاب: ۳/۳۰۵، رقم ۳۳۳۔ زرقانی: ۳/۲۷۶۔ اسد الغابہ: ۵/۲۵۷۔ مستدرک: ۳/۲۱۔

2. الانصاب: ۳/۳۰۵، رقم ۳۳۳۔ زرقانی: ۳/۲۷۶۔ حاکم: ۳/۲۱۔

3. الانصاب: ۳/۳۰۵، رقم ۳۳۳۔ زرقانی: ۳/۲۷۶۔

4. الانصاب: ۳/۳۰۵، رقم ۳۳۳۔ زرقانی: ۳/۲۷۶۔ المستدرک الحاکم: ۳/۲۲، رقم ۶۷۷۰۔

میں بیٹھ کر روانہ ہوئیں اور مدینہ کی بندرگاہ میں اتریں آنحضرت ﷺ اس وقت خیبر میں تشریف رکھتے تھے۔ یہ ۷ یا ۶ھ کا واقعہ ہے۔ \* اس وقت حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۳۶، ۳۷ یا ۳۸ سال کی تھی۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے متعلق مختلف روایتیں ہیں۔ ہم نے جو روایت لی ہے وہ مسند کی ہے اور مشہور روایتوں کے مطابق ہے۔ البتہ مہر کی تعداد میں کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے۔ عام روایت یہ ہے اور مسند میں بھی ہے کہ ازواج مطہرات اور صابریوں کا مہر چار چار سو درہم تھا اس بنا پر چار سو دینار راوی کا سہو ہے۔ اس موقع پر ہم صحیح مسلم کی ایک روایت کی تنقید کرنا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ لوگ ابوسفیان کو نظر اٹھا کر دیکھنا اور ان کے پاس بیٹھنا پسند کرتے تھے اس بنا پر انہوں نے آنحضرت ﷺ سے ۳ چیزوں کی درخواست کی جن میں ایک یہ بھی تھی کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لیجئے، آنحضرت ﷺ نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔ \* اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوسفیان کے مسلمان ہونے کے وقت حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں داخل نہیں ہوئی تھیں۔ لیکن یہ راوی کا وہم ہے۔ چنانچہ ابن سعد، ابن حزم، ابن جوزی، ابن اثیر، بیہقی اور عبد العظیم منذری نے اس کے خلاف روایتیں کی ہیں اور ابن سعد کے سوا سب نے اس روایت کی تردید کی ہے۔

## وفات

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ۴۴ھ میں انتقال کیا اور مدینہ میں دفن ہوئیں۔ اس وقت ان کی عمر ۷۳ برس تھی۔ قبر کے متعلق اس قدر معلوم ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مکان میں تھی (حضرت علی رضی اللہ عنہ بن حسین) سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں نے مکان کا ایک گوشہ کھدوایا تو ایک کتبہ برآمد ہوا کہ ”یہ رملہ بنت صخر کی قبر ہے۔“ چنانچہ اس کو میں نے اسی جگہ رکھ دیا۔ \*

وفات کے قریب حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پاس بلایا اور کہا (کہ سوکنوں میں باہم جو کچھ ہوتا ہے وہ ہم لوگوں میں بھی کبھی ہو جایا کرتا تھا اس لئے مجھ کو معاف کر دو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے معاف کر دیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی) تو بولیں، تم نے مجھ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ تم کو خوش کرے۔ \*

\* زرقانی ۳/۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹۔ مسند احمد ۶/۴۲۷۔ \* مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی سفیان رقم ۶۴۰۹۔

\* استیعاب ۲/۷۵۰۔ \* مستدرک حاکم ۳/۲۳، رقم ۲۳۷۱، ۲۳۷۲، الطہقبات ۳/۷۱۔

## اولاد

پہلے شوہر سے دو بچے پیدا ہوئے۔ عبداللہ اور حبیبہ رضی اللہ عنہا نے آنکھوں میں تربیت پائی اور داؤد بن عروہ بن مسعود کو منسوب ہوئیں جو قبیلہ ثقیف کے رئیس اعظم تھے۔

## حلیہ

خوبصورت تھیں۔ صحیح مسلم میں خود ابوسفیان کی زبانی منقول ہے۔

(عِنْدِي أَحْسَنُ الْعَرَبِ وَأَجْمَلَةُ أُمِّ حَبِيبَةَ) ❁

”میرے ہاں عرب کی حسین تر اور جمیل تر عورت موجود ہے۔“

## فضل و کمال

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے حدیث کی کتابوں میں (۶۵) روایتیں منقول ہیں۔ راویوں کی تعداد بھی کم نہیں ہے، بعض کے نام یہ ہیں۔ حبیبہ رضی اللہ عنہا (دختر) معاویہ رضی اللہ عنہ، اور عقبہ رضی اللہ عنہ پسران ابوسفیان، عبداللہ بن عقبہ ابوسفیان بن سعید ثقفی (خواہر زادہ) سالم بن سوار (مولیٰ) ابوالجراح، صفیہ بنت شیبہ، زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا، عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہا، ابوصالح السمان، شہرا بن حوشب۔

## اخلاق

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے جوش ایمان کا یہ منظر قابل دید ہے کہ فتح مکہ سے قبل جب ان کے باپ (ابوسفیان) کفر کی حالت میں آنحضرت ﷺ کے پاس مدینہ آئے اور ان کے گھر گئے تو آنحضرت ﷺ کے بچھونے پر بیٹھنا چاہتے تھے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھ کر بچھونا الٹ دیا ابوسفیان سخت براہم ہوئے کہ بچھونا اس قدر عزیز ہے؟ بولیں یہ آنحضرت ﷺ کا فرش ہے، آپ مشرک ہیں اور اس بنا پر ناپاک ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ تو میرے پیچھے بہت بگڑ گئی۔ ❁

حدیث پر بہت شدت سے عمل کرتی تھیں اور دوسروں کو بھی تاکید کرتی تھیں۔ ان کے بھانجے ابوسفیان بن سعید بن المغیرہ آئے اور انہوں نے ستوکھا کر کلی کی تو بولیں تم کو وضو کرنا چاہیے کیونکہ جس چیز کو آگ پکائے اس کے استعمال سے وضو لازم آتا ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ کا حکم ہے۔ ❁

❁ مسلم: کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل ابی سفیان بن محرز بن حرب ج ۹، ص ۶۴۰۔

❁ الاصابہ: ۳/۳۰۶، رقم: ۳۳۳۔ الطبقات: ۸/۷۱۔ ❁ مسند احمد: ۶/۳۲۶۔

(یہ حکم منسوخ ہے یعنی پہلے تھا، پھر حضور ﷺ نے اس کو باقی نہیں رکھا۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھاتے تھے (اور اگر پہلے سے وضو ہوتا) تو دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے بلکہ پہلے ہی وضو سے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ اس قسم کی ایک حدیث حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں آئندہ ملے گی)

ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو خوشبو لگا کر رخساروں پر ملی اور کہا کہ آنحضرت ﷺ کا حکم ہے۔ کہ کسی پر تین دن سے زیادہ غم نہ کیا جائے البتہ شوہر کے لئے ۴ مہینہ ۱۰ دن سوگ کرنا چاہئے۔ \*  
آنحضرت ﷺ سے ایک مرتبہ سنا تھا کہ جو شخص بارہ رکعت روزانہ نفل پڑھے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ فرماتی ہیں (فَمَا بَرَحْتُ أَصْلِيهِنَّ بَعْدًا) میں ان کو ہمیشہ پڑھتی ہوں اس کا یہ اثر ہوا کہ ان کے شاگرد اور بھائی عتبہ اور عتبہ کے شاگرد عمرو بن ابیس اور عمر کے شاگرد نعمان بن سالم سب اپنے اپنے زمانہ میں برابر یہ نمازیں پڑھتے تھے۔ \*

فطرۃ نیک مزاج تھیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے کہا میری بہن سے آپ ﷺ نکاح کر لیجئے فرمایا ”کیا تمہیں یہ پسند ہے۔“ بولیں ”ہاں میں ہی آپ ﷺ کی تنہا بیوی نہیں ہوں اس لئے میں یہ پسند کرتی ہوں کہ آپ ﷺ کے نکاح کی سعادت میں میرے ساتھ میری بہن بھی شریک ہو۔“ \*



\* الطبیقات: ۸/۷۰ فی طبقات النساء۔ مسند احمد: ۶/۳۲۶۔

\* مسند احمد: ۶/۳۲۷۔

\* بخاری: کتاب النکاح باب: ﴿وَأَمَّا هَاتُكُمُ اللَّائِي أَرْضَعْنَكُمْ﴾ رقم: ۵۰۱۰۔

## ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

میمونہ نام قبیلہ قریش سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے۔ میمونہ بنت حارث بن حزن بن بحیر بن ہزم بن روثہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاذ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصیفہ بن قیس بن عیلان بن مضر۔ والدہ قبیلہ حمیر سے تھیں ان کا نام و نسب حسب ذیل ہے۔  
ہند بنت عوف بن زہیر بن حارث بن حماطہ بن جرش۔

### نکاح

پہلے مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی سے نکاح ہوا۔ \* لیکن کسی وجہ سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی پھر ابو رہم بن عبد العزی کے نکاح میں آئیں۔ ابو رہم نے ۷ھ میں وفات پائی تو لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے انتساب کی کوشش کی۔

آنحضرت ﷺ ذوالقعدہ ۷ھ میں عمرہ کی نیت سے مکہ روانہ ہوئے تھے اسی احرام کی حالت میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔ \* حضرت عباس رضی اللہ عنہ نکاح کے متولی ہوئے تھے۔ \* آنحضرت ﷺ عمرہ سے فارغ ہو کر جب مدینہ واپس ہوئے تو سرف میں جو مدینہ کے راستہ پر مکہ سے ۱۰ میل ہے قیام فرمایا۔ \* حضرت ابورافع (آنحضرت ﷺ کے غلام) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو لے کر سرف پہنچے اور یہیں رسم عروسی ادا ہوئی۔ \* یہ آنحضرت ﷺ کا آخری نکاح تھا۔ \* اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سب سے آخری بیوی تھیں۔

### وفات

یہ عجیب اتفاق ہے کہ مقام سرف میں ان کا نکاح ہوا تھا اور سرف ہی میں انہوں نے انتقال بھی

\* ترجمتھا الطبقات: ۹۳/۸۔ الاصابۃ: ۱۲/۳، رقم ۱۲۔ \* زرقاتی: ۳/۲۸۸۔

\* نسائی: کتاب النکاح، باب الرخصۃ فی نکاح المحرم، رقم ۳۲۷۳۔ بخاری: کتاب المغازی، باب عمرۃ القضاء، ۳۲۵۸۔

\* ۴ نسائی: کتاب النکاح، باب الرخصۃ فی نکاح المحرم، رقم ۳۲۷۵۔ الطبقات: ۹۵/۸۔

\* ۵ تہذیب التہذیب: ۱۲/۲۸۹۸، ۲۸۹۸۔ نساء، حول الرسول، ص ۱۰۸۔ \* ۶ الطبقات: القسم الاول، ۲/۸۹۔

\* ۷ ذیل المذیل طبری: ۱۳/۲۲۵۳۔

کیا ۱۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر میں اتار اصحاب میں ہے کہ جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ”یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں جنازہ کو زیادہ حرکت نہ دو بادب آہستہ لے چلو“ ۱۱ سال وفات کے متعلق اگرچہ اختلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ انہوں نے ۵۱ھ میں وفات پائی۔

## فضل و کمال

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے ۳۶ حدیثیں مروی ہیں جن میں بعض سے ان کی فقہ دانی کا پتہ چلتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر آگندہ ہوئے تو کہا بیٹا! اس کا کیا سبب ہے؟ جواب دیا ام عمار میرے گنگھا کرتی تھیں اور آج کل ان کے ایام کا زمانہ ہے بولیں کیا خوب! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری گود میں سر رکھ کر لیٹتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے اور ہم اسی حالت میں ہوتی تھیں اسی طرح ہم چٹائی اٹھا کر مسجد میں رکھ آتی تھیں۔ بیٹا! کہیں یہ ہاتھ میں بھی ہوتا ہے۔ ۱۲

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے جن بزرگوں نے روایت کی ہے ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عبد اللہ بن شداد بن الہاد رضی اللہ عنہ، عبد الرحمن بن السائب، یزید بن اصم (یہ سب ان کے بھانجے تھے) عبید اللہ الخولانی (ربیب تھے) مذہب (کنیز تھیں) عطاء بن یسار سلیمان بن یسار (غلام تھے) ابراہیم بن عبد اللہ بن معبد بن عباس اکریب (ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام) عبیدہ بن سباق عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ عالیہ بنت سبیح۔

## اخلاق

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

(انہا كانت اتقانا لله وأوصلنا للرحم) ۱۳

میمونہ رضی اللہ عنہا تعالیٰ سے بہت ڈرتی اور صلہ رحمی کرتی تھیں۔

احکام نبوی کی تعمیل ہر وقت پیش نظر رہتی تھی۔ ایک دفعہ ان کی کنیز بدیہہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے گھر گئی تو دیکھا کہ میاں بیوی کے پچھونے دور دور بچھے ہیں خیال ہوا کہ شاید کچھ رنجش ہو گئی ہے لیکن

۱۰ بخاری: کتاب المغازی باب عمرة القضاء، رقم ۳۲۵۸۔ الاصابہ: ۴/۴۱۳، رقم ۱۰۲۶۔

۱۱ بخاری: کتاب النکاح باب کثرة النساء رقم ۵۰۶۷۔ مسند احمد: ۶/۳۳۳۔ مسند احمد: ۶/۳۳۱۔

۱۲ الاصابہ: ۴/۴۱۳، رقم ۱۰۲۶۔ الطبقات: ۸/۹۹۔ الحی کم: ۳/۳۴۹۹۔



دریافت سے معلوم ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما (بیوی کے ایام کے زمانہ میں) اپنے بستران سے الگ کر لیتے ہیں۔ آ کر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا تو بولیں ان سے جا کر کہو کہ رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے اس قدر کیوں اعراض ہے؟ آپ برابر ہم لوگوں کے پچھونوں پر آرام فرماتے تھے۔ ❁

ایک عورت بیمار پڑی تو اس نے منت مانی تھی کہ شفا ہونے پر بیت المقدس جا کر نماز پڑھے گی۔ اللہ کی شان وہ اچھی ہو گئی اور سفر کی تیاریاں شروع کیں۔ جب رخصت ہونے کے لئے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم یہیں رہو اور مسجد نبوی میں نماز پڑھ لو کیونکہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں کے ثواب سے ہزار گنا زیادہ ہے۔ ❁

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو غلام آزاد کرنے کا شوق تھا ایک لونڈی کو آزاد کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (اللہ تم کو اس کا اجر دے)۔ ❁

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کبھی کبھی قرض لیتی تھیں۔ ایک بار زیادہ رقم قرض لی تو کسی نے کہا کہ آپ اس کو کس طرح ادا کریں گی؟ فرمایا ”آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے اللہ خود اس کا قرض ادا کر دیتا ہے۔“ ❁



## ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا \*

### نام و نسب

اصلی نام زینب تھا، لیکن چونکہ وہ جنگ خیبر میں خاص آنحضرت ﷺ کے حصہ میں آئی تھیں۔ اور عرب میں غنیمت کے ایسے حصہ کو جو امام یا بادشاہ کے لئے مخصوص ہوتا تھا، صفیہ کہتے تھے اس لئے وہ بھی صفیہ کے نام سے مشہور ہو گئیں۔ یہ زرقانی کی روایت ہے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے سیادت حاصل ہے۔ باپ کا نام حمی بن اخطب تھا جو قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا۔ اور حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل میں شمار ہوتا تھا۔ ماں جس کا نام ضرہ تھا، سوال رئیس قرظہ کی بیٹی تھی اور یہ دونوں خاندان (قرظہ اور نضیر) بنو اسرائیل کے ان تمام قبائل سے ممتاز سمجھے جاتے تھے، جنہوں نے زمانہ دراز سے عرب کے شمالی حصوں میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

### نکاح

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی شادی پہلے سلام بن مشکم القرظی سے ہوئی تھی۔ سلام نے طلاق دی تو کنانہ بن ابی لہیع کے نکاح میں آئیں۔ جو ابورافع تاجر جاز اور رئیس خیبر کا بھتیجا تھا۔ کنانہ جنگ خیبر میں مشغول ہوا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے باپ اور بھائی بھی کام آئے اور خود بھی گرفتار ہو گئے۔ جب خیبر کے تمام قیدی جمع کئے گئے تو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے ایک لونڈی کی درخواست کی، آنحضرت ﷺ نے انتخاب کرنے کی اجازت دی، انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو منتخب کیا۔ لیکن ایک صحابی نے آپ کی خدمت میں آ کر عرض کی کہ آپ نے رئیسہ بنو نضیر و قرظہ کو دحیہ کو دیدیا، وہ تو صرف آپ کے لئے سزاوار ہے۔ مقصود یہ تھا کہ رئیسہ عرب کے ساتھ عام عورتوں کا سا برابر و مناسب نہیں۔ چنانچہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے دوسری لونڈی عنایت فرمائی اور صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے نکاح کر لیا۔ \* خیبر سے روانہ ہوئے تو مقام صہبا میں رسم عردی ادا کی۔ \* اور جو کچھ سامان لوگوں کے پاس تھا اس کو جمع کر کے دعوت ولیمہ فرمائی۔ وہاں سے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ

\* ترجمتھا، الاصابہ: ۳/۳۳۶، رقم: ۶۵۰۔ الطبقات: ۸/۸۵، فی النساء۔ زرقانی: ۳/۲۹۲۔ اسد الغابہ: ۵/۳۹۰۔

\* الاصابہ: ۳/۳۳۶، رقم: ۶۵۰۔ الطبقات: ۸/۸۶، فی النساء۔

\* الاصابہ: ۳/۶۴۷۔ ۶۵۰۔ الطبقات: ۸/۸۶، فی جزاء النساء۔

نے ان کو خود اپنے اونٹ پر سوار کر لیا اور اپنی عبا سے ان پر پردہ کیا۔ یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ وہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا میں داخل ہو گئیں۔ ❀

## عام حالات

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے مشہور واقعات میں حج کا سفر ہے جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایام محاصرہ میں جو ۳۵ھ میں ہوا تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ان کی بے حد مدد کی تھی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ضروریات زندگی مسدود کر دی گئیں اور ان کے مکان پر پہرہ بٹھا دیا گیا۔ تو وہ خود خنجر پر سوار ہو کر ان کے مکان کی طرف چلیں۔ غلام ساتھ تھا۔ اشتر کی نظر پڑی تو انہوں نے آ کر خنجر کو مارنا شروع کیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو ذلیل ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں واپس جاتی ہوں، تم خنجر کو چھوڑ دو۔ گھر واپس آئیں تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مامور کیا۔ وہ ان کے مکان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا اور پانی لے جاتے تھے۔ ❀

## وفات

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے رمضان ۵۰ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ اس وقت ان کی عمر ۶۰ سال کی تھی۔ ایک لاکھ ترکہ چھوڑا اور ایک ٹلٹھ کے لئے اپنے یہودی بھانجے کے لئے وصیت کر گئیں۔ ❀

## حلیہ

آپ رضی اللہ عنہا چھوٹے قد کی اور حسین تھیں۔ ❀

## فضل و کمال

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے چند حدیثیں مروی ہیں۔ جن کو حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ، اسحاق بن عبد اللہ بن حارث، مسلم بن صفوان، کنانہ اور یزید بن معتب وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

❀ الطبقات: ۸/۸۷، طبقات النساء۔ ❀ الطبقات: ۸/۹۱ جز ۱ والنساء۔ الاصابہ: ۸/۳۳۸، ۶۵۰۔

❀ الطبقات: ۸/۹۳، جز ۱ والنساء۔ زرقانی: ۳/۲۹۷۔

❀ نساء حول الرسول ص ۹۳۔ مسلم: کتاب الزکاح باب فضیلة المناقاة ثم یترجم بها، رقم ۳۵۰۰۔

دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی طرح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے زمانہ میں علم کا مرکز تھیں۔ چنانچہ حضرت صہیرہ بنت جبر رضی اللہ عنہا حج کر کے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس مدینہ آئیں تو کوفہ کی بہت سی عورتیں مسائل دریافت کرنے کی غرض سے بیٹھی ہوئی تھیں۔ صہیرہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی مقصد تھا اس لئے انہوں نے کوفہ کی عورتوں سے سوال کرائے۔ ایک فتویٰ بنید کے متعلق تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو بولیں اہل عراق اس مسئلہ کو اکثر پوچھتے ہیں۔ ❊

## اخلاق

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا میں بہت سے محاسن اخلاق جمع تھے۔ اسد الغابہ میں ہے۔

(كَانَتْ عَاقِلَةً مِنْ عَقَلَاءِ النِّسَاءِ) ❊ ”وہ نہایت عاقلہ تھیں۔“

زرقانی میں ہے۔

(كَانَتْ صَفِيَّةً عَاقِلَةً حَلِيمَةً فَاصِلَةً)

”یعنی صفیہ رضی اللہ عنہا عاقل، فاضل اور حلیم تھیں۔“ ❊

حلم و تحمل ان کے باب فضائل کا نہایت جلی عنوان ہے۔ غزوہ خیبر میں جب وہ اپنی بہن کے ساتھ گرفتار ہو کر آ رہی تھیں تو ان کی بہن یہودیوں کی لاشوں کو دیکھ کر چیخ اٹھتی تھیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے محبوب شوہر کی لاش سے قریب ہو کر گزریں، لیکن اب بھی اسی طرح پیکر متانت تھیں اور ان کی جبین تحمل پر کسی قسم کی شکن نہیں آئی۔

ایک مرتبہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان کو یہودیہ کہا، ان کو معلوم ہوا تو روئے لگیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک کنیز تھی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جا کر ان کی شکایت کیا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک دن کہا کہ ان میں یہودیت کا اثر آج تک باقی ہے۔ وہ یوم السبت کو اچھا سمجھتی ہیں اور یہودیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تصدیق کے لئے ایک شخص کو بھیجا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یوم السبت کو اچھا سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں، اس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے ہم کو جمعہ کا دن عنایت فرمایا ہے۔ البتہ میں یہود کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہوں، وہ میرے خویش و اقارب ہیں۔ اس کے بعد لونڈی کو بلا کر پوچھا کہ تو نے میری شکایت کی تھی؟ بولی ”ہاں مجھے شیطان نے بہکا دیا تھا۔“ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں اور اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔ ❊

❊ اسد الغابہ: ۴۹۰/۵

❊ مسند احمد: ۳۳۷/۶

❊ زرقانی: ۲۹۶/۳۔ الاصابہ: ۶۵۰، ۳۳۷/۳۔

❊ زرقانی: ۲۹۲/۳۔ الاصابہ: ۶۵۰، ۳۳۷/۳۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت ﷺ سے نہایت محبت تھی۔ چنانچہ جب آپ علیل ہوئے تو نہایت حسرت سے بولیں ”کاش! آپ کی بیماری مجھ کو ہو جاتی“۔ ازواج نے ان کی طرف دیکھا شروع کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ سچ کہہ رہی ہیں۔ ﴿یعنی اس میں قصع کا شائبہ نہیں ہے۔﴾

آنحضرت ﷺ کو بھی ان کے ساتھ نہایت محبت تھی اور ہر موقع پر ان کی دلجوئی فرماتے تھے۔ ایک بار آپ سفر میں تھے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی ساتھ تھیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ سوء اتفاق سے بیمار ہو گیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ضرورت سے زیادہ اونٹ تھے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ایک اونٹ صفیہ رضی اللہ عنہا کو دے دو۔ انہوں نے کہا ”کیا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دے دوں؟ اس پر آنحضرت ﷺ ان سے اس قدر ناراض ہوئے کہ دو مہینے تک ان کے پاس نہ گئے۔ ﴿ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے قد و قامت کی نسبت چند جملے کہے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم نے یہ ایسی بات کہی ہے کہ اگر سمندر میں چھوڑ دی جائے تو اس میں مل جائے۔﴾ (یعنی سمندر کو بھی گدلا کر سکتی ہے۔)

ایک بار آپ ﷺ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے دیکھا کہ رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے رونے کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ ”عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم تمام ازواج میں افضل ہیں۔ ہم آپ ﷺ کی زوجہ ہونے کے ساتھ آپ کی چچا زاد بہن بھی ہیں۔“ آپ نے فرمایا کہ تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ ”ہارون علیہ السلام میرے باپ، موسیٰ علیہ السلام میرے چچا اور محمد ﷺ میرے شوہر ہیں اس لئے تم لوگ کیونکر مجھ سے افضل ہو سکتی ہو۔“ ﴿

سفر حج میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیٹھ گیا تھا اور وہ سب سے پیچھے رہ گئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ ادھر سے گزرے تو دیکھا کہ زار و قطار رو رہی ہیں۔ آپ نے رداء اور دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھے۔ آپ ﷺ آنسو پونچھتے جاتے تھے اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں۔ ﴿حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سیر چشم اور فیاض واقع ہوئی تھیں۔ چنانچہ جب وہ ام المؤمنین بن کر مدینہ میں آئیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اپنی سونے کی بجلیاں تقسیم کیں۔ ﴿کھانا نہایت عمدہ پکاتی تھیں اور آنحضرت ﷺ کے پاس تحفہ بھیجا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنحضرت ﷺ کے پاس انہوں نے پیالہ میں جو کھانا بھیجا تھا اس کا ذکر بخاری اور نسائی وغیرہ میں آیا ہے۔

۱ زرقانی ۳/۲۹۶۔ ۲ زرقانی ۳/۲۹۶۔ الطبقات ۸/۹۰ و ذوالنساء۔ ۳ ابوداؤد ۲/۱۹۳۔

۴ زرقانی ۳/۲۹۶۔ ترمذی: کتاب الساقب باب فضل ازواج النبی ۳۸۹۲۔ ۵ زرقانی ۳/۲۹۶۔ ۶ ایضاً۔

## حضرت زینب رضی اللہ عنہا \*

نام و نسب

آنحضرت ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں، بعثت سے دس برس پہلے جب آنحضرت ﷺ کی عمر ۳۰ سال کی تھی پیدا ہوئیں۔

نکاح

ابوالعاص بن ربیع لقیط سے جو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے خالہ زاد بھائی تھے نکاح ہوا۔

عام حالات

نبوت کے تیرہویں سال جب آنحضرت ﷺ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو اہل و عیال مکہ میں رہ گئے تھے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی اپنی سسرال میں تھیں۔ غزوہ بدر میں ابوالعاص کفار کی طرف سے شریک ہوئے تھے۔ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ انصاری نے ان کو گرفتار کیا اور اس شرط پر رہا کئے گئے کہ مکہ جا کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بھیج دیں گے۔ \*

ابوالعاص نے مکہ جا کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ چونکہ کفار کے تعرض کا خوف تھا کنانہ نے ہتھیار ساتھ لے لئے تھے۔ مقام ذی طوی میں پہنچے تو قریش کے چند آدمیوں نے تعاقب کیا۔ ہبار بن اسود نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نیزہ سے زمین پر گرا دیا۔ وہ حاملہ تھیں اور حمل گر گیا۔ کنانہ نے ترکش سے تیر نکالے اور کہا کہ ”اب اگر کوئی قریب آیا تو ان تیروں کا نشانہ ہوگا“ لوگ ہٹ گئے تو ابوسفیان سرداران قریش کے ساتھ آیا اور کہا ”تیر روک لو، ہم کو کچھ گفتگو کرنی ہے۔“ انہوں نے تیر ترکش میں ڈال دیئے۔ ابوسفیان نے کہا ”محمد (ﷺ) کے ہاتھ سے جو مصیبتیں پہنچی ہیں تم کو معلوم ہیں۔ اب اگر تم اعلانیہ ان کی لڑکی کو ہمارے قبضہ سے نکال کر لے گئے تو لوگ کہیں گے کہ ہماری کمزوری ہے۔ ہم کو زینب رضی اللہ عنہا کے روکنے کی ضرورت نہیں جب شور و ہنگام کم ہو جائے اس وقت چوری چھپے لے جانا“ کنانہ نے یہ رائے تسلیم کی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو لے کر مکہ واپس آئے۔ چند روز کے بعد ان کو رات کے وقت لے کر روانہ ہوئے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ نے پہلے سے بھیج دیا تھا۔ وہ بطن یا نج میں

\* الطبقات: ۲۰/۸، زرقانی: ۲۲۲/۳۔

\* الطبقات: ۲۰/۸، طبقات النساء۔ زرقانی: ۲۲۲/۳۔

تھے۔ کنانہ نے زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے حوالے کیا، وہ ان کو لے کر روانہ ہو گئے۔ ❁

حضرت زینب رضی اللہ عنہا مدینہ میں آئیں اور اپنے شوہر ابو العاص کو حالت شرک میں چھوڑا۔  
 جمادی الاول ۶ھ میں ابو العاص، قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے۔  
 آنحضرت ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ۷۰ اسواروں کے ساتھ بھیجا۔ مقام عیص میں  
 قافلہ ملا۔ کچھ لوگ گرفتار کئے گئے اور مال غنیمت بھی ہاتھ آیا۔ ان ہی میں ابو العاص بھی تھے۔ ابو  
 العاص آئے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان کو پناہ دی اور ان کی سفارش سے آنحضرت ﷺ نے ان  
 کا مال بھی واپس کر دیا۔ ابو العاص نے مکہ جا کر لوگوں کی امانتیں ان کے حوالہ کیں اور اسلام لے  
 آئے۔ اسلام لانے کے بعد ہجرت کر کے مدینہ میں آئے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان کو حالت  
 شرک میں چھوڑا تھا اس لئے دونوں میں باہم تفریق ہو گئی تھی۔ وہ مدینہ آئے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا  
 دوبارہ ان کے نکاح میں آئیں۔ ترمذی وغیرہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کوئی  
 جدید نکاح نہیں ہوا۔ لیکن دوسری روایت میں تجدید نکاح کی تصریح ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما  
 کی روایت کو اگرچہ اسناد کے لحاظ سے دوسری روایت پر ترجیح ہے، لیکن فقہانے دوسری صورت پر عمل  
 کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کی یہ تاویل کی ہے کہ نکاح جدید کے مہر اور شرائط  
 وغیرہ میں کسی قسم کا تغیر نہ ہوا ہوگا اسی لئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو نکاح اول سے تعبیر  
 کیا ورنہ بعد تفریق نکاح ثانی ضروری ہے۔

حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نہایت شریفانہ برتاؤ کیا اور  
 آنحضرت ﷺ نے ان کے شریفانہ تعلقات کی تعریف کی۔ ❁

## وفات

نکاح جدید کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا بہت کم زندہ رہیں اور ۸ھ میں انہوں نے انتقال کیا۔  
 حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے ان کو  
 غسل دیا جس کا طریقہ خود آنحضرت ﷺ نے بتایا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی خود  
 قبر میں اترے اور اپنے نور دیدہ کو خاک کے سپرد کیا۔ اس وقت چہرہ مبارک پر حزن و ملال کے آثار

❁ زرقانی ۳/۲۲۳۔

❁ زرقانی ۳/۲۲۳۔ الطبقات: ۸/۲۱۔ بخاری: کتاب الشروط باب الشرط فی المہر عند عقدہ النکاح۔

نمایاں تھیں۔ ❁

## اولاد

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے دو اولاد چھوڑی علی اور امامہ رضی اللہ عنہما۔ علی کی نسبت ایک روایت ہے کہ بچپن میں وفات پائی۔ لیکن عام روایت یہ ہے کہ سن رشد کو پہنچے۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ یرموک کے معرکہ میں شہادت پائی۔ فتح مکہ میں یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے۔ امامہ رضی اللہ عنہا عرصہ تک زندہ رہیں ان کا حال آگے آئے گا۔

## اخلاق وعادات

حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے والد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے شوہر ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے بہت محبت کرتی تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان کو ریشمی چادر اوڑھے دیکھا تھا جس پر زرد دھاریاں پڑی ہوئی تھیں۔ ❁





## حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

مشہور روایت کے مطابق حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی دوسری صاحبزادی ہیں جو ۳۳ قبل نبوت میں پیدا ہوئیں۔

### نکاح

پہلے ابولہب کے بیٹے (عتبہ) سے شادی ہوئی۔ یہ قبل نبوت کا واقعہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کی تیسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی ابولہب کے دوسرے لڑکے عتبہ سے ہوئی تھی۔

### اسلام

جب آنحضرت ﷺ کی بعثت ہوئی اور آپ ﷺ نے دعوت اسلام کا اظہار فرمایا تو ابولہب نے بیٹوں کو جمع کر کے کہا ”اگر تم محمد ﷺ کی بیٹیوں سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے تو تمہارے ساتھ میرا اٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔“ دونوں بیٹوں نے باپ کے حکم کی تعمیل کی۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دی۔

### عام حالات

نبوت کے پانچویں سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حبش کی طرف ہجرت کی، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ گئیں۔ جب واپس آئیں تو مکہ کی سرزمین پہلے سے زیادہ خوشنوار تھی۔ چنانچہ دوبارہ ہجرت کی مدت تک آنحضرت ﷺ کو ان کا کچھ حال معلوم نہ ہوا۔ ایک عورت نے آنکر خبر دی کہ ”میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے۔“ آنحضرت ﷺ نے دعا دی اور فرمایا کہ ”ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے نبی کو لے کر ہجرت کی ہے۔“

اس مرتبہ حبش میں زیادہ عرصہ تک مقیم رہیں۔ جب یہ خبر پہنچی کہ آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والے ہیں تو چند بزرگ جن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں مکہ آئے اور آنحضرت ﷺ کی اجازت سے مدینہ منورہ کو ہجرت کی جہاں انہوں نے

ترجمہ اسد الغابہ: ۵/۳۵۶۔ زرقانی: ۳/۲۲۵۔ الطبقات: ۸/۲۳۔

اسد الغابہ: ۵/۳۲۷۔ زرقانی: ۳/۲۲۶۔ طبقات ابن سعد: ۸/۲۳۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بھائی اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیام کیا۔

## وفات

۲ھ میں جو غزوہ بدر کا سال تھا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے دانے نکلے اور نہایت سخت تکلیف ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ میں بدر کی تیاریاں کر رہے تھے۔ غزوہ کو روانہ ہوئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تیمارداری کے لئے چھوڑ دیا۔ عین اسی دن جس دن زید بن رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں آ کر فتح کا مرثدہ سنایا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ کی وجہ سے ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔ لیکن جب واپس آئے اور اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو نہایت رنجیدہ ہو کر قبر پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا ”عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ پہلے جا چکے اب تم بھی ان کے پاس چلی جاؤ“ اس فقرہ نے عورتوں میں کہرام برپا کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوڑا لے کر مارنے کے لئے اٹھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا ”رونے میں کچھ ہرج نہیں لیکن نوحہ اور بین شیطانی حرکت ہے اس سے قطعاً بچنا چاہئے۔“ سیدہ عالم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں وہ قبر کے پاس بیٹھ کر روتی جاتی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کپڑے سے ان کے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔

## اولاد

جیش کے زمانہ قیام میں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام عبد اللہ تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ اسی کے نام پر تھی۔ چھ سال تک زندہ رہا۔ ایک مرتبہ ایک مرغ نے اس کے چہرہ پر چونچ ماری اور جاں بحق ہو گیا۔ یہ جمادی الاول ۲ھ کا واقعہ ہے۔ عبد اللہ کے بعد حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

## حلیہ

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا خوب رو اور موزوں اندام تھیں۔ زرقانی میں ہے۔ کانت باریعة الجمال وہ نہایت جمیل تھیں۔ ❁



## حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

نام و نسب

حضرت ام کلثوم تیسری صاحبزادی ہیں، اور کنیت ہی کے ساتھ مشہور ہیں۔

نکاح

۳ھ میں جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو ربیع الاول میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کر لیا۔ بخاری میں ہے کہ جب حضرت حصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تامل کیا لیکن دوسری روایتوں میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا ”میں تم کو عثمان سے بہتر شخص کا پتہ دیتا ہوں اور عثمان کے لئے تم سے بہتر شخص ڈھونڈتا ہوں۔ تم اپنی لڑکی کی شادی مجھ سے کر دو اور میں اپنی لڑکی کی شادی عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیتا ہوں“ بہر حال نکاح ہوا اور نکاح کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ۶ برس تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہیں۔

وفات

شعبان ۹ھ میں وفات پائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا۔ قبر پر بیٹھے تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، فضل ابن عباس رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے قبر میں اتارا۔

اولاد

کوئی اولاد نہیں ہے۔



## حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

فاطمہ رضی اللہ عنہا نام تھا، اور زہرہ لقب تھا، آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں میں سب سے کم سن تھیں۔ سنہ ولادت میں اختلاف ہے۔ ایک روایت ہے کہ ایک بعثت میں پیدا ہوئیں۔ ابن اطلق نے لکھا ہے کہ ابراہیم کے علاوہ آنحضرت ﷺ کی تمام اولاد قبل نبوت پیدا ہوئی۔ آپ کی بعثت چالیس ۴۰ سال کی عمر میں ہوئی تھی۔ اس بنا پر بعضوں نے دونوں روایتوں میں یہ تطبیق دی ہے کہ ایک بعثت کے آغاز میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی اور چونکہ دونوں کی مدت میں بہت کم فاصلہ ہے اس لئے یہ اختلاف روایت ہو گیا ہوگا۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ بعثت سے پانچ برس پہلے جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی۔ پیدا ہوئیں، بعض روایتوں میں ہے کہ نبوت سے تقریباً ایک سال پیشتر پیدا ہوئیں۔

### نکاح

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مشہور روایت کے مطابق جب ۱۸ سال اور اگر ایک بعثت کو ان کا سال ولادت تسلیم کیا جائے تو پندرہ سال ساڑھے پانچ مہینہ کی ہوئیں تو ذی الحجہ ۲ھ میں آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا۔ ابن سعد نے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کا حکم ہوگا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جرأت کی، ان کو بھی آپ ﷺ نے کچھ جواب نہیں دیا، بلکہ وہی الفاظ فرمائے۔ لیکن بظاہر یہ روایت صحیح معلوم نہیں ہوتی۔ حافظ ابن حجر نے اصابہ میں ابن سعد کی اکثر روایتیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حال میں روایت کی ہیں، لیکن اس کو نظر انداز کر دیا ہے۔

بہر حال حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب درخواست کی تو آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مرضی دریافت کی، وہ چپ رہیں، یہ ایک طرح کا اظہار رضا تھا۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہارے پاس مہر میں دینے کے لئے کیا ہے؟ بولے کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا ”اور وہ حکمیہ زہرہ کیا ہوئی؟“ (جنگ بدر میں ہاتھ آئی تھی) عرض کی وہ تو موجود ہے، آپ ﷺ نے فرمایا بس وہ

کافی ہے۔ \* حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اس کو ۳۸ درہم پر فروخت کیا اور قیمت لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ بازار سے خوشبو لائیں۔

زرہ کے سوا اور جو کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سرمایہ تھا وہ ایک بھیڑ کی کھال اور ایک بوسیدہ یمنی چادر تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سب سرمایہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے نذر کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پاس رہتے تھے۔ شادی کے بعد ضرورت ہوئی کہ الگ گھر لیں۔ حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ کے متعدد مکانات تھے جن میں سے وہ کئی مکان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کر چکے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ان ہی سے کوئی مکان ولود دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہاں تک اب ان سے کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ حارثہ رضی اللہ عنہ نے سنا تو دوڑے آئے کہ حضور میں اور میرے پاس جو کچھ ہے سب آپ کا ہے۔ اللہ کی قسم میرا جو مکاں آپ لے لیتے ہیں مجھ کو اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ وہ میرے پاس رہ جائے۔ غرض انہوں نے اپنا ایک مکان خالی کر دیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس میں اٹھ گئیں۔

شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عالمہ رضی اللہ عنہا کو جو جہیز دیا وہ بان کی چار پائی، چمڑے کا گدا جس کے اندر روئی کے بجائے کجور کے پتے تھے، ایک چھال، دو مٹی کے گھڑے، ایک مشک اور دو چکیاں اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہی دو چیزیں عمر بھر ان کی رفیق رہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب نئے گھر میں جالیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے۔ دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت مانگی۔ پھر اندر آئے۔ ایک برتن میں پانی منگوا یا، دونوں ہاتھ اس میں ڈالے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سینہ اور بازوؤں پر پانی چھڑکا۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا وہ شرم سے لڑکھڑاتی آئیں، ان پر بھی پانی چھڑکا اور فرمایا کہ میں نے اپنے خاندان میں بہتر شخص سے تمہارا نکاح کیا ہے۔ \*

## داغ بے پداری

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر مشہور روایت کے مطابق ۲۹ سال کی تھی کہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین اولاد تھیں اور اب صرف

\* الطبقات: ۱۲/۸۔ زرقانی: ۲۳۱/۳۔ الاصابہ: ۳/۳۷۷، رقم: ۸۳۰۔

\* یہ تمام تفصیل صحیح بخاری ج ۳ ص ۵۷ طبقات ابن سعد ج ۸ زرقانی ج ۲ اور الاصابہ ج ۸ سے ماخوذ ہے۔

وہی باقی رہ گئی تھیں اس لئے ان کو صدمہ بھی اوروں سے زیادہ ہوا۔ وفات سے پہلے ایک دن آنحضرت ﷺ نے ان کو بلا بھیجا، تشریف لائیں تو ان سے کچھ کان میں باتیں کیں وہ رونے لگیں۔ پھر بلا کر کچھ کان میں کہا تو ہنس پڑیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا تو کہا ”پہلی دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اسی مرض میں انتقال کروں گا جب میں رونے لگی تو فرمایا کہ میرے خاندان میں سب سے پہلے تم ہی مجھ سے آکر ملو گی تو ہنسنے لگی۔“ ❊

وفات سے پہلے جب بار بار آپ ﷺ پر غشی طاری ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ دیکھ کر بولیں واکرب ابنا ہائے میرے باپ کی بے چینی! آپ ﷺ نے فرمایا ”تمہارا باپ آج کے بعد بے چین نہ ہوگا۔“ ❊ آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ایک مصیبت ٹوٹ پڑی اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ جب تک زندہ رہیں کبھی تبسم نہیں فرمایا۔ ❊ بخاری میں لکھا ہے کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نعل مبارک کو دفن کر کے واپس آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ”کیا تم کو رسول اللہ ﷺ پر خاک ڈالتے اچھا معلوم ہوا؟“ ❊

آنحضرت ﷺ کے انتقال کے بعد میراث کا مسئلہ پیش ہوا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن یہ تمام بزرگ میراث کے مدعی تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بھی ایک قائم مقام موجود تھا چونکہ آنحضرت ﷺ کی جائیداد خالصہ جائیداد تھی اور اس میں قانون وراثت جاری نہیں ہو سکتا تھا اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اعزہ کو اپنے اعزہ سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں لیکن دقت یہ ہے کہ خود آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ انبیاء جو متروک چھوڑتے ہیں وہ کل کا کل صدقہ ہوتا ہے اور اس میں وراثت جاری نہیں ہوتی اس بنا پر میں اس جائیداد کو کیونکر تقسیم کر سکتا ہوں البتہ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں اہل بیت جس حد تک اس سے فائدہ اٹھاتے تھے اب بھی اٹھا سکتے ہیں۔ صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ اس گفتگو کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سخت قلق ہوا اور وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس قدر ناراض ہوئیں کہ آخر وقت تک ان سے گفتگو نہیں کی۔ ❊ (طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بعد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گئی تھیں)۔ ❊

- ❊ بخاری: کتاب المغازی باب مرض النبی ووفاته رقم ۴۴۳۳۔ ابن ماجہ: کتاب الجنائز باب ماجاء فی ذکر مرض رسول اللہ ﷺ رقم ۱۶۲۱۔ مسند احمد: ۲۴۰/۶۔ ❊ بخاری: کتاب المغازی باب مرض النبی ووفاته رقم ۴۴۳۳۔ ابن ماجہ: کتاب الجنائز باب ذکر وفاته ودفنه رقم ۱۶۲۹۔ ❊ اسد الغابہ: ۵۲۳/۵۔ ❊ اسد الغابہ: ۵۲۳/۵۔ مسند احمد: ۲۴۰/۳۔ بخاری: کتاب المغازی باب مرض النبی ووفاته رقم ۴۴۶۲۔ ❊ بخاری: کتاب الفرائض باب ۳۰۔ مسند احمد: ۶/۱۔ ❊ الطبقات لابن سعد: ۸/۱۔

## وفات

آنحضرت ﷺ کے انتقال کا ۶ ماہ گزرے تھے کہ رمضان ۱۱ھ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی اور آنحضرت ﷺ کی یہ پیشین گوئی کہ ”میرے خاندان میں سب سے پہلے تم ہی مجھ سے آ کر ملو گی“ پوری ہوئی، یہ منگل کا دن اور رمضان کی تیسری تاریخ تھی اس وقت ان کا سن ۲۹ سال کا تھا۔ لیکن اگر دوسری روایتوں کا لحاظ کیا جائے تو اس سے مختلف ثابت ہوگا۔ چنانچہ ایک روایت میں ۲۳ سال، ایک میں ۲۵ سال اور ایک میں ۳۰ سال مذکور ہے۔ زرقانی نے لکھا ہے کہ پہلی روایت (۲۹ سال) زیادہ صحیح ہے۔ (اگر ۳۱ (محمدی) کو سال ولادت قرار دیا جائے تو اس وقت ان کا یہ سن نہیں ہو سکتا تھا البتہ اگر ۲۳ سال کی عمر تسلیم کی جائے تو اس سنہ کو سال ولادت قرار دیا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر یہ روایت صحیح مان لی جائے کہ پانچ برس قبل نبوت میں پیدا ہوئیں تو اس وقت ان کا سن ۲۹ سال کا ہو سکتا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تجہیز و تکفین میں خاص جدت کی گئی عورتوں کے جنازہ پر جو آج کل پردہ لگانے کا دستور ہے اس کی ابتدا ان ہی سے ہوئی اس سے پیشتر عورت اور مرد سب کا جنازہ کھلا ہوا جاتا تھا۔ چونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مزاج میں انتہا کی حیا و شرم تھی اس لئے انہوں نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کھلے جنازہ میں عورتوں کی بے پردگی ہوتی ہے جس کو میں ناپسند کرتی ہوں اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا جگر گوشہ رسول! میں نے حبش میں ایک طریقہ دیکھا ہے۔ آپ کہیں تو اس کو پیش کروں یہ کہہ کر خررے کی چند شاخیں منگوائیں اور ان پر کپڑا اتانا جس سے پردہ کی صورت پیدا ہو گئی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بے حد مسرور ہوئیں کہ یہ بہترین طریقہ ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا جنازہ بھی اسی طریقہ سے اٹھایا گیا۔ ❀

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے متعلق بھی سخت اختلاف ہے، بعضوں کا خیال ہے کہ وہ بقیع میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے مزار کے پاس مدفون ہوئیں ابن زبالہ نے یہی لکھا ہے اور مؤرخ مسعودی نے بھی اسی قسم کی تصریح کی ہے۔ مؤرخ موصوف نے ۳۳۲ھ میں بقیع کی ایک قبر پر ایک کتبہ دیکھا تھا جس میں لکھا تھا کہ یہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی قبر ہے۔ ❀ لیکن طبقات کی متعدد روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دار عقیل کے ایک گوشہ میں مدفون ہوئیں۔ ❀

ایک روایت یہ ہے کہ وہ خاص اپنے مکان میں دفن کی گئیں۔ اس پر ابن شبہ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ پھر پردہ دار جنازہ کی کیا ضرورت تھی؟ لیکن طبقات کی ایک روایت سے اس کا یہ جواب دیا

❀ اسد الغابہ: ۵/۵۲۳۔ الطبقات: ۸/۱۸۔ ❀ خلاصۃ الوفا: ص ۲۱۷۔

❀ الاصابہ: ۳/۸۳۱، ۳۸۰۔ زرقانی: ۲۳۶۔

جاسکتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سلمیٰ کے گھر میں بیمار ہوئی تھیں وہیں انتقال کیا اور وہیں ان کو غسل دیا گیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ جنازہ اٹھا کر باہر لائے اور دفن کیا۔ ❀ آج حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر متفقہ طور پر دار عقیل ہی میں سمجھی جاتی ہے چنانچہ محمد لیبب بک تنبونی نے جو ۱۳۲ھ میں خدیو مصر کے سفر حجاز میں ہمرکاب تھے اپنے سفر نامہ میں اس کی تصریح کی ہے۔ ❀

## اولاد

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پانچ اولادیں ہوئیں، حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ، محسن رضی اللہ عنہ، ام کلثوم رضی اللہ عنہا، زہبہ رضی اللہ عنہا، حسن رضی اللہ عنہ نے بچپن ہی میں انتقال کیا۔ حضرت زہبہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا اہم واقعات کے لحاظ سے تاریخ میں مشہور ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب سے نہایت محبت تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ان کو بہت محبوب رکھتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل باقی رہی۔

## حلیہ

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا حلیہ مبارک جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا جلتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو لب و لہجہ اور نشست و برخاست کا طریقہ بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا ❀ اور رفتار بھی بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار تھی۔ ❀

## فضل و کمال

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کتب حدیث میں ۱۸ روایتیں منقول ہیں۔ جن کو بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سے روایت کیا ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا، حضرت ام رافع رضی اللہ عنہا اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

❀ الطبقات: ۱۸/۸۔ ❀ الرحلۃ الحجازیہ۔

❀ ترمذی: کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم ۳۸۷۲۔

❀ بخاری: کتاب الاستیذان، باب من نامی ینیری الناس، رقم ۲۳۸۵۔ ابن ماجہ: کتاب الجنائز، باب ماجاء فی ذکر وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم ۱۶۲۱۔ مسند احمد: ۶/۲۸۲۔



تفقہ پر واقعات ذیل شاہد ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی سفر میں گئے تھے۔ واپس آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے قربانی کا گوشت پیش کیا، ان کو عذر ہوا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کے کھانے میں کچھ حرج نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دے دی ہے۔ ❁

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں گوشت تناول فرما رہے تھے کہ نماز کا وقت آ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح اٹھ کھڑے ہوئے، چونکہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا تھا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دامن پکڑا کہ وضو کر لیجئے۔ ارشاد ہوا بیٹی! وضو کی ضرورت نہیں ہے، تمام اچھے کھانے آگ ہی پر تو پکتے ہیں۔ ❁

## فضل و کمال

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین اولاد تھیں، ❁ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

((فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا فَقَدْ أَغْضَبَنِي)) ❁

”فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے جو اس کو ناراض کرے گا مجھ کو ناراض کرے گا۔“

ابو جہل کی لڑکی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا تھا۔ بارگاہ نبوت میں اطلاع ہوئی تو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا۔

((أَنْ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُونِي فِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ

أَبِي طَالِبٍ فَلَا أَذْنَ ثُمَّ لَا أَذْنَ ثُمَّ لَا أَذْنَ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ

يُطْلِقَ ابْنَتِي وَيُنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّي يَرِيدُنِي مَا رَأَيْتُهَا وَيُؤْذِنُنِي

مَا أَذَاهَا)) ❁

”آل ہشام بن علی بن ابی طالب سے اپنی بیٹی کا عقد کرنا چاہتی ہے اور مجھ سے اجازت

مانگتی ہے لیکن میں اجازت نہ دوں گا اور کبھی نہ دوں گا البتہ ابن ابی طالب میری بیٹی

❁ مسند احمد: ۲/۲۸۲ - ❁ مسند احمد: ۶/۲۸۳ - ❁ الاصابہ: ۳/۳۷۷

❁ الاصابہ: ۳/۳۷۸ - بخاری: کتاب فضائل اصحاب النبی باب مناقب فاطمہ رضی اللہ عنہا، رقم: ۳۷۶۷

❁ مسلم: کتاب فضائل اصحابہ باب من فضائل فاطمہ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۶۳۷۰ - ترمذی: کتاب المناقب باب ماجاء

فی فضل فاطمہ رضی اللہ عنہا، رقم: ۳۸۶۷ - ابن ماجہ: کتاب النکاح باب الغیرۃ، رقم: ۱۹۹۹

کو طلاق دے کر ان کی لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں۔ فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے۔ جس نے اس کو اذیت دی مجھ کو اذیت دی۔“

((إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي وَأَنَا أَخَوْفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا ثُمَّ ذَكَرَ صَهْرَامِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَتَتْهُ عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَّدَقَنِي وَعَدَنِي فَوَقَفْتُ لِي وَإِنِّي لَسْتُ أُحْرِمُ حَلَالًا وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا وَلَكِنْ وَاللَّهِ لَا تَجْمَعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ أَبَدًا)) ❁

(اس کے بعد ابوالعاص بن ریح کا جو آپ ﷺ کے داماد تھے ذکر فرمایا) کہ اس نے مجھ سے جو بات کہی اس کو سچ کر کے دکھلادیا اور جو وعدہ کیا وفا کیا۔ اور میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے نہیں کھڑا ہوا، لیکن اللہ کی قسم! ایک پیغمبر اور ایک دشمن خدا کی بیٹیاں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں

اس کا یہ اثر ہوا کہ جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی حیات تک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسری شادی نہیں کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا شمار آنحضرت ﷺ نے ان چند مقدس خواتین میں فرمایا ہے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ قرار پائی ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

((كَمَاكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مَرِيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَأَسِيَّةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ)) ❁

”تمہاری تقلید کے لئے تمام دنیا کی عورتوں میں مریم علیہا السلام، خدیجہ رضی اللہ عنہا، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور آسیہ رضی اللہ عنہا کافی ہیں۔“

زہد و ورع کی یہ کیفیت تھی کہ گو وہ آنحضرت ﷺ کی محبوب ترین اولاد تھیں اور اسلام میں رہبانیت کا قلع قمع بھی کر دیا گیا تھا، اور فتوحات کی کثرت مدینہ میں مال و زر کے خزانے لٹا رہی تھی۔ لیکن جانتے ہو کہ اس میں جگر گوشہ رسول (ﷺ) کا کتنا حصہ تھا؟ اس کا جواب سننے سے پہلے آنکھوں کو اٹکلبا رہو جانا چاہیے۔

سیدہ عالم رضی اللہ عنہا کی خانگی زندگی یہ تھی کہ چکی پیٹے پیٹے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے، مشک میں پانی بھر بھر کر لانے سے سینے پر گٹھے پڑ گئے تھے، گھر میں جھاڑو دیتے دیتے کپڑے میلے ہو جاتے تھے۔ چولہے کے پاس بیٹھنے سے کپڑے دھوئیں سے سیاہ ہو جاتے تھے لیکن بائیں ہمہ جب انہوں نے

❁ ابو داؤد: کتاب النکاح باب ما یکرہ ان یجتمع بینہن من النساء، رقم ۲۰۶۹۔

❁ ترمذی: کتاب الناقب باب فضل خدیجہ رضی اللہ عنہا، رقم ۳۸۷۸، بلافظ حسنہ۔

آنحضرت ﷺ سے ایک بار گھر کے کاروبار کے لئے ایک لائڈی ماگی اور ہاتھ کے چھالے دکھائے تو ارشاد ہوا کہ جان پدر! بدر کے یتیم تم سے پہلے اس کے مستحق ہیں۔ ❀

ایک دفعہ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے دیکھا کہ انہوں نے ناداری سے اس قدر چھوٹا نوپہ اوڑھا ہے کہ سر ڈھانکتی ہیں تو پاؤں کھل جاتے ہیں اور پاؤں چھپاتی ہیں تو سر برہنہ رہ جاتا ہے۔ شعر

یوں کی ہے اہل بیت مطہر جنی اللہ عنہم نے زندگی یہ ماجرائے دختر خیر الانام ﷺ تھا (شبلی)

صرف یہی نہیں کہ آنحضرت ﷺ خود ان کو آرائش یا زیب و زینت کی کوئی چیز نہیں دیتے تھے بلکہ اس قسم کی جو چیزیں ان کو دوسرے ذرائع سے ملتی تھیں ان کو بھی ناپسند فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو سونے کا ہار دیا۔ آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا ”کیوں فاطمہ رضی اللہ عنہا! کیا لوگوں سے کہلوانا چاہتی ہو کہ رسول اللہ (ﷺ) کی لڑکی آگ کا ہار پہنتی ہے۔“ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو فوراً بیچ کر اس کی قیمت سے ایک غلام خرید لیا۔

ایک دفعہ آپ ﷺ کسی غزوہ سے تشریف لائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بطور خیر مقدم کے گھر کے دروازے پر پردے لگائے اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو چاندی کے کنگن پہنائے۔ آپ ﷺ حسب معمول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں آئے تو اس دنیوی ساز و سامان کو دیکھ کر واپس آ گئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کی ناپسندیدگی کا حال معلوم ہوا تو پردہ چاک کر دیا اور بچوں کے ہاتھ سے کنگن نکال ڈالے۔ بچے آپ ﷺ کی خدمت میں روتے ہوئے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”یہ میرے اہل بیت ہیں میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ ان زخارف سے آلودہ ہوں۔“ اس کے بدلے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے ایک عصیب کا ہار اور ہاتھی دانت کے کنگن خرید لاؤ۔ ❀

صدق و راستی میں بھی ان کا کوئی حریف نہ تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ❀

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ صَلَاقٌ بِهِ جَبَّةٍ مِنْ فَاطِمَةَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الَّذِي وَلَدَهَا ﷺ

”میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو صاف گو نہیں دیکھا البتہ ان کے والد ﷺ

اس سے مستثنیٰ ہیں۔“

حد درجہ حیادار تھیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ان کو طلب فرمایا تو وہ شرم سے لڑکھڑاتی ہوئی آئیں۔ اپنے جنازہ پر پردہ کرنے کی جو وصیت کی تھی وہ بھی اسی بنا پر تھی۔ آنحضرت ﷺ سے

❀ ابوداؤد۔ ❀ یہ تمام واقعات ابوداؤد اور نسائی میں مذکور ہیں۔

❀ الاستعجاب حاشیہ الاصابہ: ۳/۳۷۸، ۳۷۷۔

نہایت محبت کرتی تھیں۔ جب وہ چھوٹی عمر کی تھیں اور آپ مکہ معظمہ میں مقیم تھے تو عقبہ بن ابی معیط نے نماز پڑھنے کی حالت میں ایک مرتبہ آپ کی گردن پر اونٹ کی اوجھ لاکر ڈال دی، قریش مارے خوشی کے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے۔ کسی نے جا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خبر کی، وہ اگرچہ اس وقت صرف ۵-۶ برس کی تھیں لیکن جوش محبت سے دوڑی آئیں اور اوجھ ہٹا کر عقبہ کو برا بھلا کہا اور بد دعائیں دیں۔ ❀

آنحضرت ﷺ بھی ان سے نہایت محبت کرتے تھے۔ معمول تھا کہ جب کبھی سفر فرماتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے اور سفر سے واپس تشریف لاتے تو جو شخص سب سے پہلے باریاب خدمت ہوتا وہ بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی ہوتیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب آپ کی خدمت میں تشریف لاتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے، ان کی پیشانی چومتے اور اپنی نشست سے ہٹ کر اپنی جگہ پر بیٹھتے۔

آپ ﷺ ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تعلقات میں خوشگواہی پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں کبھی کبھی خانگی معاملات کے متعلق رنجش ہو جاتی تھی تو آنحضرت ﷺ دونوں میں صلح کرا دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا۔ آپ گھر میں تشریف لے گئے اور صلح صفائی کرا دی۔ گھر سے سرور نکلے۔ لوگوں نے پوچھا آپ گھر میں گئے تھے تو اور حالت تھی اب آپ اس قدر خوش کیوں ہیں؟ فرمایا میں نے ان دو شخصوں میں مصالحت کرا دی ہے جو مجھ کو محبوب تر ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان پر کچھ سختی کی وہ آنحضرت ﷺ کے پاس شکایت لے کر چلیں، پیچھے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی آپ نے فرمایا ”بیٹی! تم کو خود سمجھنا چاہیے کہ کون شوہر اپنی بیوی کے پاس خاموش چلا آتا ہے۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اس کا یہ اثر ہوا کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا ”اب میں تمہارے مزاج کے خلاف کوئی بات نہ کروں گا۔“



❀ بخاری: کتاب الصلاة، باب المرأة تطرح عن الصلي من الاذى، رقم ۵۲۰۔

نسائی: کتاب الطہارۃ، باب فرث ما یوکل لمحہ، صیب الثوب، رقم ۳۰۸۔

## حضرت امامہ رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

ابوالعاص بن ریح رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں جو زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطن سے پیدا ہوئیں۔ آبائی شجرہ نسب یہ ہے امامہ رضی اللہ عنہا بنت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بن ریح بن عبد العزی بن عبد شمس بن عبد مناف۔

### عام حالات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امامہ رضی اللہ عنہا سے نہایت محبت تھی۔ آپ ان کو اوقات نماز میں بھی جدا نہیں کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں امامہ رضی اللہ عنہا کو کندھے پر چڑھائے ہوئے تشریف لائے اور اسی حالت میں نماز پڑھائی جب رکوع میں جاتے تو ان کو اتار دیتے پھر جب کھڑے ہوتے تو چڑھالیتے اسی طرح پوری نماز ادا فرمائی۔ اللہ اکبر! ❁

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ کسی نے کچھ چیزیں ہدیہ میں بھیجیں جن میں ایک زریں ہار بھی تھا۔ امامہ رضی اللہ عنہا ایک گوشہ میں کھیل رہی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی محبوب ترین اہل کو دوں گا۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے سمجھا کہ یہ شرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہوگا، لیکن آپ نے امامہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر وہ ہار خود ان کے گلے میں ڈال دیا۔ بعض روایتوں میں ہار کے بجائے انگٹھی کا ذکر ہے۔ ❁ اور اس میں ہدیہ بھیجنے والے کا نام بھی آ گیا ہے یعنی نجاشی۔ ❁

### نکاح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت سن شعور کو پہنچ چکی تھیں اس لئے جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امامہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔ ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو جو عشرہ مبشرہ میں داخل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے امامہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی وصیت کی تھی۔ چنانچہ یہ تقریب ان ہی کی مرضی سے انجام پائی اور نکاح بھی خود ان ہی نے

❁ ترجمہ تھامہ الاصابہ: ۳/۲۳۶-۷، الطبقات: ۸/۷۶-۷، اسد الغابہ: ۵/۴۰۰۔

❁ الاصابہ: ۳/۲۳۶-۷، الطبقات: ۸/۲۶۔ ❁ الاصابہ: ۳/۲۳۶-۷، الطبقات: ۸/۲۷۔

❁ الاصابہ: ۳/۲۳۶-۷، الطبقات: ۸/۲۷۔

پڑھایا یہ اھ کا واقعہ ہے۔

۴۰ھ میں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی تو مغیرہ بن نوفل (عبدالمطلب کے پڑپوتے) کو وصیت کر گئے کہ امامہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیں، چنانچہ مغیرہ نے تعمیل کی، اس سے قبل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیغام پہنچا تھا اور انہوں نے مروان کو لکھا تھا کہ ایک ہزار دینار (پانچ ہزار روپے) اس تقریب میں خرچ کئے جائیں، لیکن امامہ رضی اللہ عنہا نے مغیرہ کو اطلاع دی تو انہوں نے فوراً حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اجازت سے نکاح پڑھالیا۔ ❁

## وفات

حضرت امامہ رضی اللہ عنہا نے مغیرہ کے ہاں وفات پائی۔ ❁

## اولاد

مغیرہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام یحییٰ تھا۔ لیکن بعض روایتوں میں ہے کہ امامہ رضی اللہ عنہا کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔



❁ الطبقات: ۸/۳۷۔ الاصابہ: ۳/۲۳۷، ۵/۲۰۰۔ اسد الغابہ: ۵/۲۰۰۔

❁ الاصابہ: ۳/۲۳۷، ۵/۲۰۰۔ اسد الغابہ: ۵/۲۰۰۔

## حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

صفیہ نام، عبدالمطلب جد رسول اللہ ﷺ کی دختر تھیں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام ہالہ بنت دہب تھا جو حضرت آمنہ (آنحضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ) کی ہم شیرہ ہیں۔ اس بنا پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی پھوپھی ہونے کے ساتھ آپ کی خالہ زاد بہن بھی تھیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ ﷺ بھی ہالہ سے پیدا ہوئے تھے اس لئے وہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حقیقی بھائی بہن تھے۔

### نکاح

ابوسفیان بن حرب کے بھائی حارث سے شادی ہوئی۔ جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عوام بن خویلد سے نکاح ہوا جس سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

### اسلام

۴۰ برس کی عمر ہوئی تو آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کی تمام پھوپھیوں میں سے یہ شرف صرف حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ اسد الغابہ میں ہے۔ وَالصَّحْبُ أَنَّ لَمْ يُسْلِمَ غَيْرُهَا۔ یعنی صحیح یہ ہے کہ ان کے سوا آنحضرت ﷺ کی کوئی پھوپھی ایمان نہیں لائیں۔

### عام حالات

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی، غزوہ احد میں جب مسلمانوں نے شکست کھائی تو وہ مدینہ سے نکلیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے عتاب آمیز لہجہ میں کہتی تھیں کہ ”رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر چل دیئے۔“ ؟ آنحضرت ﷺ نے ان کو آتے ہوئے دیکھا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلا کر ارشاد کیا کہ

ترجمہ اسد الغابہ: ۳۹۲/۵۔ الطبقات: ۲۷/۸۔ الاصابہ: ۳/۳۲۸، ۶۵۳۔

اسد الغابہ: ۳۹۲/۵۔ المسد رک المحاکم: ۵۵/۳، رقم: ۶۸۶۳۔ الطبقات: ۲۸/۸۔

حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش نہ دیکھنے پائیں، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کا پیغام سنایا، بولیں کہ میں اپنے بھائی کا ماجرا سن چکی ہوں لیکن اللہ کی راہ میں یہ کوئی بڑی قربانی نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اجازت دی لاش پر گئیں۔ خون کا جوش تھا اور عزیز بھائی کے ٹکڑے بکھرے پڑے ہوئے تھے لیکن اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ﴿کہہ کر چپ ہو گئیں۔﴾ اور مغفرت کی دعا مانگی۔ واقعہ چونکہ نہایت درد انگیز تھا اس لئے مرثیہ کہا، جس کے ایک شعر میں آنحضرت ﷺ کو اس طرح مخاطب کرتی ہیں۔

اِنْ یَوْمًا اَتٰی عَلَیْکَ لَیْوَمٌ کُوِّرَتْ شَمْسُہُ وَکَانَ مِضْبِیْآءً ﴿۱﴾

”آج آپ پر وہ دن آیا ہے جس میں آفتاب سیاہ ہو گیا ہے حالانکہ پہلے وہ روشن تھا۔“

غزوہ احد کی طرح غزوہ خندق میں بھی انہوں نے نہایت ہمت اور استقلال کا ثبوت دیا۔ انصار کے قلعوں میں فارع سب سے مستحکم قلعہ تھا اور حضرت حسان کا تھا۔ یہ قلعہ یہود بنو قریظہ کی آبادی سے متصل تھا۔ مستورات اسی میں تھیں اور ان کی حفاظت کے لئے حضرت حسان رضی اللہ عنہ (شاعر) متعین کر دیئے گئے تھے۔ یہود نے یہ دیکھ کر کہ تمام جمعیت آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہے قلعہ پر حملہ کر دیا ایک یہودی قلعہ کے پھانک تک پہنچ گیا اور قلعہ پر حملہ کرنے کا موقع ڈھونڈ رہا تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے دیکھ لیا، حسان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اتر کر قتل کر دو ورنہ یہ جا کر دشمنوں کو پتہ دیگا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو ایک عارضہ ہو گیا تھا جس نے ان میں اس قدر جبین پیدا کر دیا تھا کہ وہ لڑائی کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اس بنا پر اپنی معذوری ظاہر کی اور کہا کہ میں اس کام کا ہوتا تو یہاں کیوں ہوتا؟ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے خیمہ کی ایک چوب اکھاڑ لی اور اتر کر یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ سر پھٹ گیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا چلی آئیں اور حسان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمہارا اور کپڑے چھین لاؤ حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جانے دیجیے مجھ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا اچھا جاؤ اس کا سر کاٹ کر قلعہ کے نیچے پھینک دو تاکہ یہودی مرعوب ہو جائیں، لیکن یہ خدمت بھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ہی کو انجام دینی پڑی۔ یہودیوں کو یقین ہوا کہ قلعہ میں بھی کچھ فوج متعین ہے اس خیال سے پھر انہوں نے حملہ کی جرأت نہ کی۔ ﴿۲﴾

۱۱ھ میں آنحضرت ﷺ نے انتقال فرمایا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو جو صدمہ ہوا ہوگا ظاہر ہے۔ نہایت پر درد مرثیہ لکھا، جس کا مطلع یہ ہے۔

﴿۱﴾ الطبقات: ۲۸/۸۔ الاحصاب: ۳/۳۳۹، ۶۵۴، ۳۳۹/۵: ۴۹۲۔

﴿۲﴾ الطبقات لابن سعد: ۸/۲۷-۲۸۔ الاحصاب: ۳/۳۳۸، ۶۵۴۔ المسدح لکاحم: ۳/۵۶، رقم ۶۸۶۶۔



(لَقَدْ رَسُولَ اللَّهِ إِذْ حَانَ يَوْمُهُ فَيَا عَيْنَ جُودِي بِالذُّمُّوعِ السَّوَاغِمِ)

”آحضرت ﷺ کی وفات پر اے آنکھ خوب آنسو بہا“

یہ مرثیہ ابن اسحاق نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے۔ ❁

## وفات

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ۲۰ھ میں وفات پائی اور یثرب میں دفن ہوئیں۔ اس وقت ۷۳ برس کا سن تھا۔

## فضل و کمال

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بقول صاحب اصابہ ❁ کچھ حدیثیں بھی روایت کی ہیں لیکن ہماری نظر سے نہیں گزریں اور نہ مسند میں ان کی احادیث کا پتہ چلتا ہے۔



❁ الاصابہ: ۳/۲۳۹-۶۵۴

❁ الاصابہ: ۳/۲۳۹-۶۵۴

## حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا \*

### نام و نسب

برکت نام ام ایمن کنیت ام الظباء عرف سلسلہ نسب یہ ہے۔ برکت بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصن بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن نعمان۔ حبشہ کی رہنے والی تھیں اور حضرت عبداللہ (پدر آنحضرت ﷺ) کی کنیز تھیں۔ بچپن سے عبداللہ کے ساتھ رہیں اور جب انہوں نے انتقال کیا تو حضرت آمنہ کے پاس رہنے لگیں۔ ان کے بعد خود سرور کائنات ﷺ کے حلقہ غلامی میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ آنحضرت ﷺ کی ان ہی نے پرورش اور پرداخت کی تھی۔ \*

### نکاح

حارث بن خزرج کے خاندان میں عبید بن زید ایک شخص تھے۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا کا ان ہی کے ساتھ عقد ہوا۔ \* لیکن جب انہوں نے وفات پائی تو آنحضرت ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے جو کہ محبوب خاص تھے نکاح پڑھایا یہ بعثت کے بعد کا واقعہ ہے۔

### اسلام

حضرت زید رضی اللہ عنہ چونکہ مسلمان ہو چکے تھے ام ایمن رضی اللہ عنہا نے بھی اسلام قبول کیا۔

### عام حالات

جب مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو وہ بھی گئیں اور وہاں سے ہجرت کے بعد مدینہ واپس آئیں۔ غزوہ احد میں شرکت کی اس موقع پر وہ لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخموں کی تیمارداری کرتی تھیں۔ غزوہ خیبر میں بھی شریک ہوئیں۔

۱۱ھ میں آنحضرت ﷺ نے انتقال فرمایا۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا سخت مغموم تھیں اور رو رہی تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سمجھایا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اللہ کے پاس بہتر چیز موجود ہے۔ جواب ملا ”یہ خوب معلوم ہے“ اور یہ رونے کا سبب بھی نہیں رونے کا اصلی سبب یہ ہے کہ

\* ترجمہ الاصابۃ: ۴/۳۳۲-۱۱۳۵۔ اسد الغابۃ: ۵/۴۰۸-۵۶۷۔ زرقانی: ۳/۳۳۷۔

\* الاصابۃ: ۴/۳۳۲-۱۱۳۵۔

\* بخاری: کتاب المناقب باب ذکر اسماء رقم ۳۷۳۷۔ المسند رک: ۴/۷۰ رقم ۶۹۱۰۔

اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اس جواب کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ بھی ان کے ساتھ مل کر زار و قطار رونے لگے۔ ❁

۲۳ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو بہت روئیں۔ لوگوں نے کہا اب کیوں روتی ہو بولیں اب اس لئے کہ اسلام کمزور پڑ گیا۔ ❁

## وفات

ام ایمن رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔

## اولاد

دو اولادیں ہوئیں، ام ایمن رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ، ام ایمن رضی اللہ عنہ پہلے شوہر سے تھے۔ صحابی ہیں، خیبر میں شہادت پائی، اسامہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب خاص تھے اور ان کے والد کو بھی یہی درجہ حاصل تھا۔ نہایت جلیل القدر صحابی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بے انتہا محبت تھی۔

## فضل و کمال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند حدیثیں روایت کی ہیں۔ راویوں میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حش بن عبد اللہ صنعانی اور ابو یزید مدنی رضی اللہ عنہ داخل ہیں۔

اخلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نہایت عزت کرتے اور فرماتے تھے کہ ”ام ایمن رضی اللہ عنہا میری ماں ہیں“ اکثر ان کے مکان تشریف لے جاتے، ایک مرتبہ تشریف لائے تو انہوں نے شربت پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کسی وجہ سے) متروک ہوئے، اس پر ام ایمن رضی اللہ عنہا ناراض ہوئیں۔ ❁ (حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کرنے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک قسم کا ناز تھا۔ یہ خفگی اسی محبت کی خفگی تھی)۔ ❁

انصار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے نخلستان دیے تھے، جب بنو قریظہ اور بنو نضیر پر فتح حاصل ہوئی تو آپ نے انصار رضی اللہ عنہم کو ان کے نخلستان واپس کرنا شروع کئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کچھ باغ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ نے ام ایمن رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائے تھے۔

❁ اسد الغابہ: ۵/۵۶۷۔ زرقانی: ۳/۳۳۸۔ مسلم: کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل ام ایمن رقم ۶۳۱۸۔

❁ زرقانی: ۳/۳۳۸۔ ❁ مسلم: کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل ام ایمن رضی اللہ عنہا رقم ۶۳۱۷۔

❁ شرح النووی لمسلم: ۲/۲۹۱۔ کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل ام ایمن رضی اللہ عنہا رقم ۶۳۱۷۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ان کے واپس کرنے سے انکار کر دیا اور اس پر مصررہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر ان کو باغ سے اگنا زیادہ عطا فرمایا۔ ❁



## حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا ❁

نام و نسب

فاطمہ نام اسد بن ہاشم کی بیٹی اور عبدالمطلب جد رسول اللہ ﷺ کی بھتیجی تھیں۔

نکاح

ابوطالب بن عبدالمطلب سے نکاح ہوا جن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

اسلام

آغاز اسلام میں خاندان ہاشم نے آنحضرت ﷺ کا سب سے زیادہ ساتھ دیا تھا اور ان میں اکثر مسلمان بھی ہو گئے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ان ہی لوگوں میں تھیں اور گوان کے شوہر ایمان نہیں لائے تاہم وہ اور ان کی بعض اولاد شرف بہ اسلام ہوئی۔ جب ابوطالب کا انتقال ہوا تو ان کے بجائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی دست و بازو رہیں۔

ہجرت اور عام حالات

جب مسلمان ہو کر ہجرت کی اجازت ملی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ کی طرف ہجرت کی یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے عقد ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ (حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا) سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی آتی ہیں میں پانی بھروں گا اور باہر کا کام کروں گا اور وہ چکی پیسنے اور آٹا گوندھنے میں آپ کی مدد کریں گی۔ ❁

وفات

آنحضرت ﷺ کی زندگی میں وفات پائی بعض کا خیال ہے کہ ہجرت سے قبل فوت ہوئیں لیکن یہ صحیح نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی قمیض اتار کر کفن دیا اور قبر میں اتر کر لیٹ گئے لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ ابوطالب کے بعد ان سے زیادہ میرے ساتھ کسی نے سلوک نہیں کیا تھا اس بنا پر میں نے ان کو قمیض پہنایا کہ جنت میں ان کو حلقہ ملے اور قبر میں لیٹ گیا کہ شدائد قبر میں کی واقع ہو۔ ❁

❁ اسد الغابۃ: ۵/۵۱۷۔ الاصابۃ: ۳/۸۳۱، ۳۸۰

❁ اسد الغابۃ: ۵/۵۱۷۔ ❁ اسد الغابۃ: ۵/۵۱۷

## اولاد

حسب ذیل اولاد چھوڑی، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ، طالب اور عقیل۔

## اخلاق

اصابہ میں ہے۔ کَانَتْ اِمْرَاَةً صَالِحَةً وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَزُورُهَا وَيَقِيلُ فِي بَيْتِهَا \*  
وہ نہایت صالح بی بی تھیں، آنحضرت ﷺ ان کی زیارت کو تشریف لاتے اور ان کے گھر میں آرام کرتے تھے۔“



## حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

لبابہ نام ام الفضل کنیت کبریٰ لقب سلسلہ نسب یہ ہے۔ لبابہ الکبریٰ بنت الحارث بن حزن بن بحیر بن الہرام بن رویہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا اور قبیلہ کنانہ سے تھیں۔ لبابہ کی حقیقی اور اخیانی کئی بہنیں تھیں جو خاندان ہاشم اور قریش کے دوسرے معزز گھرانوں میں منسوب تھیں چنانچہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کو لبابہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ (عم رسول اللہ ﷺ) کو سلمیٰ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ (عم رسول اللہ ﷺ) کو اور اسماء رضی اللہ عنہا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ (برادر حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو منسوب تھیں اسی بنا پر ان کی والدہ (ہند بنت عوف) کی نسبت مشہور ہے کہ سسرالی قرابت میں ان کا کوئی نظیر نہیں۔

### نکاح

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے جو آنحضرت ﷺ کے عم محترم تھے نکاح ہوا۔

### اسلام

ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں ابن سعد کا خیال ہے کہ انہوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد اسلام قبول کیا تھا باقی اور عورتیں ان کے بعد ایمان لائیں اس لحاظ سے ان کے ایمان لانے کا زمانہ بہت قدیم ہو جاتا ہے۔

### حالات

ام الفضل رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ حج بھی کیا ہے۔ چنانچہ حجۃ الوداع میں جب لوگوں کو عرفہ کے دن آنحضرت ﷺ کے صائم ہونے کی نسبت شبہ ہوا اور ان کے پاس آ کر ذکر کیا تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک پیالہ دودھ بھیجا آپ چونکہ روزہ سے نہ تھے۔ دودھ پی لیا اور لوگوں کو تشفی ہو گئی۔

ترجمہ الاصابہ: ۳/۱۳۸، ۲۸۳/۵۳۹۔ سیر اعلام النبلاء: ۳/۵۷، ۳۱۳۔

الاصابہ: ۳/۱۳۸، ۲۸۳۔ بخاری: کتاب الحج باب صوم یوم عرفہ رقم: ۱۶۵۸۔

## وفات

ام الفضل نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی اس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ زندہ تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

## اولاد

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اکثر اولاد ان ہی کے بطن سے پیدا ہوئی اور چونکہ سب بیٹے نہایت قابل تھے اس لئے بڑی خوش قسمت سمجھی جاتی تھیں، فضل، عبد اللہ رضی اللہ عنہ، معبد، عبد اللہ، قثم، عبد الرحمن اور ام حبیبہ ان ہی کی یادگار ہیں ان میں حضرت عبد اللہ اور عبید اللہ رضی اللہ عنہما آسمان علم کے مہر و ماہ تھے۔

## فضل و کمال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳۰ حدیثیں روایت کی ہیں۔ راوی حسب ذیل اصحاب ہیں۔ عبد اللہ، تمام پسران عباس رضی اللہ عنہم، انس بن مالک رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن حارث بن نوفل، عمیر، کریب، قابوس۔

## اخلاق

عابدہ اور زاہدہ تھیں، ہر دو شنبہ اور پنجشنبہ کو روزہ رکھتی تھیں۔ \* آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتی تھیں۔ آپ اکثر ان کے ہاں جاتے اور دوپہر کے وقت آرام فرماتے تھے۔





## حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

نام معلوم نہیں، ام رومان کنیت ہے، قبیلہ کنانہ کے خاندان فراس سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیح ابن دہمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ۔

### نکاح

عبداللہ بن سخرہ سے نکاح ہوا اور انہی کے ہمراہ مکہ آ کر اقامت کی، عبداللہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حلیف بن گئے تھے۔ اس بنا پر جب انہوں نے انتقال کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خود نکاح کر لیا۔

### اسلام

کچھ زمانے کے بعد مکہ سے اسلام کی صدا بلند ہوئی، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ انہوں نے بھی اس صدا کو لبیک کہا۔

### ہجرت

ہجرت کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تنہا آنحضرت ﷺ کی معیت میں مدینہ کو روانہ ہو گئے تھے۔ لیکن ان کا خاندان مکہ میں مقیم تھا۔ مدینہ پہنچے تو وہاں سے زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ اور ابرافع مستورات کو لانے کے لئے بھیجے گئے۔ ام رومان رضی اللہ عنہا بھی ان ہی کے ہمراہ مدینہ میں آئیں۔

### عام حالات

شعبان ۶ھ میں اٹک کا واقعہ پیش آیا، ام رومان رضی اللہ عنہا کے لئے یہ نہایت مصیبت کا وقت تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آنحضرت ﷺ سے اجازت لے کر میکہ آئیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بالا خانہ پر تھے اور ام رومان رضی اللہ عنہا نیچے بیٹھی تھیں، پوچھا کیسے آئیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سارا واقعہ بیان کیا، بولیں ”بیٹی اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں، جو عورت اپنے خاوند کو زیادہ محبوب ہوتی ہے اس کی سوتنیں حسد کی وجہ سے ایسا کرتی ہیں۔“ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو

ترجمہ: الاصابہ ۳/۳۵۱، ۱۲۷۱، اسد الغابہ ۵/۵۸۳۔

بخاری: کتاب الصلاة، باب السمرح الاحل والصف، رقم ۶۰۲۔

اس سے کچھ تسکین نہ ہوئی اور چیخ مار کر روئیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آواز سنی تو بالا خانہ سے اتر آئے اور خود بھی رونے لگے پھر ان سے کہا کہ تم اپنے گھر واپس جاؤ اس کے ساتھ ہی ام رومان رضی اللہ عنہا کو لے کر خود بھی روانہ ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو چونکہ اس صدمہ سے بخارا آ گیا تھا دونوں نے ان کو گود میں لٹایا۔ عصر پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا ”عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر واقعی تم سے ایسی غلطی ہوئی تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے والدین سے کہا کہ آپ لوگ جواب دیں، لیکن جواب ملا کہ ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟ غرض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود جواب دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی جس میں ان کی صاف طور پر برأت کی گئی تھی تو حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا بولیں کہ ”تم اٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ”میں نہ ان کی شکر گزار ہوں اور نہ آپ کی“ میں صرف اپنے اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتی ہوں۔ ❀

اسی سنہ کے اخیر میں مہمانوں کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں سے ۳ صاحبوں کو اپنے گھر لائے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو واپسی میں دیر ہو گئی گھر آئے تو ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مہمانوں کو چھوڑ کر کہاں بیٹھ رہے؟ بولے تم نے کھانا نہیں کھلایا؟ جواب ملا کھانا بھیجا تھا لیکن ان لوگوں نے انکار کیا۔ غرض کھانا کھلایا گیا اور اس قدر برکت ہوئی کہ نہایت افراط کے ساتھ فق رہا تھا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا سے پوچھا اب کتنا ہے؟ بولیں ۳ گنے سے زیادہ چنانچہ سب اٹھوا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ ❀

## وفات

حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے ۹ھ یا اس کے بعد انتقال کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود قبر میں اترے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ۶ھ میں وفات پائی تھی۔ لیکن یہ صحیح نہیں، کیونکہ واقعات سے اس کی تردید ہوتی ہے۔

## اولاد

اوپر گزر چکا ہے کہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے دو نکاح کئے تھے۔ پہلے شوہر سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام طفیل تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے دو اولادیں ہوئیں۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔

❀ بخاری: کتاب المغازی باب حدیث الاکف رقم ۳۱۳۱۔

❀ بخاری: کتاب الصلاة باب السمرع الاصل والاضیف رقم ۶۰۲۔ مسلم: کتاب الاشربة باب اکرام الضیف وفضل ابیہ رقم ۵۳۵۹۔

## حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا

خطاب کی بیٹی اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ ابو حذیفہ بن مغیرہ مخزومی کی کنیز تھیں۔

## نکاح

یاسر عسی سے کہ ابو حذیفہ کے حلیف تھے نکاح ہوا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ابو حذیفہ نے ان کو آزاد کر دیا۔

## اسلام

ایام پیری میں مکہ سے اسلام کی صدا بلند ہوئی تو حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا، یاسر رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ تینوں نے اس دعوت پر لبیک کہا۔ تاریخ میں ہے کہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کا اسلام قبول کرنے والوں میں ساتواں نمبر تھا۔ کچھ دن اطمینان سے گزرے تھے کہ قریش کا ظلم و ستم شروع ہو گیا اور بتدریج بڑھتا گیا۔ چنانچہ جو شخص جس مسلمان پر قابو پاتا طرح طرح کی دردناک تکلیفیں دیتا تھا۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو بھی خاندان مغیرہ نے شرک پر مجبور کر دیا۔ لیکن وہ اپنے عقیدہ پر نہایت شدت سے قائم رہیں۔ جس کا صلہ یہ ملا کہ مشرکین ان کو مکہ کی جلتی چتی ریت پر لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کرتے تھے۔ لیکن ان کے عزم و استقلال کے چھینٹوں کے سامنے یہ آتش کدہ سرد پڑ جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرتے تو یہ حالت دیکھ کر فرماتے، آل یاسر! صبر کرو اس کے عوض تمہارے لئے جنت ہے۔

## شہادت

دن بھر اس مصیبت میں رہ کر شام کو نجات ملتی تھی۔ ایک مرتبہ شب کو گھر آئیں تو ابو جہل نے ان کو گالیاں دینی شروع کیں اور پھر اس کا غصہ اس قدر تیز ہوا کہ اٹھ کر ایسی برچھی ماری کہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا جاں بحق تسلیم ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بنا کردند خوش رے بخاک و خون غلطیدند

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

ترجمہ: الاصابہ: ۵۸۵، ۳۳۳/۳۔ اسد الغابۃ: ۵/۳۸۱۔

الاصابہ: ۵۸۵، ۳۳۳/۳۔ اسد الغابۃ: ۵/۳۸۱۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اپنی والدہ کی اس بے کسی پر سخت افسوس تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر کہا کہ اب حد ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کی تاکید فرمائی، اور کہا ”اللہ تعالیٰ آل یا سر رضی اللہ عنہ کو جہنم سے بچا“ یہ واقعہ ہجرت نبوی سے قبل کا ہے۔ اس بنا پر حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا اسلام میں سب سے پہلے شہید ہوئیں۔ ❁

غزوہ بدر میں جب ابو جہل مارا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”دیکھو تمہاری ماں کے قاتل کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا۔“ ❁



## حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

سہلہ یار ملہ نام ام سلیم کنیت، غمیصاء اور رمیصاء لقب، سلسلہ نسب یہ ہے۔ ام سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ماں کا نام ملیکہ بنت مالک بن عدی بن زید مناتہ تھا۔ \* آبائی سلسلہ سے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سلمیٰ بنت زید کی پوتی تھیں۔ سلمیٰ عبدالمطلب جد رسول اللہ ﷺ کی والدہ تھیں۔ اسی بنا پر ام سلیم رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی خالہ مشہور ہیں۔

### نکاح

مالک بن نضر سے نکاح ہوا۔

### اسلام

مدینہ میں داخل اسلام میں مسلمان ہوئیں۔ مالک چونکہ اپنے آبائی مذہب پر قائم رہنا چاہتے تھے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا تبدیل مذہب پر اصرار کرتی تھیں اس لئے دونوں میں کشیدگی پیدا ہوئی اور مالک ناراض ہو کر شام چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔ ابوطلمحہ نے جو اسی قبیلہ سے تھے نکاح کا پیغام دیا، لیکن ام سلیم رضی اللہ عنہا کو اب بھی وہی عذر تھا یعنی ابوطلمحہ مشرک تھے اس لئے وہ ان سے نکاح نہیں کر سکتی تھیں۔ غرض ابوطلمحہ رضی اللہ عنہ نے کچھ دن غور کر کے اسلام کا اعلان کیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کے سامنے آ کر کہہ پڑھا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اب تم ان کے ساتھ میرا نکاح کر دو۔ \* ساتھ ہی مہر معاف کر دیا اور کہا ”میرا مہر اسلام ہے“ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ یہ نہایت عجیب و غریب مہر تھا۔

### عام حالات

نکاح کے بعد حضرت ابوطلمحہ رضی اللہ عنہ نے بیعت عقبہ میں شرکت کی اور چند ماہ کے بعد جناب رسالت مآب ﷺ مدینہ میں تشریف لائے، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے صاحبزادے (حضرت انس رضی اللہ عنہ) کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں آئیں اور کہا ”انس کو آپ کی خدمت کے لئے پیش کرتی ہوں، یہ میرا بیٹا ہے، آپ اس کے لئے دعا فرمائیں۔“ آنحضرت ﷺ نے

\* الاصابۃ: ۳/۱۳۲۱، ۵/۵۹۱۔ اسد الغابۃ: ۵/۵۹۱۔

\* الاصابۃ: ۳/۱۳۲۱، ۵/۵۹۱۔ اسد الغابۃ: ۵/۵۹۱۔

دعا فرمائی۔ ❁

اسی زمانہ میں آپ نے مہاجرین اور انصار میں مواخاۃ کی اور یہ مجمع ان ہی کے مکان میں ہوا۔ ❁

غزوات میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نہایت جوش سے حصہ لیا، صحیح مسلم میں ہے۔

(كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْزُو بِأَمِّ سَلِيمٍ وَنِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مَعَهُ إِذَا غَزَا فَيَسْقِيَنَّ الْمَاءَ وَيُدَاوِيَنَّ الْجَرْحَى) ❁

”آنحضرت ﷺ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی چند عورتوں کو غزوات میں ساتھ رکھتے تھے، جو لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔“

غزوہ احد میں جب مسلمانوں کے جے ہوئے قدم اکھڑ گئے تھے وہ نہایت مستعدی سے کام کر رہی تھیں صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ”میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں، مشک خالی ہو جاتی تھی تو پھر جا کر بھر لاتی تھیں۔“ ❁

۵ھ میں آنحضرت ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ اس موقع پر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک لگن میں مالیدہ بنا کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجا اور کہا کہ آنحضرت ﷺ سے کہنا کہ اس حقیر ہدیہ کو قبول فرمائیں۔ ❁ ۷ھ میں خیبر کا واقعہ ہوا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اس میں شریک تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا ہی نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت ﷺ کے لئے سنوارا تھا۔ ❁

غزوہ حنین میں وہ ایک خنجر ہاتھ میں لئے تھیں۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو آنحضرت ﷺ سے کہا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا خنجر لئے ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا کیا کرو گی؟ بولیں ”اگر کوئی مشرک قریب آئے گا تو اس سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی“ آنحضرت ﷺ یہ سن کر مسکرا دیئے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! (ﷺ) مکہ کے جو لوگ فرار ہو گئے ہیں ان کے قتل کا حکم دیجئے، ارشاد

- ❁ مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل انس، رقم ۶۳۷۲۔ بخاری: کتاب الدعوات، باب دعوة النبی لقادمہ بطول العز، رقم ۶۳۳۳۔ مسند احمد: ۶/۳۳۰۔ ❁ مسلم: کتاب الفضائل، باب مواخاۃ النبی بین اصحابہ، رقم ۶۳۶۲۔
- ❁ مسلم: کتاب الجہاد، باب غزوة النساء مع الرجال، رقم ۳۶۸۲۔ ابوداؤد: کتاب الجہاد، باب فی النساء مغزون، رقم ۲۵۳۱۔
- ❁ بخاری: کتاب المغازی، باب غزوة النساء وقتاھن مع الرجال، رقم ۲۸۸۰۔ مسلم: کتاب الجہاد، باب غزوة النساء مع الرجال، رقم ۳۶۸۳۔
- ❁ مسلم: کتاب الزکاح، باب زواج زینب بنت جحش ونزول الحجاب، رقم ۳۵۰۷۔
- ❁ مسلم: کتاب الزکاح، باب فضیلة اعتقادہ ثم یروجھا، رقم ۳۵۰۰۔

ہوا ”اللہ تعالیٰ نے خود ان کا انتظام کر دیا ہے۔“ ❊

## وفات

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی وفات کا سال اور مہینہ معلوم نہیں، لیکن قرینہ یہ ہے کہ انہوں نے خلافت راشدہ کے ابتدائی زمانہ میں وفات پائی ہے۔

اولاد جیسا کہ اوپر معلوم ہوا انہوں نے دو نکاح کئے تھے۔ پہلے شوہر سے حضرت انس رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت ابوطلمہ رضی اللہ عنہ سے دوسرے پیدا ہوئے۔ ابو عیسر اور عبد اللہ ابو عیسر صغریٰ میں فوت ہو گئے اور عبد اللہ سے نسل چلی۔

## فضل و کمال

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے چند حدیثیں مروی ہیں جن کو حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، ابوسلمہ اور عمرو بن عاصم نے ان سے روایت کیا ہے۔ لوگ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ میں ایک مسئلہ پر اختلاف ہوا تھا تو ان بزرگوں نے ان ہی کو حکم مانا۔ ❊

ان کو مسائل پوچھنے میں کچھ عار نہ تھا۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئیں اور کہا یا رسول اللہ (ﷺ) حق بات سے نہیں شرماتا، کیا عورت پر خواب میں غسل واجب ہے؟ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا یہ سوال سن رہی تھیں بے ساختہ ہنس پڑیں کہ تم نے عورتوں کی بڑی فحشیت کی؟ بھلا کہیں عورتوں کو بھی ایسا ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں؟ ورنہ بچے ماں کے ہم شکل کیوں ہوتے ہیں۔ ❊

## اخلاق

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا میں بڑے بڑے فضائل اخلاق جمع تھے، جوش ایمان کا یہ عالم تھا کہ اپنے پہلے شوہر سے صرف اس بنا پر علیحدگی اختیار کی کہ وہ اسلام قبول کرنے پر رضا مند نہ تھے۔ حضرت ابوطلمہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام دیا تو محض اس وجہ سے رد کر دیا کہ وہ مشرک ہیں۔ اس موقع پر انہوں نے ابوطلمہ رضی اللہ عنہ کو جس خوبی سے اسلام کی دعوت دی وہ سننے کے قابل ہے۔ مسند احمد میں ہے۔

❊ مسلم: کتاب الجہاد باب غزوة النساء مع الرجال رقم: ۳۶۸۰۔ ابوداؤد: کتاب الجہاد باب فی السلب عطی القاتل، رقم: ۲۷۱۸۔ الاصابہ: ۳/۳۶۱۔ ❊ مسند احمد: ۶/۳۳۰۔ ❊ مسند احمد: ۶/۳۷۶۔

(قَالَتْ يَا أَبَا طَلْحَةَ أَلَسْتُ تَعْلَمُ أَنَّ إِلَهَكَ الَّذِي تَعْبُدُنِي مِنَ الْأَرْضِ

قَالَ بَلَى قَالَتْ أَفَلَا تَسْمَعُنِي تَعْبُدُ شَجَرَةً) ❁

”ام سلیم رضی اللہ عنہ نے کہا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ! تم جانتے ہو کہ تمہارا معبود زمین سے اگا ہے؟

انہوں نے جواب دیا ہاں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بولیں تو پھر تم کو درخت کی پوجا

کرتے شرم نہیں آتی؟“

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ پر اس تقریر کا اتنا اثر ہوا کہ فوراً مسلمان ہو گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ محبت کرتی تھیں آپ اکثر ان کے مکان تشریف لے جاتے اور

دوپہر کو آرام فرماتے تھے۔ جب بستر سے اٹھتے تو وہ آپ کے پسینے اور ٹوٹے ہوئے بالوں کو ایک شیش

میں جمع کرتی تھیں۔ ❁

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مشک سے منہ لگا کر پانی پیا تو وہ انھیں اور مشک کا منہ

کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن مبارک مس ہوا ہے۔ ❁

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان سے خاص محبت تھی صحیح مسلم میں ہے۔ ❁

(كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَدْخُلُ عَلَى أَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا عَلَى أَرْوَاحِهِنَّ إِلَّا أُمَّ

سَلِيمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَإِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْهَا فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ إِنِّي أَرْحَمُهَا قِيلَ

أَخُوهَا مَعِيَ) ❁

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے علاوہ اور کسی عورت کے یہاں نہیں

جاتے تھے لیکن ام سلیم رضی اللہ عنہا مستثنیٰ تھیں لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا مجھے ان پر رحم

آتا ہے ان کے بھائی (حرام رضی اللہ عنہ) نے میرے ساتھ رہ کر شہادت پائی ہے۔“

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اکثر اوقات حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے

جاتے تھے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نہایت صابر اور مستقل مزاج تھیں ابو عمیر ان کا بہت پیارا اور لاڈلا بیٹا

تھا۔ لیکن جب اس نے انتقال کیا تو نہایت صبر سے کام لیا اور گھر والوں کو منع کیا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو اس

واقعہ کی خبر نہ کریں۔ رات کو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آئے تو ان کو کھانا کھلایا اور نہایت اطمینان سے بستر پر لیئے

کچھ رات گزرنے پر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس واقعہ کا تذکرہ کیا لیکن عجیب انداز سے کیا بولیں اگر تم کو کوئی

❁ الاصابہ: ۲۳۳/۸۔ بحوالہ مسند ❁ بخاری: کتاب الاستیذان، باب من زار قوما فقال عند صرہم رقم ۶۲۸۱۔

مسلم: کتاب الفضائل باب طیب عرق النبی والبرک بترقم ۶۰۵۶۔ ❁ مسند احمد: ۶/۲۷۶۔

❁ مسلم: کتاب الفضائل باب من فضائل ام سلیم رقم ۶۳۱۹۔



شخص عاریتاً ایک چیز دے اور پھر اس کو واپس لینا چاہے تو کیا تم اس کے دینے سے انکار کرو گے؟ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کبھی نہیں، کہا تو اب تم کو اپنے بیٹے کی طرف سے صبر کرنا چاہیے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصہ ہوئے کہ پہلے سے کیوں نہ بتلایا۔ صبح اٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس رات تم دونوں کو بڑی برکت دی۔ ❁

اسی طرح ایک مرتبہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے ہیں کچھ بھیج دو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے چند روٹیاں ایک کپڑے میں لپیٹ کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر پیش کر دیں۔ آپ مسجد میں تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی بیٹھے ہوئے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے تم کو بھیجا ہے؟ بولے جی ہاں! فرمایا کھانے کے لئے؟ کہا ہاں، آپ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو لے کر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لائے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ گھبرا گئے۔ اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا اب کیا کیا جائے؟ کھانا نہایت قلیل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجمع کے ساتھ تشریف لائے ہیں، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نہایت استقلال سے جواب دیا، کہ ان باتوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر آئے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے وہی روٹیاں اور سالن سامنے رکھ دیا، اللہ تعالیٰ کی شان اس میں بڑی برکت ہوئی اور سب لوگ کھا کر سیر ہو گئے۔ ❁

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب بہت ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں جنت میں گیا تو مجھ کو آہٹ معلوم ہوئی، میں نے کہا کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انس رضی اللہ عنہ کی والدہ غمیصاء بنت ملحان ہیں۔ ❁



❁ مسلم: کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل ابی طلحة، رقم ۶۳۲۲۔

❁ بخاری: کتاب الاطعمہ باب من اکل حتی شبع، رقم ۵۳۸۱۔ مسلم: کتاب الاثریۃ باب جواز استبراء غیرہ الی من ینق

برضاء بذالک، رقم ۵۳۱۶۔ ❁ مسلم: کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل ام سلیم، رقم ۶۳۲۰۔

## حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

نسبہ نام ام عمارہ کنیت قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے ہیں۔ نسب نامہ یہ ہے۔ ام عمارہ رضی اللہ عنہا بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار۔

### نکاح

پہلا نکاح زید بن عاصم سے ہوا۔ پھر عربہ بن عمرو کے عقد نکاح میں آئیں۔

### اسلام

اور ان ہی کے ساتھ بیعت عقبہ میں شرکت کی۔ سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ بیعت عقبہ میں ۷۳ مرد اور دو عورتیں شامل تھیں، حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا بھی ان ہی میں شمار ہے۔

### غزوات

غزوہ احد میں شریک ہوئیں اور نہایت پامردی سے لڑیں۔ جب تک مسلمان فتح یاب تھے وہ مشک میں پانی بھر کر لوگوں کو پلا رہی تھیں۔ لیکن جب شکست ہوئی تو آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہو گئیں۔ کفار جب آپ ﷺ پر بڑھتے تھے تو تیر اور تلوار سے روکتی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کا خود بیان ہے کہ میں احد میں ان کو اپنے دائیں اور بائیں برابر لڑتے ہوئے دیکھتا تھا۔ ابن عمرؓ جب وراتا ہوا آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے بڑھ کر رد کا۔ چنانچہ کندھے پر زخم آیا اور غار پڑ گیا۔ انہوں نے بھی تلوار ماری لیکن وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے کارگر نہ ہوئی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے ایک کافر کو قتل کیا تھا۔ احد کے بعد بیعت الرضوان خیر اور فتح مکہ میں بھی شرکت کی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں یمامہ کی جنگ پیش آئی تو مسلمان کذاب سے جو مدعی نبوت تھا۔ مقابلہ تھا، حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا اپنے ایک لڑکے (حبیب) کو لے کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ ہوئیں اور جب مسلمان نے ان کے لڑکے کو قتل کر دیا تو انہوں نے منت مانی کہ ”یا مسلمان“

قتل ہوگا یا وہ خود جان دے دیں گی۔“ یہ کہہ کر تلوار کھینچ لی اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئیں اور اس پامردی سے مقابلہ کیا کہ ۱۲ ازخم کھائے اور ایک ہاتھ کٹ گیا۔ اس جنگ میں مسیلہ بھی مارا گیا۔

## وفات

اس کے بعد معلوم نہیں کب تک زندہ رہیں۔

## اولاد

انتقال کے وقت چار اولادیں یادگار چھوڑیں۔ حبیب عبداللہ (پہلے شوہر سے) تمیم خولہ (دوسرے شوہر سے)۔

## فضل و کمال

چند حدیثیں روایت کی ہیں جو عباد بن تمیم (پوتے) الی (کنیز) عکرمہ حارث ابن کعب اور ام سعد بنت سعد بن ربیع سے مروی ہیں۔

## اخلاق

آنحضرت ﷺ سے ان کو جو محبت تھی اس کا اصلی منظر تو غزوہ احد میں نظر آتا ہے، لیکن اور بھی چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ ان کے مکان میں تشریف لائے تو انہوں نے کھانا پیش کیا، ارشاد ہوا تم بھی کھاؤ بولیں میں روزہ سے ہوں، آنحضرت ﷺ نے کھانا نوش فرمایا اور فرمایا کہ روزہ دار کے پاس اگر کچھ کھایا جائے تو اس پر فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ \*  
جوش اسلام کا نظارہ بھی اوپر کے واقعات سے ہو سکتا ہے۔



www.KitaboSunnat.com

## حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا \*

نام و نسب

نسبہ بنت حارث نام انصار کے قبیلہ ابی مالک بن النجار سے تھیں۔ \*

اسلام

ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں، آنحضرت ﷺ مدینہ تشریف لائے تو انصار کی عورتوں کو ایک مکان میں بیعت کے لئے جمع کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دروازہ پر بھیجا کہ ان شرائط پر بیعت لیں کہ شرک نہ کریں گی، چوری اور زنا سے بچیں گی، اولاد کو قتل نہ کریں گی، کسی پر بہتان نہ باندھیں گی، اچھی باتوں سے انکار نہ کریں گی، عورتوں نے یہ سب تسلیم کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اندر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور عورتوں نے اپنے ہاتھ باہر نکالے جو بیعت کی علامت تھی، اس کے بعد حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ اچھی باتوں سے انکار کرنے کے کیا معنی ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نو حاد اور مین نہ کرنا۔ \*

غزوات اور عام حالات

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا عہد رسالت کے سات معرکوں میں شریک ہوئیں جن میں وہ مردوں کے لئے کھانا پکاتی، ان کے سامان کی حفاظت کرتی، مریضوں کی تیمارداری اور زخموں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ \*

۸ھ میں آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا اور چند عورتوں نے ان کو غسل دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو نہلانے کی ترکیب بتلائی۔ \*

خلافت راشدہ کے زمانہ میں ان کا ایک لڑکا کسی غزوہ میں شریک تھا، بیمار ہو کر بصرہ آیا، حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا مدینہ میں تھیں، خبر ملی تو نہایت عجلت سے بصرہ روانہ ہوئیں لیکن پہنچنے کے ایک دو دن قبل وہ وفات پا چکا تھا۔ یہاں آ کر انہوں نے بنو خلف کے قصر میں قیام کیا۔ تیسرے روز

\* ترجمہ المطبوعات: ۳۳۳/۸ - مسند احمد: ۶۰۷/۵ - اسد الغابہ: ۶۰۳/۵ -

\* مسند احمد: ۶۰۹/۶ - مسند احمد: ۶۰۷/۵ - اسد الغابہ: ۶۰۳/۵ -

ابن ماجہ: کتاب الجہاد باب العید والنساء، شہد من مع المسلمین رقم ۲۸۵۶ - مسند احمد: ۶۰۸/۶ - بخاری:

کتاب الجہاد باب کیف الاشعار للمیت رقم ۱۲۶۱ -

انہوں نے خوشبو مگ کر لی اور کہا کہ شوہر کے علاوہ اور کسی کے لئے ۳ دن سے زیادہ سوگ نہیں کرنا چاہیے۔ ❁

اس کے بعد بصرہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ❁

## وفات

وفات کی تاریخ اور سنہ معلوم نہیں اور نہ اولاد کی تفصیل کا علم ہے۔

## فضل و کمال

چند حدیثیں روایت کی ہیں۔ راویوں میں حسب ذیل اصحاب ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ، ابن سیرین، حفصہ بنت سیرین، اسمعیل بن عبد الرحمن بن عطیہ، عبد الملک بن عمیر، علی بن الاقزام شراحیل۔

صحابہ اور تابعین ان سے میت کے نبھانے کا طریقہ سیکھتے تھے۔ ❁

## اخلاق

آنحضرت ﷺ سے بہت محبت کرتی تھیں۔ اور آپ ﷺ بھی ان سے محبت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ان کے پاس صدقہ کی ایک بکری بھیجی تو انہوں نے اس کا گوشت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس روانہ کیا۔ آپ ﷺ گھر میں تشریف لائے کھانے کے لئے کچھ مانگا۔ بولیں اور تو کچھ نہیں ہے البتہ جو بکری آپ نے نسیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجی تھی اس کا گوشت رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا لاؤ، کیونکہ وہ مستحق کے پاس پہنچ چکی۔ ❁ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ساتھ آپ کے عزیز واقارب سے بھی خاص تعلقات تھے۔ چنانچہ ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں قیلولہ فرماتے تھے۔ ❁

احکام نبوی کی پوری پابندی کرتی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے بیعت میں نوحہ کی ممانعت کی تھی۔ اس پر انہوں نے ہمیشہ عمل کیا۔ چنانچہ بیعت ہی کے وقت آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ فلاں خاندان کے لوگ میرے ہاں رہ چکے ہیں۔ اس لئے مجھ کو بھی ان کے ہاں جا کر رہنا ضروری

❁ بخاری: کتاب الجنازہ، باب اعداد المرأة علی غیر زوجھا، رقم ۱۲۷۹۔ ❁ اسد الغابہ: ۶۰۳/۵۔

❁ تہذیب التہذیب: ۱۳/۴۸۲، رقم ۲۹۰۳۔ ❁ الاصابہ: ۴/۳۷۶، ۱۳۱۵۔ منہاج: ۶/۴۰۸۔

❁ الاصابہ: ۳/۳۷۶، ۱۳۱۵۔ الطبقات: ۸/۳۳۳۔

ہے۔ آپ ﷺ اس خاندان کو مستثنیٰ کر دیجئے۔ چنانچہ آپ نے مستثنیٰ کر دیا۔ ﴿۱﴾  
 (بعض روایات میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو کوئی جواب نہیں دیا اور  
 جن روایات سے ثابت ہے کہ حضور نے ان کو مستثنیٰ کر دیا ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ استثنا حضرت ام  
 عطیہ رضی اللہ عنہا کے لئے خاص تھا۔ ورنہ اصلی مسئلہ کہ نوحہ جائز نہیں ہے اپنی جگہ پر ثابت ہے۔ لڑکے کی  
 وفات اور اس پر سوگ کرنے کا حال ابھی گزر چکا ہے)۔ ﴿۲﴾



## حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا \*

### نام و نسب

ربیع نام قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے ہیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ ربیع بنت معوذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار۔ والدہ کا نام ام تزید تھا جو قیس بن زعورا کی بیٹی تھیں۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا اور ان کے تمام بھائی عفراء کی اولاد مشہور ہیں۔ عفراء ان لوگوں کی دادی تھیں۔ \*

### اسلام

ہجرت سے پہلے مسلمان ہوئیں۔

### نکاح

ایاس بن بکر لیشی سے شادی ہوئی۔ صبح کو آنحضرت ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اور بستر پر بیٹھ گئے۔ لڑکیاں دف بجابجا کر شہدائے بدر کے مناقب میں اشعار پڑھ رہی تھیں۔ اس ضمن میں آنحضرت ﷺ کی شان میں بھی کچھ اشعار پڑھے۔ جن میں ایک مصرع یہ تھا۔  
(وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدِ)

”اور ہم میں وہ نبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ نہ کہو (اور اس کے علاوہ جو کہتی تھیں وہ کہو)۔ \*

### عام حالات

غزوات میں شرکت کرتی تھیں۔ زخمیوں کا علاج کرتیں، لوگوں کو پانی پلاتیں، مقتولوں کو مدینہ پہنچاتی اور فوج کی خدمت کرتی تھیں۔ \*

غزوہ حدیبیہ میں بھی موجود تھیں۔ جب بیعت رضوان کا وقت آیا تو انہوں نے بھی آ کر بیعت کی۔ ۳۵ھ میں اپنے شوہر سے علیحدہ ہوئیں شرط یہ تھی کہ جو کچھ میرے پاس ہے اس کو لیکر مجھ

\* ترجمہ تہذیب التہذیب ۱۲/۱۳۔ ۲۷۸۹، ۲۷۸۹۔ مسند احمد ۶/۲۰۔ ۳۵۸۔ الاصابہ ۳/۳۱۵، ۳۱۵۔ اسد الغابہ ۵/۳۵۱۔

\* تہذیب التہذیب ۱۲/۱۳۔ ۲۷۸۹، ۲۷۸۹۔ بخاری: کتاب المغازی باب فضل من شہد بدراً رقم ۳۰۰۱۔

مسند احمد ۶/۲۰۔ ۳۵۸۔ الاصابہ ۳/۳۱۵، ۳۱۵۔ اسد الغابہ ۵/۳۵۲۔ مسند احمد ۶/۲۰۔ ۳۵۸۔ الاصابہ ۳/۳۱۵، ۳۱۵۔ اسد الغابہ ۵/۳۵۲۔

سے دست بردار ہو جاؤ چنانچہ اپنا تمام سامان ان کو دے دیا صرف ایک کرتی رہنے دی لیکن شوہر کو یہ بھی گوارا نہ ہوا۔ جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ چونکہ ربیع نے کل چیزوں کی شرط کی تھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم کو اپنا وعدہ پورا کرنا چاہیے۔ اور شوہر سے فرمایا کہ تم ان کے جوڑا باندھنے کی دھجی تک لے سکتے ہو۔ ❀

## وفات

حضرت ربیع رضی اللہ عنہ کی وفات کا سال معلوم نہیں ہو سکا۔

## اولاد

اولاد میں محمد مشہور ہیں۔

## فضل و کمال

حضرت ربیع رضی اللہ عنہ سے ۲۱ حدیثیں مروی ہیں۔ علمی حیثیت سے ان کا یہ پایہ تھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ ❀ راویوں میں بہت سے بزرگ ہیں۔ مثلاً عائشہ بنت انس بن مالک، سلیمان بن یسار، ابوسلمہ بن عبد الرحمن، نافع، عبادہ بن الولید، خالد بن ذکوان، عبد اللہ بن محمد بن عقیل، ابو عبیدہ بن محمد (حضرت عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر کے پوتے) محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان۔

## اخلاق

جوش ایمان اس سے ظاہر ہے کہ ایک مرتبہ اسماء بنت خزیمہ جو ابوربیعہ مخزومی کی بیوی تھی اور عطر بیچتی تھی چند عورتوں کے ساتھ ربیع رضی اللہ عنہ کے گھر آئی اور ان کا نام و نسب دریافت کیا۔ چونکہ ربیع رضی اللہ عنہ کے بھائی نے ابو جہل کو بدر میں قتل کیا تھا اور اسماء قریش کے قبیلے سے تھی بولی ”تو تم ہمارے سردار کے قاتل کی بیٹی ہو؟“ حضرت ربیع رضی اللہ عنہ کو ابو جہل کی نسبت سردار کا لفظ نہایت ناگوار ہوا بولیں ”سردار نہیں بلکہ غلام کے قاتل کی بیٹی ہوں“ اسماء کو ابو جہل کی شان میں یہ گستاخی پسند نہ آئی، جھنجھلا کر کہا کہ مجھ کو تمہارے ہاتھ سودا بیچنا حرام ہے۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہ نے برجستہ کہا ”مجھ کو تم سے کچھ خریدنا حرام ہے کیونکہ تمہارا عطر نہیں بلکہ گندگی ہے۔“ ❀



آ حضرت ﷺ سے بے انتہا محبت تھی۔ آپ ان کے گھرا کثر تشریف لے جاتے تھے۔ \*  
 ایک مرتبہ آپ ﷺ تشریف لائے اور ان سے وضو کے لئے پانی مانگا۔ \* ایک مرتبہ دو طباقوں  
 میں چھوہارے اور انگور لے کر گئیں تو آپ نے زیور یا سونا مرحمت فرمایا۔ \*  
 آ حضرت ﷺ کا ایک مرتبہ کسی نے حلیہ پوچھا تو بولیں ”بس یہ سمجھ لو کہ آفتاب طلوع ہو رہا  
 ہے۔“ \*



\* سند احمد: ۶/۳۵۸۔ الاصابۃ: ۳/۳۱۵، ۳۰۱۔  
 \* سند احمد: ۶/۳۵۹۔ الاصابۃ: ۳/۳۱۵، ۳۰۱۔ اسد الغابۃ: ۵/۴۵۲۔

## حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا

نام و نسب

فاختہ نام ام ہانی کنیت ابوطالب عم رسول اللہ ﷺ کی دختر تھیں۔ ماں کا نام فاطمہ بنت اسد تھا۔ اس بنا پر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور ام ہانی رضی اللہ عنہا حقیقی بھائی بہن ہیں۔

نکاح

ہمیرہ بن عمرو (بن عائد) مخزومی سے نکاح ہوا۔

اسلام

۸ھ میں جب مکہ فتح ہوا مسلمان ہوئیں۔ آپ ﷺ نے اس روز ان کے مکان میں غسل کیا تھا۔ اور چاشت کی نماز پڑھی تھی۔ انہوں نے اپنے دو عزیزوں کو جو مشرک تھے پناہ دیدی تھی آنحضرت ﷺ نے بھی ان کو پناہ دی۔ ان کا شوہر ہمیرہ فتح مکہ میں نجران بھاگ گیا تھا۔

وفات

ترمذی کی روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد مدت تک زندہ رہیں۔ تہذیب میں ہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں انتقال کیا۔

اولاد

حسب ذیل اولاد چھوڑی۔ عمرو ہانی، یوسف جعدہ۔

فضل و کمال

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے ۳۶ حدیثیں مروی ہیں۔ جن کے راوی حسب ذیل حضرات ہیں۔ جعدہ یحییٰ، ہارون، ابومرہ، ابوصالح، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، عبداللہ بن حارث بن نوفل، ابن ابی لیلیٰ، مجاہد، عروہ، عبداللہ بن عیاش، شععی، عطاء، کریب، محمد بن عقبہ۔

ترجمہ: مسند احمد ۶/۳۴۰۔ الاصابہ ۳/۵۰۳۔ اسد الغابہ ۵/۶۲۳۔ مسند احمد ۶/۳۴۲۔

آنحضرت ﷺ سے بھی کبھی مسائل دریافت کرتی تھیں جس سے ان کی فقہ دانی کا پتہ چلتا ہے۔ ایک مرتبہ اس آیت کی تفسیر پوچھی تھی۔ ﴿وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمْ الْمُنْكَرُ﴾ ❁

## اخلاق

آنحضرت ﷺ سے ان کو جو عقیدت تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ آپ فتح مکہ کے زمانہ میں ان کے مکان پر تشریف لائے اور شربت نوش فرمایا اس کے بعد ان کو دیا (انہوں نے کہا میں روزہ سے ہوں لیکن آپ کا جھوٹا واپس نہیں کرنا چاہتی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے پی لیا اور پھر خود ہی عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں روزہ سے ہوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر روزہ رمضان کی قضا کا ہے تو کسی دوسرے دن یہ روزہ رکھ لینا اور اگر محض نفل ہے تو اس کی قضا کرنے یا نہ کرنے کا تم کو اختیار ہے)۔ ❁

آنحضرت ﷺ کو بھی ان سے بہت محبت تھی۔ ایک مرتبہ فرمایا ام ہانی! بکری لے لو یہ بڑی خیر و برکت کی چیز ہے۔ ❁

ایک مرتبہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ اب میں بوڑھی ہوئی ہوں اور چلنے پھرنے میں ضعف معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے ایسا عمل بتلایا جائے جس کو بیٹھے بیٹھے انجام دے سکوں۔ آپ ﷺ نے ایک وظیفہ بتلایا (فرمایا کہ سبحان اللہ ایک سو مرتبہ الحمد للہ ایک سو مرتبہ اللہ اکبر ایک سو مرتبہ اور لا الہ الا اللہ ایک سو مرتبہ کہہ لیا کرو)۔ ❁



❁ مستاحم: ۶/۳۳۱ - ❁ مستاحم: ۶/۳۳۱ - ❁ ایضاً۔

❁ مستاحم: ۶/۳۳۳

## حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا

نام و نسب

فاطمہ نام، ام جمیل کنیت، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہم شیر ہیں۔

نکاح

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا۔

اسلام

اور انہی کے ساتھ مسلمان ہوئیں یہ اوائل اسلام کا واقعہ ہے۔ ان کے کچھ دنوں کے بعد ان کے بھائی یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔ اور ان ہی کے سبب سے ہوئے۔ اس کا قصہ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک مخزومی صحابی سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا کہ تم نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب اختیار کر لیا ہے؟ بولے ہاں، لیکن پہلے اپنے گھر کی خبر لو، تمہارے بہن اور بہنوئی نے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب قبول کر لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سیدھے بہن کے گھر پہنچے دروازہ بند تھا اور وہ قرآن پڑھ رہی تھیں، ان کی آہٹ پا کر چپ ہو گئیں اور قرآن کے اجزاء چھپا دیئے، لیکن آواز ان کے کان میں پڑ چکی تھی، پوچھا کہ یہ کیا آواز تھی؟ انہوں نے کہا کچھ نہیں بولے میں سن چکا ہوں کہ تم دونوں مرتد ہو گئے ہو۔ یہ کہہ کر بہنوئی سے دست و گریبان ہو گئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بچانے کو آئیں تو ان کی بھی خبر لی، ہال پکڑ کر گھسیٹے اور اس قدر مارا کہ ان کا بدن لہو لہان ہو گیا۔ اسی حالت میں ان کی زبان سے نکلا عمر! جو ہو سکے کرو لیکن اب اسلام دل سے نہیں نکل سکتا۔ ان الفاظ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل پر ایک خاص اثر کیا، بہن کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا، ان کے بدن سے خون جاری تھا یہ دیکھ کر اور بھی رقت ہوئی، فرمایا کہ تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھ کو بھی سناؤ، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے قرآن کے اجزاء لا کر سامنے رکھ دیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو پڑھتے جاتے تھے اور ان پر رعب چھاتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک آیت پہنچ کر پکارا اٹھے۔ (أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ)۔

الاصابة: ۳/۳۸۱، ۸۳۷۔ اسد الغابۃ: ۵/۵۱۹۔

## ہجرت

اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کی۔

## وفات

وفات کا سنہ اور مہینہ معلوم نہیں۔

## اولاد

ایک لڑکا چھوڑا۔ عبدالرحمن نام تھا۔



## حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

اسماء نام قبیلہ شعم سے تھیں، سلسلہ نسب یہ ہے۔ اسماء بنت عمیس بن معد بن حارث بن تیم بن کعب بن مالک بن قافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید بن مالک بن بشر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن خلف بن اقبل (شعم) ماں کا نام ہند (خولہ) بنت عوف تھا اور قبیلہ کنانہ سے تھیں اس بنا پر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا (ام المؤمنین) اور اسماء رضی اللہ عنہا اخیانی بہنیں تھیں۔

### نکاح

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے (اور دس برس بڑے تھے) نکاح ہوا۔

### اسلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ ارقم میں مقیم ہونے سے قبل مسلمان ہوئیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی زمانہ میں اسلام قبول کیا تھا۔

### عام حالات

جشہ کی ہجرت کی اور کئی سال تک مقیم رہیں، ۷ھ میں جب خیبر فتح ہوا تو مدینہ آئیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آگئے پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب ملا اسماء بولے ”ہاں وہ جشہ والی وہ سمندر والی“ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ”ہاں وہی“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم کو تم پر فضیلت ہے۔ اس لئے کہ ہم مہاجر ہیں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو یہ فقرہ سن کر غصہ آیا بولیں ”کبھی نہیں! تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھوکوں کو کھلاتے اور جاہلوں کو پڑھاتے تھے لیکن ہماری حالت بالکل جدا گانہ تھی، ہم نہایت دور دراز مقام میں صرف اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے پڑے رہے اور بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکان تشریف لائے تو انہوں نے سارا قصہ بیان کیا، ارشاد ہوا۔ ”انہوں نے ایک ہجرت کی اور تم نے دو ہجرتیں کیں اس لئے تم کو

اسد الغابۃ: ۵/۳۹۵۔ الاصابۃ: ۳/۵۱۲۳۱۔

اسد الغابۃ: ۵/۳۹۵۔ الاصابۃ: ۳/۵۱۲۳۱۔ سیر اعلام النبلاء: ۲/۵۱۲۸۲۔

زیادہ فضیلت ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور دوسرے مہاجرین کو اسی سے اس درجہ مسرت ہوئی کہ دنیا کی تمام فضیلتیں سچ معلوم ہوتی تھیں، مہاجرین جبشہ جوق در جوق حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آتے اور یہ واقعہ دریافت کرتے تھے۔ ❁

۸ھ غزوہ موتہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی (حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آبدیدہ تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ غمگین کیوں ہیں؟ کیا جعفر رضی اللہ عنہ کے متعلق کوئی اطلاع آئی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں وہ لوگ شہید ہو گئے ہیں بچوں کو نہلا دھلا کر ہمراہ لے گئی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو اپنے پاس بلایا اور میں سچ اٹھی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل بیت کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا، جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کے لئے کھانا پکاؤ۔ کیونکہ وہ رنج و غم میں مصروف ہیں۔ ❁

اس کے بعد مسجد میں جا کر غم زدہ بیٹھے اور اس خبر کا اعلان کیا اسی حالت میں ایک شخص نے آ کر کہا کہ جعفر رضی اللہ عنہ کی مستورات ماتم کر رہی ہیں اور رو رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کر بھیجا وہ گئے اور واپس آ کر کہا کہ میں نے منع کیا لیکن وہ باز نہیں آتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ بھیجا وہ پھر گئے اور واپس آ کر عرض کی کہ ہم لوگوں کی نہیں چلتی، آپ نے ارشاد فرمایا ”تو ان کے منہ میں خاک بھر دو“ یہ واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح بخاری میں منقول ہے صحیح بخاری میں یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس شخص سے کہا کہ ”اللہ تعالیٰ کی قسم تم یہ نہ کرو گے (منہ میں خاک ڈالنا) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف سے نجات نہ ملے گی۔“ ❁

تیسرے دن ❁ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور سوگ کی ممانعت کی۔ ❁ تقریباً ۶۱ مہینے کے بعد شوال ۸ھ میں جو غزوہ حنین کا زمانہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

❁ بخاری: کتاب المغازی باب غزوہ خیبر ۳۲۳۔ ❁ مسند احمد: ۶/۳۷۰۔

❁ بخاری: کتاب المغازی باب غزوہ موتہ من ارض الشام ۳۲۶۳۔ الاصابہ: ۳/۵۱، سیر الاعلام: ۲/۲۸۴۔

❁ مسند احمد: جلد ۶ ص ۳۶۹۔

❁ جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے اس کو ۴ ماہ ۱۰ دن سوگ کرنا چاہئے، مسئلہ یہی ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے شبہ میں نہ پڑنا چاہئے اس لئے کہ یہ روایت تمام صحیح احادیث کے خلاف ہے اور شاذ ہے اور اجماع اس کے مخالف ہے امام طحاوی کے نزدیک یہ روایت منسوخ ہے اور امام بیہقی کے نزدیک منقطع ہے۔ ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۹ ص ۱۳۹ ان کے سوا اور بہت سے جوابات ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے۔

نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح پڑھا دیا۔ جس کے دو برس بعد ذوقعدہ ۱۰ھ میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، اس وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حج کی غرض سے مکہ آئی تھیں چونکہ محمد ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے دریافت کرایا۔ کہ میں کیا کروں؟ ارشاد ہوا نہا کر احرام باندھیں۔

آنحضرت ﷺ کے مرض الموت میں حضرت ام سلمہ اور اسماء رضی اللہ عنہا نے ذات الجنب تشخیص کر کے دوا پلائی چاہی، چونکہ گوارانہ تھی آپ ﷺ نے انکار فرمایا، اسی ممانعت میں غشی طاری ہوگئی انہوں نے منہ کھول کر پلا دی فاقہ کے بعد آپ کو احساس ہوا تو فرمایا ”یہ مشورہ اسماء رضی اللہ عنہا نے دیا ہو گا وہ حبشہ سے اپنے ساتھ یہی حکمت لائی ہیں، عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ سب کو دوا پلائی جائے“ چنانچہ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو دوا پلائی گئی۔

۱۳ھ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو وصیت کی کہ اسماء رضی اللہ عنہا غسل دیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد اسماء رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عقد نکاح میں آئیں۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آغوش تربیت میں پرورش پائی۔ ایک دن عجیب لطیفہ ہوا۔ محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے باہم فخر اُکھا کہ ہم تم سے بہتر ہیں۔ اس لئے کہ ہمارے باپ تمہارے باپ سے بہتر تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اس جھگڑے کا فیصلہ کرو۔ بولیں کہ تمام نوجوانوں پر جعفر رضی اللہ عنہ کو اور تمام بوڑھوں پر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو فضیلت حاصل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بولے۔ ”پھر ہمارے لئے کیا رہا۔“

۲۸ھ میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ مصر میں قتل ہوئے اور گدھے کی کھال میں ان کی لاش جلائی گئی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے لئے اس سے زیادہ تکلیف دہ واقعہ کیا ہو سکتا تھا؟ ان کو سخت غصہ آیا لیکن نہایت صبر سے کام لیا اور مصلے پر کھڑی ہو گئیں۔

## وفات

۴۰ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی اور ان کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہو

## گیا۔

۱. الاصابۃ: ۳/۵۱، ۲۳۱۔ ۲. مسلم: کتاب الحج، باب صحۃ احرام النساء واستحباب غسلھا للاحرام، رقم: ۲۹۰۸۔  
 ۳. سیر الاعلام: ۲/۲۸۵۔ ۴. مسند احمد: ۶/۳۳۸۔ ۵. صحیح بخاری: جلد دوم۔  
 ۶. الاصابۃ: ۳/۵۱، ۲۳۱۔ ۷. سیر الاعلام: ۲/۲۸۶۔ ۸. الاصابۃ: ۳/۲۳۱۔ ۹. سیر الاعلام: ۲/۲۸۶۔ ۱۰. تہذیب التہذیب: ۱۲/۲۷۵۔ ۱۱. تہذیب التہذیب: ۱۲/۲۷۵۔ ۱۲. تہذیب التہذیب: ۱۲/۲۷۵۔



## اولاد

جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ۳ نکاح کئے۔ چنانچہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے محمد، عبد اللہ، عون، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے محمد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یحییٰ پیدا ہوئے۔ \*  
ریاض النضرہ میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دو لڑکے ہوئے تھے۔ یحییٰ اور عون \* لیکن علامہ ابن اثیر نے اس کو غلط کہا ہے اور لکھا ہے۔ کہ یہ ابن کلی کا خیال ہے جو مشہور دروغ گو تھا۔

## فضل و کمال

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ۶۰ احادیث مروی ہیں۔ جن کے راویوں کے نام یہ ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، قاسم بن محمد، عبد اللہ بن شداد بن الہاد، عروہ بن مسیب، ام عون بنت محمد بن جعفر، فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہ، ابو یزید مدنی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست تعلیم حاصل کرتی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبت اور تکلیف میں پڑھنے کے لئے ان کو ایک دعا بتائی تھی۔ \*

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کو دہلا دیکھا تو پوچھا کہ یہ اس قدر دبلے کیوں ہیں؟ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ان کو نظر بہت لگتی ہے فرمایا تو تم جھاڑ پھونک کرو حضرت اسماء کو ایک منتر یاد تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا فرمایا ”ہاں یہی سہی۔“ \*

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو خواب کی تعبیر میں بھی دخل تھا، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر ان سے خوابوں کی تعبیر پوچھتے تھے۔ \*



\* الاستیعاب بحاشیہ الاصابہ ۳/۲۳۴۔ \* ریاض النضر ج ۲ ص ۶۲۹۔ سیر اعلام النبلاء ۲/۲۸۶-۵۱

\* مسند احمد ۶/۳۶۹۔ \* مسلم: کتاب السلام باب استجاب الرقة من العين والحملة والحمۃ رقم ۵۷۲۶۔

\* الاصابہ ۳/۵۱، ۲۳۱۔

## حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ

### نام و نسب

اسماء نام ذات الطاقین لقب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، ماں کا نام قلدہ بنت عبد العزیٰ تھا۔ ہجرت سے ۲۷ سال قبل مکہ میں پیدا ہوئیں۔

### نکاح

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام سے نکاح ہوا۔

### اسلام

اپنے شوہر کی طرح انہوں نے بھی قبول اسلام میں سبقت کی۔ ابن اسحاق کے قول کے مطابق ان کا ایمان لانے والوں میں اٹھارہواں نمبر تھا۔

### عام حالات

جب آنحضرت ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رفیق صحبت تھے۔ آپ ﷺ دو پہر کو ان کے گھر تشریف لائے اور ہجرت کا خیال ظاہر فرمایا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے سفر کا سامان کیا دو تین دن کا کھانا ناشہ دان میں رکھا، نطاق جس کو عورتیں کمر میں لپیٹتی ہیں پھاڑ کر اس سے ناشہ دان کا منہ باندھا، یہ وہ شرف تھا جس کی بنا پر آج تک ان کو ذات الطاقین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے وقت کل روپیہ ساتھ لے گئے تھے۔ ابو قحافہ کہ ان کے والد تھے۔ معلوم ہوا، بولے کہ انہوں نے جانی اور مالی دونوں قسم کی تکلیف دی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا وہ کثیر دولت چھوڑ گئے ہیں یہ کہہ کر انھیں اور جس جگہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مال رہتا تھا بہت سے پتھر رکھ دیے اور ان پر کپڑا ڈال دیا۔ پھر ابو قحافہ کو لے گئیں اور کہا نٹول لیجئے، دیکھئے یہ رکھا ہے۔ ابو قحافہ نابینا ہو گئے تھے اس لئے مان گئے اور کہا کھانے کے لئے بہت ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں

ترجمہ تہذیب اعلام العلماء ۲/۵۲: ۲۸۸-۵۲: ۲۸۹-۳۶: ۲۲۹-۳۶: ۲۲۹-۳۳۳

بخاری: کتاب المناقب باب ذکر ہجرت النبی واصحابہ الی المدینہ رقم ۳۸۸۷-الاصابہ ۳/۲۳۰

نے صرف ابوقحافہ کی تسکین کے لئے ایسا کیا تھا ورنہ وہاں ایک حبہ بھی نہ تھا۔ ❁

آنحضرت ﷺ نے مدینہ پہنچ کر مستورات کو بلوایا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی آئیں۔ ❁  
قبائیس قیام کیا یہاں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ ان کو لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت  
میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے عبداللہ کو گود میں لیا گھٹی دی اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ ❁

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جوان ہوئے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ان کے پاس رہنے لگیں کیونکہ  
حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ ❁

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے گھٹی میں آنحضرت ﷺ کا لعاب مبارک پیا تھا۔ اس بنا  
پر جب بن شعور کو پہنچے تو فضائل اخلاق کے پیکر مجسم تھے۔ ادھر سلطنت بنو امیہ کا فرمانروا (یزید) سرتاپا  
فسق و فجور تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی بیعت سے انکار کیا۔ مکہ میں پناہ گزیں ہوئے اور وہیں  
سے اپنی خلافت کی صدا بلند کی۔ چونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عظمت و جلالت کا ہر شخص معترف تھا اس  
لئے تمام دنیائے اسلام نے اس صدا پر لبیک کہی اور ملک کا بڑا حصہ ان کے علم کے نیچے آ گیا، لیکن  
جب عبدالملک بن مروان تخت نشین ہوا تو اس نے اپنی حکمت عملی سے بعض صوبوں پر قبضہ کر لیا۔ اور  
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کی تیاریاں کیں شامی لشکر نے خانہ کعبہ کا محاصرہ کیا تو ابن  
زبیر رضی اللہ عنہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، وہ بیمار تھیں پوچھا ”کیا حال ہے؟“ بولیں ”بیمار ہوں“  
کہا ”آدمی کو موت کے بعد آرام ملتا ہے۔“ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ”شاید تم کو میرے مرنے کی تمنا  
ہے، لیکن میں ابھی مرنا پسند نہیں کرتی میری آرزو یہ ہے کہ تم لڑکر قتل ہو اور میں صبر کروں یا تم کامیاب  
ہو اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔“ ابن زبیر رضی اللہ عنہا ہنس کر چلے گئے، شہادت کا وقت آیا تو دوبارہ ماں  
کی خدمت میں آئے، وہ مسجد میں بیٹھی تھیں صلح کے متعلق مشورہ کیا، بولیں؟ بیٹا! قتل کے خوف سے  
ذلت آمیز صلح بہتر نہیں۔ کیونکہ عزت کے ساتھ تلوار مارنا ذلت کے ساتھ کوڑا مارنے سے بہتر ہے۔“  
حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا اور لڑکر مردانہ وار شہادت حاصل کی۔ حجاج نے ان کی لاش کو  
سولی پر لٹکا دیا، ۳ دن گزرنے پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کنیز کو ساتھ لے کر اپنے بیٹے کی لاش پر آئیں لاش  
الٹی لٹکی تھی دل تھام کر اس منظر کو دیکھا اور نہایت استقلال سے کہا، ”کیا اس سوار کے گھوڑے سے  
اترنے کا ابھی وقت نہیں آیا۔“ ❁ حجاج کو چھیڑ منظور تھی، آدمی بھیجا کہ ان کو جا کر لائے، حضرت

❁ سیر اعلام النبلاء ۲/۲۹۰۔ منہاج ۶/۳۵۰۔ نساء، ج ۱، ص ۱۸۲۔ ❁ الطبقات ۱/۱۶۱، القسم الاول  
❁ بخاری، کتاب المغازی باب ذکر ہجرۃ النبی ۳۹۰۹۔ ❁ اسد الغابۃ ۵/۳۹۲۔ ❁ اسد الغابۃ ۳/۳۶۲، ۳۶۳۔

اسماء رضی اللہ عنہا نے انکار کیا، اس نے پھر آدمی بھیجا کہ ”ابھی خیریت ہے ورنہ آئندہ جو شخص بھیجا جائے گا وہ بال پکڑ کر گھسیٹ لائے گا“ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا صرف اللہ تعالیٰ کی شان جباری کی معترف تھیں، جواب دیا میں نہیں جاسکتی۔ حجاج نے مجبوراً خود جوتا پہنا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آیا اور حسب ذیل گفتگو ہوئی۔ حجاج نے کہا ”کیسے میں نے دشمن خدا (ابن زبیر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کیا سلوک کیا۔“ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بولیں تو نے ان کی دنیا بگاڑی اور انہوں نے تیری عاقبت خراب کی! میں نے سنا ہے کہ تو ان کو طرأ ذات الطاقین کا بیٹا کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ذات الطاقین میں ہوں میں نے نطق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا کھانا باندھا تھا اور دوسرے کو کمر میں لپیٹی تھی لیکن یہ یاد رہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ظالم پیدا ہوگا۔ چنانچہ کذاب کو دیکھ چکی ہوں اور ظالم تو ہے“ حجاج نے یہ حدیث سنی تو چپکا اٹھ کھڑا ہوا۔ ❁

چند دنوں کے بعد عبدالملک کا حکم پہنچا تو حجاج نے لاش اتروا کر یہود کے قبرستان میں پھینکوا دی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے لاش کو اٹھوا کر گھر منگوا لیا اور غسل دلو کر جنازہ کی نماز پڑھی۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا جوڑ جوڑ الگ تھا۔ نہلانے کے لئے کوئی عضو اٹھایا جاتا تو ہاتھ کے ساتھ چلا آتا تھا۔ لیکن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ کیفیت دیکھ کر صبر کیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان ہی پارہ پارہ ٹکڑوں پر نازل ہوتی ہے۔

## وفات

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا دعا کرتی تھیں کہ جب تک میں عبداللہ رضی اللہ عنہ کی لاش نہ دیکھ لوں مجھے موت نہ آئے۔ ❁ چنانچہ ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے داعی اجل کو لبیک کہا یہ جمادی الاولیٰ ۷۳ھ کا واقعہ ہے۔ اس وقت ان کی عمر سو سال کی تھی۔

## اولاد

حسب ذیل اولاد ہوئی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ، منذر، عروہ، مہاجر، خدیجہ، الکبریٰ، ام الحسن، عائشہ۔ ❁

## حلیہ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بایں ہمہ کہ سو برس کی تھیں لیکن ایک دانت بھی نہیں گرا تھا اور ہوش و حواس بالکل درست تھے۔ ❁ دراز قد اور کچھ شخم تھیں اخیر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی۔ ❁

❁ الاصابہ: ۲/۲۳۰، ۳۵۲/۶۔ منہاج: ۲/۳۰۵۔ ❁ تاریخ الخلفاء: ۲/۳۰۵۔

❁ طبری: ۳/۲۳۶، ریاض النظرہ: ص ۲۸۸۔

❁ الاصابہ: ۲/۲۳۰۔ ❁ منہاج: ۶/۳۳۸۔

## فضل و کمال

آنحضرت ﷺ سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے (۵۶) حدیثیں روایت کی ہیں جو صحیحین اور سنن میں موجود ہیں۔ راویوں میں حسب ذیل اصحاب ہیں۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ، عروہ (پسران) عباد بن عبداللہ، عبداللہ بن عروہ (نبیرہ گان) فاطمہ بنت المنذر ابن زبیر رضی اللہ عنہا، عبادہ بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن کیسان (غلام) ابن عباس رضی اللہ عنہما، صفیہ بنت شیبہ ابن ابی ملیکہ، وہب بن کیسان، ابوبکر و عامر پسران ابن زبیر رضی اللہ عنہما، مطلب بن حطب، محمد بن منکدر، مسلم معری، ابونوفل ابن ابوعقرب۔

## اخلاق

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بالطبع نیکی کی طرف مائل تھیں ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کسوف کی نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز کو بہت طول دیا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا، ان کے پاس دو عورتیں کھڑی تھیں۔ جن میں ایک فرہ اور دوسری لاغر تھی یہ دیکھ کر انہوں نے اپنے دل کو تسلی دی کہ مجھے ان سے زیادہ دیر تک کھڑا رہنا چاہیے۔ لیکن چونکہ نماز کئی گھنٹے تک ہوئی تھی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو غش آ گیا اور سر پر پانی چھڑکنے کی نوبت آئی۔ لیکن ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ ان کے سر میں درد ہوتا تو سر پکڑ کر کہتیں (یہ میرا گناہ ہے اور جو گناہ اللہ تعالیٰ معاف کرتا رہتا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہیں)

حق گوئی ان کا خاص بشار تھا اس کی متعدد مثالیں اوپر گزر چکی ہیں۔ حجاج بن یوسف جیسے ظالم اور جبار کے سامنے وہ جس صاف گوئی سے کام لیتی تھیں وہ بجائے خود اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ ایک دن وہ منبر پر بیٹھا ہوا تھا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنی کنیز کے ساتھ آئیں اور دریافت کیا کہ ”امیر کہاں ہے“ معلوم ہوا تو حجاج کے قریب گئیں۔ اس نے دیکھتے ہی کہا ”تمہارے بیٹے نے اللہ تعالیٰ کے گھر میں الحاد پھیلایا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑا دردناک عذاب دیا۔“ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے برجستہ جواب دیا تو جھوٹا ہے۔ وہ طعنہ تھا بلکہ صائم پارسا اور شب بیدار تھا۔

✽ مسند احمد ۶/۳۳۹ - بخاری: کتاب صلاۃ الکسوف باب صلاۃ النساء مع الرجال فی الکسوف۔

✽ مسند احمد ۶/۳۵۱

نہایت صابر تھیں۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت ایک قیامت تھی جو ان کے لئے قیامت کبریٰ بن گئی تھی۔ لیکن اس میں انہوں نے جس عزم جس استقلال جس صبر اور جس تحمل سے کام لیا اس کی تاریخ میں بہت کم نظریں مل سکتی ہیں۔

حد درجہ خود داری تھیں حجاج بن یوسف جیسے امیر کی نخوت بھی ان کی خود داری کی چٹان سے ٹکرا کر چور چور ہو جاتی تھیں۔

بایں ہمہ نہایت متواضع اور خاکسار تھیں، محنت مشقت میں ان کو بالکل عار نہ تھا چنانچہ جب ان کا نکاح ہوا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ نہ تھا۔ صرف ایک اونٹ اور ایک گھوڑا تھا۔ وہ گھوڑے کو داند دیتی۔ پانی بھرتی اور ڈول سیتی تھیں۔ روٹی پکانی نہیں آتی تھی اس لئے آٹا گوندھ کر رکھتی اور انصار کی بعض عورتیں پکا دیتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو جو زمین عنایت فرمائی تھی وہاں جا کر وہ چھوہاروں کی گھٹلیاں چنتی اور تین فرلانگ سے سر پر لا کر لاتی تھیں۔ ایک دن اسی حالت میں آ رہی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ کو بٹھایا کہ سوار ہو جائیں۔ لیکن ان کو شرم معلوم ہوئی اور اونٹ پر نہ بیٹھیں۔ گھر آ کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے سارا قصہ بیان کیا انہوں نے کہا ”سبحان اللہ سر پر بوجھ لا دینے سے شرم نہیں آئی؟“ کچھ زمانہ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک غلام دیا جو گھوڑے کی تربیت اور پرداخت کرتا تھا۔ اسی وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی مصیبت کم ہوئی کہتی تھیں ”فَكَانَ لَهَا اَعْتَقْنِي“ یعنی گویا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو آزاد کر دیا۔ ❊

غربت کی وجہ سے جو کچھ خرچ کرتیں ناپ تول کر خرچ کرتی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ بھی ناپ کر دے گا۔ اس وقت سے یہ عادت چھوڑ دی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آمدنی وافر ہو گئی اور پھر کبھی تنگدست نہیں ہوئیں۔ ❊

حد درجہ فیاض تھیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو فیاض نہیں دیکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات کے وقت ترکہ میں ایک جنگل چھوڑا تھا جو ان کے حصہ میں آیا تھا۔ لیکن انہوں نے اس کو لا کھ درہم پر فروخت کر کے کل رقم عزیزوں پر تقسیم کر دی۔ ❊

بیماری پڑتیں تو اپنے تمام غلام آزاد کر دیتی تھیں۔ ❊ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا مزاج تیز تھا اس

❊ مسند احمد: ۶/۳۵۲ ❊ مسند احمد: ۶/۳۵۳

❊ صحیح بخاری: نایب حبہ الواحد للجماعت ❊ خلاصہ تہذیب ص: ۳۸۸

لئے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ میں بلا اجازت ان کے مال سے فقرا کو خیرات دے سکتی ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے اجازت دی۔ ❁

ایک مرتبہ ان کی ماں مدینہ میں آئیں اور ان سے روپیہ مانگا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ وہ مشرک ہیں، کیا ایسی حالت میں میں ان کی مدد کر سکتی ہوں؟ ارشاد ہوا ”ہاں (اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو)۔“ ❁

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کئی حج کئے پہلے حج آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ ❁ اس میں جو کچھ دیکھا تھا ❁ ان کو بالکل یاد تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے بعد جب حج کے لئے آئیں اور مزدلفہ میں ٹھہریں تو رات کو نماز پڑھی پھر اپنے غلام سے پوچھا ”چاند چھپ گیا“ اس نے کہا نہیں، جب چاند ڈوب گیا بولیں کہ اب ری کے لئے چلو، ری کے بعد پھر واپس آئیں اور صبح کی نماز پڑھی اس نے کہا آپ نے بڑی عجلت کی، فرمایا آنحضرت ﷺ نے پردہ نشینوں کو اس کی اجازت دی ہے۔ ❁ جب کبھی حجون سے گزرتیں کہتیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں یہاں ٹھہرے تھے اس وقت ہمارے پاس بہت کم سامان تھا۔ ہم نے اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور زبیر رضی اللہ عنہ نے عمرہ کیا تھا اور طواف کر کے حلال ہوئے تھے۔ ❁

نہایت بہادر تھیں، اخلاقی جرأت کے چند واقعات اوپر گزر چکے ہیں۔ سعید بن عاص کے زمانہ حکومت میں جب اسلام میں فتنہ پیدا ہوا اور بدامنی شروع ہو گئی تو انہوں نے ایک خنجر رکھا تھا۔ لوگوں نے پوچھا اس کا کیا فائدہ ہے؟ بولیں اگر کوئی چور آئے گا تو اس سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔ ❁

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے تقدس کا عام چرچا تھا۔ لوگ ان سے دعا کراتے تھے۔ جب کوئی عورت بخار میں مبتلا ہوتی اور دعا کے لئے آتی تو اس کے سینہ پر پانی چھڑکتیں اور کہتیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔ ❁ (حضرت امین عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم سے روایت کیا ہے کہ بخار آتش جہنم کی گرمی سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو)۔ ❁

- ❁ مسند احمد: ۳۵۲/۶ ❁ بخاری: کتاب الادب باب صلوٰۃ المرأة المصاحف لھا زوج رقم ۵۹۷۹۔  
❁ مسلم: کتاب الحج باب صحۃ احرام النساء واستحباب اغسالھا لھا احرام رقم ۲۹۰۸ ❁ بخاری: کتاب الحج باب اذا حاضت المرأة بعد ما قاضت رقم ۱۷۵۸۔ ❁ بخاری: کتاب الحج باب من قدم وضعت احملہ بلیل رقم ۱۶۷۹۔  
❁ بخاری: کتاب العمرة باب متى تکمل المعتمر رقم ۱۷۹۶۔ ❁ ذیل طبری: ۳۳۶/۱۳۔ ❁ بخاری: کتاب الرضی باب الحی من شیخ جھنم رقم ۵۷۲۳۔ ❁ بخاری: کتاب الطب باب الحی من شیخ جھنم رقم ۵۷۲۵۔

گھر کا کوئی آدمی بیمار ہوتا تو آنحضرت ﷺ کا جبہ (جس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وفات کے وقت ان کے سپرد کیا تھا) دھوتی اور اس کا پانی پلاتی تھیں۔ اس سے بیمار کو شفا ہو جاتی تھی۔ ❁





## حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

فاطمہ نام سلسلہ نسب یہ ہے۔ فاطمہ بنت قیس بن خالد اکبر بن وہب بن ثعلبہ ابن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر والدہ کا نام امیمہ بنت ربیعہ تھا اور بنی کنانہ سے تھیں۔

### نکاح

ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ سے نکاح ہوا۔

### اسلام

اسلام کے ابتدائی دور میں ایمان لائیں۔

### ہجرت

اور ہجرت کی۔

### عام حالات

۱۰ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک لشکر لے کر یمن گئے تھے۔ ابو عمرو بھی ان کے ساتھ تھے چلتے وقت عیاش بن ابی ربیعہ کی معرفت اپنی بیوی کو آخری طلاق (دو طلاق پہلے دے چکے تھے) اور ۵-۵ صاع جو اور خر مے بھیجے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کھانے اور مکان کا مطالبہ کیا تو عیاش نے کہا کہ جو کچھ دیا گیا ہے محض احسان ہے ورنہ ہمارے ذمہ یہ بھی ضروری نہیں۔ اس جواب پر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غصہ آیا اور اپنے کپڑے لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گئیں خالد بن ولید وغیرہ بھی پہنچے آپ نے دریافت کیا کہ انہوں نے تم کو کتنی مرتبہ طلاق دی بولیں ۳ مرتبہ فرمایا اب تم کو نفقہ نہیں مل سکتا۔ ۱۰ھ تم ام شریک کے ہاں عدت کے دن پورے کرو لیکن چونکہ ام شریک رضی اللہ عنہا کے اعزہ و اقارب ان کے

مسند احمد: ۶/۳۱۱۔ اسد الغابہ: ۵/۵۲۶۔ الاصابہ: ۴/۳۸۴، ۸۴۹۔

عدت کے اندر عورت کا کھانا کپڑا اسی مرد کے ذمہ ہے۔ جس نے طلاق دی ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس کی اس روایت کے متعلق بڑی بحث ہے جس کے ذکر کا یہاں موقع نہیں ہے۔

مکان میں آتے جاتے تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”ابن ام مکتوم ناینا اور تمہارے ابن عم ہیں اس لئے بہتر ہے کہ تم ان کے ہاں رہو“ عدت کا زمانہ پورا ہوا تو ہر طرف سے پیغام آئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ابو جہم اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بھی پیغام دیا۔ لیکن آنحضرت نے پہلے دو شخصوں کا پیغام اس لئے مسترد کر دیا کہ اول الذکر مفلس اور دوسرے تند مزاج تھے۔ پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم اسامہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لو چونکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خیال تھا کہ خود آنحضرت ﷺ ان کو اپنی زوجیت کا شرف عطا فرمائیں گے اس لئے انکار کیا ارشاد ہوا ”اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اس میں تمہارے لئے بھلائی ہے۔“ یہ سن کر فاطمہ رضی اللہ عنہا مجبور ہوئیں اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔ کہتی ہیں کہ پھر میں قابل رشک بن گئی۔ ❁

۲۳ھ میں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا تو مجلس شوریٰ کا اجلاس فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی کے مکان میں ہوتا تھا۔ ❁

۵۴ھ میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سخت صدمہ ہوا۔ دوسری شادی نہیں کی اور اپنے بھائی ضحاک کے ساتھ رہیں۔ جب یزید نے اپنے عہد حکومت میں ان کو عراق کا گورنر مقرر کیا۔ تو فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ان کے ساتھ کوفہ چلی آئیں اور یہیں سکونت اختیار کی۔

## وفات

وفات کا سال معلوم نہیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت تک زندہ تھیں۔ ❁

حلیہ

خوبصورت تھیں۔ ❁

## فضل و کمال

اسد الغابہ میں ہے۔

لَهَا عَقْلٌ وَكَمَالٌ۔ ❁

”یعنی وہ نہایت عقیل اور صاحب کمال تھیں“

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی عبداللہ بن عمرو (بن عثمان) کو منسوب تھیں انہوں

❁ مسند احمد: ۴/۶۲۱۱۔ اسد الغابہ: ۵/۵۲۷۔ الاصابہ: ۴/۳۸۳، ۸۱۱۔

❁ صحیح مسلم: ۵۸۶/۱۔ مسند احمد: ۴/۶۲۱۱، ۴/۳۸۳۔ الاصابہ: ۴/۳۸۳، ۸۱۱۔ اسد الغابہ: ۵/۵۲۶۔

نے ان کو تین طلاقیں دیں، فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کی خالہ ہوتی تھیں کہلا بھیجا کہ میرے گھر چلی آؤ۔ مروان نے قبیصہ کو بھیجا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سبب دریافت کرو قبیصہ نے آکر کہا کہ آپ ایک عورت کو ایام عدت گزرنے سے قبل کیوں گھر سے نکالتی ہیں، بولیں اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہی حکم دیا تھا۔ اس کے بعد اپنا واقعہ بیان کیا اور اس کی قرآن مجید سے تائید کی قرآن مجید میں ہے۔

﴿إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ

لَا تَخْرُجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيَّنَةٍ﴾ ❁

”جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کو عدت کے وقت تک طلاق دو اور عدت کو شمار کرو

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ نکلیں مگر یہ کہ کھلی

ہوئی بے حیائی کی مرتکب ہوں۔“

یہ مراجعہ کی صورت تھی اس کے بعد ہے۔

﴿فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ﴾ ❁

”پس جب میعاد کو پہنچ جائیں تو ان کو اچھی طرح روکے رکھو یا اچھی طرح جدا کر دو۔“

اس بنا پر تین مرتبہ کے بعد پھر کسی صورت کا احتمال نہیں ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ چونکہ

تمہارے نزدیک عورت جب تک حاملہ نہ ہو اس کا نفقہ نہ دینا چاہئے اس لئے اس کو روک رکھنا بالکل

بے کار ہے۔ (جب مروان کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اس گفتگو کی اطلاع ہوئی تو کہا یہ ایک عورت کی

بات ہے اور ان مطلقہ خاتون کو حکم دیا کہ اپنے گھر واپس آئیں چنانچہ وہ واپس آئیں اور وہیں عدت

گزاری۔) ❁

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند حدیثیں روایت کی ہیں، جو متعدد اشخاص کے ذریعہ

سے مروی ہیں، ان میں سے چند نام یہ ہیں۔

قاسم بن محمد ابوبکر بن ابوالجهم ابوسلمہ، سعید بن مسیب، عروہ، عبداللہ بن عبداللہ اسود، سلیمان بن

یسیار، عبداللہ البخی، محمد بن عبدالرحمان بن ثوبان، شعبی، عبدالرحمان ابن عاصم، تمیم۔

اخلاق

عادات و اخلاق نہایت شریفانہ تھے، شعبی جو ان کے شاگرد تھے ملنے کو آئے تو انہوں نے

چھوہارے کھلائے اور ستو پلایا۔ ❁

❁ ۲۵/الطلاق: ۲۔

❁ صحیح مسلم ج ۱ ص ۵۸۵۔

❁ مسند احمد ۶/۲۱۵۔

## حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا \*

### نام و نسب

شفاء نام قبیلہ قریش کے خاندان عدی سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے۔ شفاء بنت عبد اللہ بن عبد شمس بن خلف بن سدا بن عبد اللہ بن قرط بن زراح بن عدی ابن کعب بن لوی والدہ کا نام فاطمہ بنت وہب بن عمرو بن عاکذ بن عمر بن مخزوم تھا۔

### نکاح

ابوہشمہ بن حذیفہ عدوی سے نکاح ہوا۔

### اسلام

ہجرت کے قبل مسلمان ہوئیں۔ \*

### عام حالات

آنحضرت ﷺ سے ان کو بہت محبت تھی آپ ﷺ کبھی ان کے گھر تشریف لے جاتے تو آرام فرماتے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے لئے علیحدہ ایک بچھونا اور ایک تہدر رکھ چھوڑی تھی۔ چونکہ ان میں آنحضرت ﷺ کا پسینہ جذب ہوتا تھا یہ بڑی شہرک چیزیں تھیں۔ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کے بعد ان کی اولاد نے ان تبرکات کو نہایت احتیاط سے محفوظ رکھا۔ لیکن مروان نے ان سے یہ سب چیزیں لے لیں۔ \*

آنحضرت ﷺ نے ان کو ایک مکان بھی عنایت فرمایا تھا اور وہ اپنے بیٹے کے ساتھ اسی میں سکونت پذیر تھیں۔ \*

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کے ساتھ خاص رعایتیں کیں۔ چنانچہ ابن سعد میں ہے۔ كَانَ عَمْرُو يَقْدِمُهَا فِي الرَّأْيِ وَيَرْعَاهَا وَيَفْضِلُهَا وَرُبَّمَا وَلَّاهَا شَيْئًا مِنْ أَهْلِ السُّوقِ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو رائے میں مقدم رکھتے ان کی فضیلت کی رعایت کرتے اور

\* ترجمہ الاصابہ: ۳/۶۲۲، ۳۳۱۔ اسد الغابہ: ۵/۳۸۶۔ \* الاصابہ: ۳/۶۲۲، ۳۳۱۔

\* اسد الغابہ: ۵/۳۸۶۔ الاصابہ: ۳/۶۲۲، ۳۳۱۔ \* الاصابہ: ۳/۶۲۲، ۳۳۱۔ اسد الغابہ: ۵/۳۸۶۔

\* الاصابہ: ۳/۳۳۱۔ اسد الغابہ: ۵/۳۸۶۔ نساء حول الرسول ﷺ ص ۲۲۹۔

ان کو بازار کا اہتمام سپرد کرتے تھے۔

## وفات

وفات کا سنہ معلوم نہیں۔

## اولاد

اولاد میں دو کا پتہ چلتا ہے سلیمان اور ایک لڑکی جو شریحیل بن حسنہ کو منسوب تھی۔

## فضل و کمال

جاہلیت میں دو چیزوں میں مشہور تھیں، جھاڑ پھونک اور لکھنا، جھاڑ پھونک کے متعلق آنحضرت ﷺ سے انہوں نے استفتا کیا تھا آنحضرت ﷺ نے اجازت دی تھی اور فرمایا تھا۔ کہ حصہ نبی ﷺ کو بھی سکھا دو۔ لکھنے کے متعلق یہی ارشاد ہوا تھا۔ ﴿چونٹی کے کاٹے میں یہ متر پڑھتی تھیں۔﴾  
 ((بِسْمِ اللَّهِ صَلَوَ صَلْبِ جَبَرِ تَعُوذًا مِنْ أَفْوَاهِهَا فَلَا تَضُرُّ أَحَدًا اللَّهُمَّ

اَكْشِفِ الْبَاسَ رَبِّ النَّاسِ)) ﴿

حضرت شفاء نبی ﷺ نے آنحضرت ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں۔ جن کی تعداد صاحب خلاصہ کے نزدیک ۱۲ ہے۔ راویوں میں ان کے بیٹے اور دو پوتے ابو بکر و عثمان اور ابوسلمہ، حضرت حصہ نبی ﷺ اور ابواسحاق شامل ہیں۔

## اخلاق

اسد الغابہ میں ہے۔

كَانَتْ مِنْ عُقْلَاءِ النِّسَاءِ وَفَضْلَاهِنَّ. ﴿

”یعنی وہ بڑی عاقلہ اور فاضلہ تھیں“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ان کو بلا کر ایک چادر عنایت کی اور عاتکہ بنت اسید کو ان سے بہتر چادر دی تو بولیں تمہارے ہاتھ غبار آلود ہوں ان کو مجھ سے بہتر چادر دی حالانکہ میں ان سے پہلے مسلمان ہوئی، تمہاری بنت عم بھی ہوں۔ اس کے علاوہ تم نے مجھ کو طلب کیا تھا اور یہ خود چلی آئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں تمہیں عمدہ چادر دیتا کیونکہ جب یہ آنکھیں تو مجھے ان کی رعایت کرنی پڑی کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ سے نسبتاً قریب تر ہیں۔ ﴿

﴿ الاصابہ: ۳/۳۴۱۔ اسد الغابہ: ۵/۳۸۷۔ الاصابہ: ۳/۳۴۲۔ ۲۲۲۔

﴿ اسد الغابہ: ۵/۳۸۶۔ الاصابہ: ۳/۳۴۱۔ ۲۲۲۔ ﴿ اسد الغابہ: ۵/۳۹۷۔

## حضرت زینب بنت ابی معاویہ رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

زینب رضی اللہ عنہا نام راکھ عرف قبیلہ ثقیف سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ زینب بنت عبداللہ بنی معاویہ بن معاویہ بن عتاب بن اسعد بن غاضرہ بن حطیط بن ہشام ابن ثقیف۔

### نکاح

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا۔ چونکہ ان کا کوئی ذریعہ معاش نہ تھا اور زینب رضی اللہ عنہا دستکار تھیں اس لئے اپنے شوہر اور اولاد کی خود کفیل ہوئیں۔ ایک دن کہنے لگیں کہ تم نے اور تمہاری اولاد نے مجھ کو صدقہ و خیرات سے روک رکھا ہے جو کچھ کماتی ہوں تم کو کھلا دیتی ہوں، بھلا اس میں میرا کیا فائدہ؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم اپنے فائدہ کی صورت نکال لو مجھ کو تمہارا نقصان منظور نہیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور عرض کی کہ میں دستکار ہوں اور جو کچھ اس سے پیدا کرتی ہوں شوہر اور بال بچوں پر صرف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ میرے شوہر کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ اس بنا پر میں محتاجوں کو صدقہ نہیں دے سکتی اس حالت میں کیا مجھ کو کچھ ثواب ملتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تم کو ان کی خبر گیری کرنا چاہیے۔

### عام حالات

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے حالات بہت کم معلوم ہیں، سال وفات کا بھی یہی حال ہے۔

### اولاد

ابو عبیدہ جو اپنے زمانہ کے مشہور محدث گزرے ہیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نور نظر تھے۔

### فضل و کمال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے چند احادیث روایت کیں، ان راویوں میں حسب ذیل اصحاب ہیں ابو عبیدہ، عمرو بن حارث بن ابی ضرار، بسر بن سعید، عبید بن سبا، کلثوم، محمد بن عمرو بن حارث۔

صحیح مسلم

منداحمہ: ۶/۳۶۲۔ الاصابہ: ۳/۵۰۰۔

## اخلاق

بارگاہ نبوت میں ان کو مخصوص درجہ حاصل تھا۔ اکثر آپ کے مکان میں آتی جاتی تھیں ایک دن وہ آپ کے سر کی جویں دیکھ رہی تھیں، مہاجرین کی اور عورتیں بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایک مسئلہ پیش ہوا تو انہوں نے اپنا کام چھوڑ کر بولنا شروع کیا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم آنکھ سے نہیں بولتی ہو کام بھی کرو اور گفتگو بھی۔ ❁



## حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

اسماء نام ام سلمہ کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے۔ اسماء بنت یزید بن اسکن بن رافع بن امراء القیس بن زید بن عبدالاشمل بن حشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔

### اسلام

ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں اور چند عورتوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیعت کے لئے آئیں، آپ صحابہ کے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ ”مسلمان عورتوں کی طرف سے ایک پیغام لے کر آئی ہوں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرد و عورت سب کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ ہم نے آپ ﷺ کی پیروی کی ہے اور آپ ﷺ پر ایمان لائے ہیں۔ لیکن ہماری حالت مردوں سے بالکل جدا گانہ ہے۔ ہم پردہ نشین ہیں اس لئے جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہو سکتیں۔ اور مرد جمعہ اور جماعت میں شریک ہوتے ہیں، مریضوں کی عیادت کرتے ہیں، نماز جنازہ پڑھتے ہیں، حج کو جاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جہاد کرتے ہیں لیکن ان تمام صورتوں میں ہم گھر میں بیٹھ کر ان کی اولاد کو پالتی ہیں، گھروں کی حفاظت کرتی ہیں، کپڑوں کے لئے چرخہ کااتی ہیں، تو کیا اس صورت میں ہم کو بھی ثواب ملے گا۔“ آنحضرت ﷺ نے سنا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم نے کسی عورت سے ایسی گفتگو بھی سنی ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں آپ نے اسماء رضی اللہ عنہا کو جواب دیا کہ عورت کے لئے شوہر کی رضا جوئی نہایت ضروری چیز ہے، اگر وہ فرائض زوجیت ادا کرتی ہے اور شوہر کی مرضی پر چلتی ہے تو مرد کو جس قدر ثواب ملتا ہے عورت کو بھی اسی قدر ملتا ہے۔

جامع ترمذی، ابن سعد اور مسند ابن حنبل میں اس بیعت کا کسی قدر تذکرہ آیا ہے۔ مسند میں ہے کہ اس بیعت میں اسماء کی خالہ بھی شریک تھیں، جو سونے کے کنگن اور انگوٹھیاں پہنے تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ بولیں نہیں، فرمایا تو کیا تم کو یہ پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ آگ کے کنگن اور انگوٹھیاں پہنائے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا خالہ ان کو اتار دو چنانچہ فوراً تمام چیزیں اتار کر پھینک دیں، اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم زیور نہ پہنیں گی تو شوہر بے وقعت سمجھے گا۔ ارشاد

❦ الاصابۃ: ۵۸، ۲۳۳/۳۔ اسد الغابۃ: ۵/۳۹۸۔ ❦ اسد الغابۃ: ۵/۳۹۸۔



ہوا ”تو پھر چاندی کے زیور بنواؤ اور ان پر زعفران مل لو کہ سونے کی چمک پیدا ہو جائے“ غرض ان باتوں کے بعد جب بیعت کا وقت آیا تو آنحضرت ﷺ نے زبانی چندا قرار کرائے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں اپنا ہاتھ بڑھائیے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ نگن کا واقعہ خود حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا تھا۔ ❁

## عام حالات

اھ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی اور وہ میکہ سے کاشانہ نبوت میں آئیں، تو جن عورتوں نے ان کو سنوارا تھا ان میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی داخل تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جلوے میں بٹھا کر آنحضرت ﷺ کو اطلاع کی آپ ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے کسی نے دودھ پیش کیا تو تھوڑا سا پی کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا، ان کو شرم معلوم ہوئی اور سر جھکا لیا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ڈانٹا کہ رسول اللہ ﷺ جو دیتے ہیں لے لو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دودھ لے کر کسی قدر پی لیا اور پھر آنحضرت ﷺ کو واپس کر دیا، آنحضرت ﷺ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو دیا، انہوں نے پیالہ کو گھٹنے پر رکھ کر گردش دینا شروع کیا کہ جس طرف سے آنحضرت ﷺ نے نوش فرمایا تھا وہاں بھی منہ لگ جائے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اور عورتوں کو بھی دو لیکن سب نے جواب دیا کہ ہم کو اس وقت خواہش نہیں ہے ارشاد ہوا ”بھوک کے ساتھ جھوٹ بھی؟“ ❁

۱۵ھ میں یرموک کا واقعہ پیش آیا اس میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے خیمہ کی چوب سے ۹

رومیوں کو قتل کیا۔ ❁

## وفات

یرموک کے بعد مدت تک زندہ رہیں اور پھر وفات پائی، وفات کا سال معلوم نہیں ہے۔

## فضل و کمال

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ سے چند احادیث روایت کی ہیں جن کے راوی اصحاب ذیل ہیں محمود بن عمرو، انصاری، مہاجر بن ابی مسلم، شہر بن حوشب، مجاہد، اسحاق بن راشد، لیکن ان

❁ مسند احمد: ۶/۲۵۲ ❁ مسند احمد: ۶/۲۵۸

❁ الاصابہ: ۳/۵۸۲، ۳۳۵ اسد الغابہ: ۵/۳۹۸

میں سب سے زیادہ شہر بن حوشب نے روایتیں کی ہیں۔

## اخلاق

استیعاب میں ہے۔

كَانَتْ مِنْ ذَوَاتِ الْعَقْلِ وَالِدِّينِ

”یعنی وہ عقل اور دین دونوں سے متصف تھیں۔“

آنحضرت ﷺ کی خدمت کرتی تھیں۔ ❁ ایک مرتبہ ناقہ غضباء کی مہار تھاے تھیں کہ آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوئی ان کا بیان ہے کہ وحی کا اتنا بار تھا کہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں اونٹنی کے ہاتھ پاؤں نہ ٹوٹ جائیں۔ ❁

حضرت اسماءؓ اکثر اوقات کا شانہ نبوت میں حاضر ہوتیں ایک مرتبہ بیٹھی تھیں کہ آنحضرت ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا گھر میں کہرام مچ گیا۔ آنحضرت ﷺ دوبارہ واپس آئے تو وہی حالت قائم تھی فرمایا کیوں روتی ہو؟ حضرت اسماءؓ نے کہا ہماری حالت یہ ہے کہ لونڈی آنا گوندھنے بیٹھی ہے، ہم کو سخت بھوک ہوتی ہے وہ پکا کر فارغ نہیں ہوتی کہ ہم بھوک سے بیتاب ہو جاتے ہیں۔ پھر دجال کے زمانہ میں جو قحط پڑے گا اس پر کیونکر صبر کر سکیں گے (یعنی فوراً اس کے دام میں پھنس جائیں گے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس دن تسبیح اور تکبیر بھوک سے بچائے گی۔ پھر کہا رونے کی ضرورت نہیں اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو میں خود سینہ سپر ہوں گا۔ ورنہ میرے بعد اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی حفاظت کرے گا۔ ❁

مہمان نواز تھیں ایک بار حضرت شہر بن حوشب آئے تو انہوں نے ان کے سامنے کھانا رکھا (حضرت شہر بن حوشب نے) انکار کیا تو آنحضرت ﷺ کا ایک واقعہ بیان کیا جس سے یہ اشارہ مقصود تھا کہ انکار مناسب نہیں ہے انہوں نے کہا اب دوبارہ ایسی غلطی نہ کروں گا۔ ❁



## حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا ❁

نام و نسب

ام الدرداء دو تھیں۔ اور دونوں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ لیکن جو بڑی تھیں وہ صحابیہ ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے قول کے مطابق ان کا نام خیرہ تھا اور ابودرداء سلمیٰ کی صاحبزادی تھیں۔

وفات

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے دو سال قبل شام میں وفات پائی یہ خلافت عثمانی کا زمانہ تھا۔

فضل و کمال

حافظ ابن عبد البر لکھتے ہیں۔

كَانَتْ مِنْ فُضِّلَى النِّسَاءِ وَ عَقْلَانِهِنَّ وَ ذَوَاتِ الرَّأْيِ فِيهِنَّ ❁  
”وہ بڑی عاقلہ اور فاضلہ اور صاحب الرائے تھیں۔“

آنحضرت ﷺ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں ان کے شاگرد میمون بن مہران ہیں جن کی سماعت پر جمہور کا اتفاق ہے حافظ ابن عبد البر نے بعض اور راویوں کے نام بھی لکھے ہیں لیکن یہ سخت غلطی ہے کیونکہ ان میں سے کسی نے ام الدرداء رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا۔

اخلاق

نہایت عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ ❁



❁ اسد الغابہ: ۵۸۰/۵۔ الاصابہ: ۳/۲۹۵۔ ❁ اسد الغابہ: ۵۸۱/۵۔ الاصابہ: ۳/۲۹۵۔

❁ الاصابہ: ۳/۲۹۵۔

## حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا

36

### نام و نسب

قریش کے خاندان مخزوم سے تھیں۔ باپ کا نام حارث بن ہشام بن المغیرہ اور ماں کا نام فاطمہ بنت الولید تھا۔ فاطمہ حضرت خالد بن الولید کی ہم شیر تھیں۔

### نکاح

عکرمہ بن ابوجہل سے (جوان کے ابن عم تھے) شادی ہوئی۔

### عام حالات

غزوہ احد میں کفار کے ساتھ شریک تھیں۔ لیکن جب ۸ھ میں مکہ فتح ہوا تو پھر اسلام سے چارہ نہ تھا۔ ان کا خسر (ابوجہل) مکہ میں اسلام کا سب سے بڑا دشمن اور کفر کا سرغنہ رہ چکا تھا۔ شوہر (عکرمہ) کی رگوں میں بھی اسی کا خون دوڑتا تھا۔ ماموں (خالد) بھی مدت سے اسلام سے برسر پیکار رہ چکے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ام حکیم رضی اللہ عنہا نے اپنی فطری سلامت روی کی بنا پر فتح مکہ میں اسلام قبول کرنے میں بہت عجلت کی۔ ان کے شوہر جان بچا کر یمن بھاگ گئے تھے۔ ام حکیم رضی اللہ عنہا نے ان کے لئے امن کی درخواست کی تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن عفو نہایت کشادہ تھا۔ غرض یمن جا کر ان کو واپس لائیں اور عکرمہ نے صدق دل سے اسلام قبول کیا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے مسلمان ہو کر اپنے تمام گناہوں کا کفارہ ادا کیا نہایت خوشی سے غزوات میں شرکت کی اور بڑی پامردی اور جانبازی سے لڑے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں رومیوں سے جنگ چھڑی تو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہا ام حکیم رضی اللہ عنہا کو لے کر شام گئے اور اجنادین کے معرکہ میں داد شجاعت دیکر شہادت حاصل کی۔ حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا نے عدت کے بعد خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا۔ ۴۰۰ دینار حق مہر مقرر ہوا اور رسم عروسی ادا کرنے کی تیاریاں ہوئیں۔ چونکہ نکاح مرج الصفر میں ہوا تھا جو دمشق کے قریب ہے اور ہر وقت رومیوں کے حملہ کا اندیشہ تھا۔ حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابھی توقف کرو لیکن خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اسی معرکہ میں اپنی شہادت کا یقین ہے۔ غرض ایک بل کے پاس جواب قطرہ ام حکیم رضی اللہ عنہا کہلاتا ہے رسم عروسی ادا ہوئی۔ دعوت ولیمہ سے لوگ فارغ

نہیں ہوئے تھے کہ رومی آپہنچے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ خالد میدان جنگ میں گئے اور شہادت حاصل کی۔ حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا اگرچہ عروس تھیں تاہم انھیں کپڑوں کو باندھا اور خیمہ کی چوب اکھاڑ کر کفار پر حملہ کیا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ انہوں نے اس چوب سے سات کافروں کو قتل کیا تھا۔ ❁

## وفات

حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا کی وفات کا زمانہ معلوم نہیں اور اولاد کا بھی یہی حال ہے۔



## حضرت خنساء رضی اللہ عنہا \*

### نام و نسب

تماضر نام خنساء لقب قبیلہ قیس کے خاندان سلیم سے ہیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ خنساء بنت عمرو بن الشرید بن رباح بن یقط بن عصبہ بن خفاف بن امراء القیس بن ہیشہ ابن سلیم بن منصور بن عکرمہ بن خفصہ بن قیس بن عیلان بن مضر نجد کی رہنے والی تھیں۔

### نکاح

پہلا نکاح قبیلہ سلیم کے ایک شخص رواحہ بن عبدالعزیٰ سے ہوا۔ اس کے انتقال کے بعد مرواس بن ابوعامر کے عقد نکاح میں آئیں۔ \*

### اسلام

پیری کا زمانہ تھا کہ مکہ کے افق سے ماہتاب رسالت طلوع ہوا۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کو خبر ہوئی۔ تو اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ مدینہ میں آئیں اور مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ دیر تک ان کے اشعار سنتے اور تعجب کرتے رہے۔ یہ ہجرت کے بعد کا واقعہ ہے۔

### عام حالات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب قادسیہ (عراق) میں جنگ ہوئی تو حضرت خنساء رضی اللہ عنہا اپنے چار بیٹوں کو لے کر میدان میں آئیں اور ان کو مخاطب کر کے یہ نصیحت کی پیارے بیٹو! ”تم نے اسلام اور ہجرت اپنی مرضی سے اختیار کی ہے ورنہ تم اپنے ملک کو بھاری نہ تھے اور نہ تمہارے یہاں قحط پڑا تھا باوجود اس کے تم اپنی بوڑھی ماں کو یہاں لائے اور فارس کے آگے ڈال دیا۔ اللہ کی قسم! تم ایک ماں اور باپ کی اولاد ہو میں نے نہ تمہارے باپ سے خیانت کی اور نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا۔ تم جانتے ہو کہ دنیا فانی ہے اور کفار سے جہاد کرنے میں بڑا ثواب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا﴾ \* اس بنا پر صبح اٹھ کر لڑنے کی تیاری کرو اور آخر وقت تک لڑو“ \* چنانچہ بیٹوں نے ایک ساتھ باگیں اٹھائیں اور نہایت جوش

1 اسد الغابہ: ۳۳۱/۵۔ 2 اشعر و اشعر: ۲۶۰/۱۔

3 ۳/ آل عمران: ۲۰۰۔ 4 اسد الغابہ: ۳۳۲/۵۔

میں رجز پڑھتے ہوئے بڑھے اور شہید ہوئے۔ حضرت خساءؓ کو خبر ہوئی تو اللہ کا شکر ادا کیا۔  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُن کے لڑکوں کو ۲۰۰ درہم سالانہ وظیفہ عطا کرتے تھے۔ ان کی شہادت کے بعد یہ رقم حضرت خساءؓ کو ملتی رہی۔ ❀

## وفات

اس واقعہ کے دس برس کے بعد حضرت خساءؓ نے وفات پائی۔ سال وفات ۲۴ھ ہے۔

## اولاد

چار لڑکے تھے جو قادیہ میں شہید ہوئے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ عبداللہ ابو شجرہ (پہلے شوہر سے تھے) زید معاویہ۔ (دوسرے شوہر سے)

## فضل و کمال

اقسام سخن میں سے مرثیہ میں حضرت خساءؓ اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔

صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ بِالشَّعْرِ أَنَّه لَمْ تَكُنْ إِمْرَأَةً قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا شَعَرَ مِنْهَا ❀  
”یعنی ناقدان سخن کا فیصلہ ہے کہ خساءؓ کے برابر کوئی عورت شاعرہ نہیں پیدا ہوئی۔“

لیلائے اذیلیہ کو شعرا نے تمام شاعر عورتوں کا سر تاج تسلیم کیا ہے۔ تاہم اس میں بھی حضرت خساءؓ متشبیٰ رکھی گئی ہیں۔ ❀ بازار عکاظ میں جو شعرا نے عرب کا سب سے بڑا مرکز تھا، حضرت خساءؓ کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ ان کے خیمہ کے دروازے پر ایک علم نصب ہوتا تھا جس پر یہ الفاظ لکھے تھے۔ اَرْفَى الْعَرَبِ یعنی عرب میں سب سے بڑی مرثیہ گو۔ نابغہ جو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا شاعر تھا، اس کو حضرت خساءؓ نے اپنا کلام سنایا تو بولا کہ اگر میں ابوبصیر (اعشى) کا کلام نہ سن لیتا تو تجھ کو تمام عالم میں سب سے بڑا شاعر تسلیم کرتا۔ ❀

حضرت خساءؓ ابتداءً ایک دو شعر کہتی تھیں، لیکن صحر کے مرنے سے ان کو جو صدمہ پہنچا اس نے ان کی طبیعت میں ایک ہجوان پیدا کر دیا تھا۔ چنانچہ کثرت سے مرثیے لکھے ہیں۔ یہ شعر خاص طور

❀ اسد الغابہ: ۲۳۲/۵ ❀ اسد الغابہ: ۲۳۱/۵

❀ اشعر و اشعراء: ۲۶۱/۱ ❀ اشعر و اشعراء: ۲۶۱/۱

پر مشہور ہے۔

(وَإِنَّ صَخْرًا لَّنُتِمَّ الْهَدْرَةَ بِهِ كَأَنَّهُ عَلِمَ فِي رَأْسِهِ نَارًا)  
 ”صخر کی بڑے بڑے لوگ اقتدا کرتے ہیں گویا وہ ایک پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر  
 آگ روشن ہے۔“

حضرت خساءؓ کا دیوان بہت ضخیم ہے جو ۱۸۸۸ء میں بیروت سے مع شرح کے چھاپا گیا  
 ہے۔ اس میں حضرت خساءؓ کے ساتھ ۶۰ عورتوں کے اور بھی مرثیے شامل ہیں۔ ۱۸۸۹ء میں  
 اس کا فرنچ زبان میں ترجمہ ہوا اور دوبارہ طبع کیا گیا۔





## حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا \*

### نام و نسب

نام معلوم نہیں۔ ام حرام کنیت تھی، قبیلہ خزرج کے خاندان بنو نجار سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ ام حرام بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جند بن عامر بن غنم بن عدی ابن نجار والدہ کا نام ملکہ تھا جو مالک بن عدی بن زید بن مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار کی دختر تھیں۔ اس بنا پر ام حرام حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بہن اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خالہ ہوتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ سے بھی ان کا یہی رشتہ تھا۔

### نکاح

عمرو بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا۔ \* لیکن جب انہوں نے غزوہ احد میں شہادت پائی تو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے۔

### عام حالات اور وفات

آنحضرت ﷺ جب کبھی قبا کی طرف تشریف لے جاتے تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر آتے اور کھانا نوش فرماتے تھے۔ \* حجۃ الوداع کے بعد ایک روز آپ ﷺ تشریف لائے اور کھانا کھا کر آرام فرمایا تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے جویں دیکھنا شروع کیا، تو آپ کو نیند آ گئی۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد مسکراتے ہوئے اٹھے اور فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ کہ ”میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں غزوہ کے ارادہ سے سوار ہیں۔“ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا ”یا رسول اللہ ﷺ دعا کیجئے کہ میں بھی ان میں شامل ہوں۔“ آپ نے دعا کی اور پھر آرام فرمایا: کچھ دیر کے بعد پھر مسکراتے ہوئے اٹھے اور اسی خواب کا اعادہ کیا۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے پھر اپنی شرکت کے لئے دعا کی درخواست کی۔ فرمایا تم پہلی جماعت کے ساتھ ہو اس خواب کی تعبیر ۲۸ھ میں پوری ہوئی۔

\* تہذیب التہذیب: ۱۲/۲۸۹، ۲۹۲۷۔ الاصابۃ: ۴/۱۲۱۵، ۱۲۱۵۔ اسد الغابۃ: ۵/۵۷۷۔

\* تہذیب التہذیب: ۱۲/۲۸۹۔ اسد الغابۃ: ۵/۵۷۷۔

\* الاصابۃ: ۴/۱۲۱۵، ۱۲۱۵۔ اسد الغابۃ: ۵/۵۷۷۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام کے حاکم تھے۔ انہوں نے متعدد بار جزائر پر حملہ کرنے کی خواہش ظاہر کی، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت نہیں دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں انہوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا تو اجازت ملی۔ انہوں نے جزیرہ قبرس (سائپرس) پر حملہ کرنے کے لئے ایک بیڑا تیار کیا۔ اس حملہ میں بہت سے صحابہ شریک تھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا بھی ان ہی میں داخل تھیں۔ \* بیڑا حمص کے ساحل سے روانہ ہوا اور قبرس فتح ہو گیا۔ \* واپسی میں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سواری پر چڑھ رہی تھیں کہ نیچے گریں اور جاں بحق تسلیم ہوئیں۔ لوگوں نے وہیں ان کو دفن کر دیا۔ \*

## اولاد

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سے ۳ لڑکے پیدا ہوئے۔ پہلے شوہر سے قیس اور عبداللہ اور حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے محمد۔

## فضل و کمال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند حدیثیں روایت کیں۔ راویوں میں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، عمرو بن اسود، عطاء بن یسار اور یعلیٰ بن شداد بن اوس ہیں۔



\* اسد الغابہ: ۵/۵۷۵۔ الاصابہ: ۳/۲۳۱۔ زرقانی/ج: ۲۱۔

\* بخاری: کتاب الاستیعاد باب من زادوا فقال عندہم، رقم: ۶۲۸۲۔

## حضرت ام ورقہ بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب

نام معلوم نہیں، ام ورقہ کنیت اور انصار کے کسی قبیلہ سے تھیں، سلسلہ نسب یہ ہے، ام ورقہ بنت عبد اللہ بن حارث بن عویم بن نوفل۔

اسلام

ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں۔

غزوات

غزوہ بدر پیش آیا تو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے شرکت کی اجازت مانگی کہ مریضوں کی تیمارداری کروں گی، ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں شہادت نصیب ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”تم گھر میں رہو اللہ تعالیٰ تم کو وہیں شہادت عطا فرمائے گا۔“

شہادت

چونکہ قرآن پڑھی ہوئی تھیں اور آنحضرت ﷺ نے ان کو عورتوں کا امام بنایا تھا اس لئے درخواست کی کہ ایک موذن بھی مقرر فرمائیے۔ چنانچہ موذن اذان دیتا اور وہ عورتوں کی امامت کرتی تھیں۔ راتوں کو قرآن پڑھا کرتیں۔ انہوں نے ایک لونڈی اور ایک غلام کو مدبر بنایا یعنی اس شرط پر آزادی کا وعدہ کیا تھا کہ میرے بعد تم آزاد ہو۔ ان بد بختوں نے اس وعدے سے (نا جائز) فائدہ اٹھانا چاہا اور رات کو ایک چادر ڈال کر ان کا کام تمام کر دیا۔ یہ خلافت فاروقی کا واقعہ ہے۔ صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا، آج خالہ کے پڑھنے کی آواز نہیں آئی۔ معلوم نہیں کیسی ہیں؟ مکان میں گئے تو دیکھا کہ ایک چادر میں لپیٹی ہوئی ہیں نہایت افسوس ہوا اور فرمایا اللہ اور رسول نے سچ کہا تھا۔ آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ”شہیدہ کے گھر چلو۔“ اس کے بعد منبر پر تشریف لائے اور کہا کہ غلام اور لونڈی دونوں گرفتار کئے جائیں۔ چنانچہ وہ گرفتار ہو کر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو سولی پر لٹکا دیا (یہ دونوں وہ پہلے مجرم ہیں جن کو مدینہ منورہ میں سولی دی گئی)۔

الاصابہ: ۳/۵۰۵، ۱۵۳۲، اسد الغابہ: ۵/۶۳۶۔ عورتوں کی امامت کے متعلق دیباچہ کے صفحہ ۶ پر

ایک نوٹ ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔ اسد الغابہ: ۵/۶۳۶، ۵۰۵، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳۔

## حضرت ہند رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

ہند نام قبیلہ قریش سے تھیں، سلسلہ نسب یہ ہے۔ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ ہند کا باپ قریش کا سب سے معزز رئیس تھا۔

### نکاح

فاکہ بن مغیرہ مخزومی سے نکاح ہوا۔ لیکن پھر کمی وجہ سے جھگڑا ہو گیا تو ابوسفیان بن حرب کے عقد میں آئیں جو قبیلہ امیہ کے مشہور سردار تھے۔

### عام حالات

عتبہ ابوسفیان اور ہند تینوں کو اسلام سے سخت عداوت تھی اور وہ اسلام کی غیر معمولی ترقی کو نہایت رشک سے دیکھتے تھے۔ اور حتی الامکان اس کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتے تھے۔ ابو جہل ان سب کا سردار تھا۔ لیکن جب بدر کے معرکہ میں جو اسلام اور کفر کا پہلا معرکہ تھا قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ابو جہل اور عتبہ وغیرہ بھی قتل ہو گئے تو ابوسفیان بن حرب نے جو عتبہ کے داماد تھے اس کی جگہ لی اور ابو جہل کی طرح مکہ میں ان کی سیادت مسلم ہو گئی۔ چنانچہ بدر کے بعد سے جس قدر معرکہ پیش آئے ابوسفیان رضی اللہ عنہ سب میں پیش پیش تھے۔ غزوہ احدا ان ہی کے جوش انتقام کا نتیجہ تھا۔ اس موقع پر ان کے ساتھ ان کی بیوی ہند بھی آئی تھیں جنہوں نے اپنے باپ کے انتقام میں سنگ دلی اور خونخواری کا ایسا خوفناک منظر پیش کیا جس کے تخیل سے بھی جسم لرز اٹھتا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ انہوں نے عتبہ کو قتل کیا تھا۔ ہند ان کی فکر میں تھیں۔ چنانچہ انہوں نے وحشی کو جو جبر بن مطعم کے غلام اور حربہ اندازی میں کمال رکھتے تھے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر آمادہ کیا تھا (یہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے قتل از اسلام کا واقعہ ہے) اور یہ طے ہوا کہ اس کام کے صلہ میں وہ آزاد کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جب ان کے برابر آئے تو وحشی نے حربہ پھینک کر مارا جو ناف میں لگا اور پار ہو گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کرنا چاہا، لیکن لڑکھڑاکر گر پڑے اور روح پرواز کر گئی۔

اسد الغابۃ: ۵/۵۶۲۔ الاصابۃ: ۳/۴۵۵، ۱۱۰۳۔ الطبقات: ۸/۱۷۰۔

خاتونان قریش نے انتقام بدر کے جوش میں مسلمانوں کی لاشوں سے بھی بدلہ لیا تھا۔ ان کے ناک کان کاٹ لئے۔ ہند نے ان پھولوں کا بار بنایا اور اپنے گلے میں ڈالا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر گئیں اور ان کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالا اور چبا گئیں۔ لیکن گلے سے اتر نہ سکا اس لئے اگل دینا پڑا۔ (حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ہند رضی اللہ عنہا کے یہ سب واقعات اسلام قبول کرنے سے پہلے کے ہیں) آنحضرت ﷺ کو اس فعل سے جس قدر صدمہ ہوا تھا اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ لیکن ایک اور چیز تھی جو ایسے نازک موقعوں پر بھی جبین رحمت کو شکن آلود نہیں ہونے دیتی تھی۔

## اسلام

چنانچہ جب مکہ فتح ہوا اور آنحضرت ﷺ لوگوں سے بیعت لینے کے لئے بیٹھے تو مستورات میں ہند رضی اللہ عنہا بھی آئیں۔ شریف عورتیں عموماً نقاب پہنتی تھیں ہند رضی اللہ عنہا بھی نقاب پہن کر آئیں جس سے اس وقت یہ غرض بھی تھی کہ کوئی ان کو پہچاننے نہ پائے۔ بیعت کے وقت انہوں نے نہایت دلیری سے باتیں کیں جو حسب ذیل ہیں۔

ہند: یا رسول اللہ! آپ ہم سے کن باتوں کا اقرار لیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔

ہند: یہ اقرار آپ نے مردوں سے تو نہیں لیا لیکن بہر حال ہم کو منظور ہے۔

رسول اللہ ﷺ: چوری نہ کرنا۔

ہند: میں اپنے شوہر کے مال میں سے کبھی کچھ لے لیا کرتی ہوں، معلوم نہیں یہ بھی جائز ہے یا نہیں؟

رسول اللہ ﷺ: اولاد کو قتل نہ کرنا۔

ہند: رَبَّنَا هُمْ أَصْغَارُ وَقَتْلَتُهُمْ كَبَاراً فَأَنْتَ أَعْلَمُ۔ ہم نے تو اپنے بچوں کو پالا

تھا بڑے ہوئے تو جنگ بدر میں آپ نے ان کو مار ڈالا اب آپ اور وہ باہم سمجھ لیں۔

(اس دیدہ دلیری کے باوجود) آنحضرت ﷺ نے ہند سے درگزر فرمایا (ہند کے قلب پر

اس کا بہت اثر ہوا)۔ اور ان کے دل نے اندر سے گواہی دی کہ آپ سچے پیغمبر ہیں۔ انہوں نے کہا

یا رسول اللہ! اس سے پہلے آپ کے خیمہ سے زیادہ میرے نزدیک کوئی مغوض خیمہ نہ تھا۔ لیکن اب

آپ کے خیمہ سے زیادہ کوئی محبوب خیمہ میرے نزدیک نہیں ہے۔ حضرت ہند رضی اللہ عنہا مسلمان

ہو کر گھر گئیں تو اب وہ ہند نہ تھیں۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ انہوں نے گھر جا کر بت توڑ ڈالا اور کہا کہ ہم

تیری طرف سے دھوکے میں تھے۔ ❁ (اسد الغابہ میں ان کے حسن اسلام کے متعلق لکھا ہے کہ  
اَسْلَمْتُ يَوْمَ الْفَتْحِ وَحَسُنَ اِسْلَامُهَا) ❁

## غزوات

فتح مکہ کے بعد اگرچہ اسلام کو علانیہ غلبہ حاصل ہو گیا تھا اور اس لئے عورتوں کو غزوات میں شریک ہونے کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ تاہم جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں روم و فارس کی مہم پیش آئی تو بعض مقامات میں اس شدت کا رن پڑا کہ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی تیغ و خنجر سے کام لینا پڑا۔ چنانچہ شام کی لڑائیوں میں جنگ یرموک ایک یادگار جنگ تھی۔ اس میں حضرت ہند رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ دونوں نے شرکت کی اور فوج میں رومیوں کے مقابلہ کا جوش پیدا کیا۔

## وفات

حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں انتقال کیا اسی دن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ نے بھی وفات پائی۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ ان کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نہیں بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوئی کتاب الامثال سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ اس میں مذکور ہے کہ جب حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے وفات پائی (ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی ہے) تو کسی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا مجھ سے ہند رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دو۔ انہوں نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ اب ان کو نکاح کرنے کی ضرورت نہیں۔ ❁

## اولاد

اولاد میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ زیادہ مشہور ہیں۔

## اخلاق

حضرت ہند رضی اللہ عنہا میں وہ تمام اوصاف موجود تھے جو ایک عرب عورت کے بابہ الامتیاز ہو سکتے ہیں۔ صاحب اسد الغابہ نے لکھا ہے۔

❁ الاصابۃ: ۳/۱۱۰۳، ۳۲۶/۸-۱۷۴/۸۔ ❁ اسد الغابۃ: ۵/۵۶۲۔  
❁ الاصابۃ: ۸/۲۰۶، ۵/۵۶۳۔

كَانَتْ امْرَأَةً لَهَا نَفْسٌ وَرَأَى وَعَقْلٌ ﴿٢﴾

”ان میں عزت نفس، غیرت رائے و تدبیر اور دانشمندی پائی جاتی تھی۔“

فیاض تھیں۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ان کو ان کے حوصلہ کے مطابق خرچ نہیں دیتے تھے۔ اسلام لانے کے وقت جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عہد لیا کہ چوری نہ کریں تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان رضی اللہ عنہ مجھے پورا خرچ نہیں دیتے، اگر ان سے چھپا کر لوں تو جائز ہے؟ آپ نے اجازت دی۔ ﴿٢﴾



## حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا \*

نام ونسب اور اسلام

ام کلثوم کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے۔ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ والدہ کا نام ارطوی بنت کریم تھا، اس بنا پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اخیانی بھائی بہن ہیں۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا باپ عقبہ بن ابی معیط قبیلہ امیہ کا ایک ممتاز شخص تھا۔ اس کو اسلام سے سخت عداوت تھی۔ لیکن اللہ کی قدرت دیکھو! کہ اس نے اسی ظلمت کدہ میں ایمان کا چراغ روشن کیا۔ یعنی اس کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

ہجرت

۷ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے مدینہ کی طرف ہجرت کی و خزانہ کے ایک شخص کے ہمراہ مکہ سے پایادہ روانہ ہوئیں۔ چونکہ بھاگ کر نکلی تھیں اس لئے ان کے بھائی پیچھے آئے مدینہ پہنچیں تو دوسرے دن وہ بھی پہنچ گئے۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے فریاد کی کہ مجھ کو اپنے ایمان کا خوف ہے میں عورت ہوں اور عورتیں کمزور ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح نامہ میں یہ شرط کی تھی۔ کہ قریش کا کوئی آدمی مدینہ آئے گا تو واپس کر دیا جائے گا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر ہوئی۔ لیکن چونکہ اس میں عورتیں داخل نہ تھیں اس لئے ان کے متعلق خاص یہ آیت اتری۔ \*

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ۚ اللَّهُ أَعْلَمُ

بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۖ \*

”مسلمانوں! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کو جانچ لو اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے اب اگر تم کو معلوم ہو کہ وہ مسلمان ہیں تو ان کو کافروں کے ہاں واپس نہ بھیجو۔“

آپ نے اس کے مطابق حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

نکاح

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اب تک کنواری تھیں اس لئے حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ سے کہ بڑے

\* الطبقات: ۸/۱۶۷-۱۶۸، الاصابہ: ۳/۳۹۱-۱۳۷۵، اسد الغابہ: ۵/۶۱۳۔

\* الطبقات: ۸/۱۶۷-۱۶۸، الاستیعاب: ۶۰/۱۰۔



رتبہ کے صحابی تھے۔ ان کا نکاح کیا گیا۔ لیکن جب زید رضی اللہ عنہ نے غزوہ موتہ میں شہادت پائی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام کے نکاح میں آئیں۔ لیکن انہوں نے طلاق دے دی اور حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بن عوف سے نکاح ہوا۔ ان کی وفات کے بعد حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص سے نکاح پڑھایا اور یہ آخری نکاح تھا۔

## وفات

ایک مہینہ کے بعد وفات پائی۔ اس زمانہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ والی مصر تھے۔

## اولاد

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کوئی اولاد نہیں پیدا ہوئی۔ لیکن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے زینب اور حضرت عبدالرحمن بن عوف سے ابراہیم حمید محمد اور اسماعیل پیدا ہوئے۔

## فضل و کمال

حمید اور ابراہیم نے ان سے کچھ حدیثیں روایت کی ہیں۔



## حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا

### نام و نسب

نام زینب قبیلہ مخزوم سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے۔ زینب بنت ابی سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن عمرو بن مخزوم۔ حبشہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے وطن سے پیدا ہوئیں اور ان ہی کے ساتھ کچھ زمانہ کے بعد مدینہ کو ہجرت کی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ نے دودھ پلایا۔ پہلے برہ نام تھا۔ آنحضرت ﷺ نے زینب نام رکھا۔

### عام حالات

سنہ ۴ھ میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی، تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں اس وقت زینب رضی اللہ عنہا شیرخوار تھیں، والدہ ماجدہ کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے آغوش تربیت میں آئیں آنحضرت ﷺ کو ان سے محبت تھی، پیروں چلنے لگی تو آنحضرت ﷺ کے پاس آتیں آپ غسل فرماتے تو ان کے منہ پر پانی چھڑکتے تھے لوگوں کا بیان ہے کہ اس کی یہ برکت تھی کہ بڑھاپے تک ان کے چہرے پر شباب کا آب و رنگ باقی رہا۔

حضرت عبداللہ بن زمعہ بن اسود اسدی سے شادی ہوئی، دو لڑکے پیدا ہوئے جن میں ایک کا نام ابوعبیدہ تھا۔ سنہ ۶۳ھ میں حرہ کی لڑائی میں دونوں کام آئے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے سامنے ان کی لاشیں لا کر رکھی گئیں، انہوں نے اناللہ پڑھا اور کہا کہ ”مجھ پر بہت بڑی مصیبت پڑی ایک تو میدان میں لڑ کر قتل ہوا لیکن دوسرا تو خانہ نشین تھا لوگوں نے اس کو گھر میں گھس کر مارا۔“

### وفات

بیٹوں کے قتل ہونے کے بعد ۱۰ برس زندہ رہیں اور ۷۳ھ میں انتقال فرمایا۔ یہ طارق کی

حکومت کا زمانہ تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جنازہ میں تشریف لائے۔

❖ الاصابۃ ۴/۳۸۲، ۳۱۷/۵۔ اسد الغابہ ۵/۳۶۸۔ تہذیب التہذیب ۱۲/۳۵۰، رقم ۲۸۰۱۔

❖ الاصابۃ ۴/۳۸۲، ۳۱۷/۵۔ تہذیب التہذیب ۱۲/۳۵۰۔

❖ الاصابۃ ۴/۳۸۲، ۳۱۷/۵۔ اسد الغابہ ۵/۳۶۸۔ تہذیب التہذیب ۱۲/۳۵۰۔

❖ تقریب التہذیب ۶۵۹۔

## فضل و کمال

حضرت زینبؓ فضل و کمال میں شہرہ آفاق تھیں اور اس وصف میں کوئی عورت ان سے ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی تھی۔ اسد الغابہ میں ہے۔

كَانَتْ مِنْ أَفْقَه نِسَاءِ زَمَانِهَا ❁

”وہ اپنے عصر کی فقیہ عورت تھیں۔“

آنحضرت ﷺ سے کچھ حدیثیں روایت کیں۔ آپ ﷺ کے علاوہ حضرت ام سلمہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت زینب بنت جحشؓ سے بھی چند حدیثیں سنیں۔ جن لوگوں نے ان سے حدیث روایت کی ہے ان کے نام یہ ہیں۔

امام زین العابدینؓ، ابو عبیدہؓ، محمد بن عطاء، عراق بن مالک، حمید بن نافع، عروہ، ابوسلمہ، کلیب بن وائل، ابوقلابہ جری۔



## حضرت ام ابی ہریرہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب

امیہ نام تھا، باپ کا نام صبیح یا صفح بن الحارث تھا۔

اسلام

اگرچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جوان کے صاحبزادے تھے مسلمان ہو چکے تھے تاہم وہ مشرک تھیں۔ ایک روز انہوں نے آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سخت ناگوار ہوا۔ روتے ہوئے خدمت اقدس میں پہنچے اور کہا ”حضور! اب میری ماں کے مسلمان ہونے کے لئے دعا فرمائیے۔“ آنحضرت ﷺ نے دعا کی، ادھر ان کی حالت میں دفعۃً انقلاب پیدا ہو گیا۔ غسل کر کے کپڑے بدلے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کلمہ پڑھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرط مسرت سے آبدیدہ ہو گئے اور آنحضرت ﷺ کو خبر کی۔ آنحضرت ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

وفات

وفات کی تاریخ معلوم نہیں۔

اولاد

اولاد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ زیادہ مشہور ہیں۔



❖ الاصابہ: ۴/۱۰۲، ۲۳۱۔ اسد الغابہ: ۵/۴۰۵۔

❖ صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۵۷ کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ الاصابہ: ۴/۱۰۲، ۲۳۱۔

## حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا \*

نام و نسب

خولہ نام ام شریک کنیت قبیلہ سلیم سے تھیں، آنحضرت ﷺ کی خالہ ہوتی ہیں۔ \* نسب نامہ یہ ہے۔ خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاقص بن مرہ بن ہلال بن فالح بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہشہ بن سلیم۔

نکاح

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے نکاح ہوا۔

عام حالات

مسلمان ہو کر مدینہ کو ہجرت کی۔ ۲ھ میں غزوہ بدر کے بعد حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ اکثر پریشان رہتی تھیں۔ صحیح بخاری میں روایت آئی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ \*

فضل و کمال

آنحضرت ﷺ سے پندرہ حدیثیں روایت کیں۔ راویان حدیث میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ ابن ابی وقاص، سعید بن مسیب، بشر بن سعید، عروہ اور ربیع بن مالک داخل ہیں۔

اخلاق

اسد الغابہ میں ہے کَانَتْ اِمْرَاَةً صَالِحَةً ”وہ ایک نیک عورت تھیں“ مسند میں ہے تَصَوُّمُ النَّهَارِ وَتَقْوَمُ اللَّيْلِ ”یعنی دن کو روزہ رکھتی اور رات کو عبادت کرتی تھیں۔“ ابتداً زیور کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ اگر طائف فتح ہو تو آپ ﷺ مجھ کو فلاں عورت کا زیور دیدیجئے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کی اجازت نہ دے تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔ \*

\* مسند احمد: ۶/۴۰۹۔ تہذیب التہذیب: ۱۲/۴۳۳۔ الاصابہ: ۴/۲۹۱۔ مسند احمد: ۶/۴۰۹۔

\* تہذیب التہذیب: ۱۲/۴۳۳۔ الاصابہ: ۸/۲۷۷۔ الاصابہ: ۴/۲۹۱۔

## حضرت حمہ بنت جحش رضی اللہ عنہا

نام و نسب

حمہ نام حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ہم شیرہ ہیں سلسلہ نسب اوپر گزر چکا ہے۔

نکاح

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا۔

اسلام

اور ان ہی کے ساتھ دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔

عام حالات

مدینہ کی ہجرت کا شرف حاصل کیا اور جب آنحضرت ﷺ نے مہاجرین اور انصار کی عورتوں سے بیعت لی تو اس میں یہ بھی شامل تھیں۔ مسند ابن جنبل اور ابن سعد وغیرہ میں اکثر عورتوں کے تذکرہ میں لکھا ہے کَانَتْ مِنَ الْمُبَايَعَاتِ اس سے یہی بیعت مراد ہے۔ چنانچہ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کے حالات میں ہم اس کا ذکر کر آئے ہیں۔

غزوات میں سے غزوہ احد میں نہایت نمایاں شرکت کی وہ پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔ ان کے علاوہ اور عورتیں بھی یہ خدمت انجام دے رہی تھیں چنانچہ رفیدہ رضی اللہ عنہا اور ام کلبہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کی نسبت بھی اسی قسم کی تصریحات موجود ہیں۔

اس واقعہ میں حضرت حمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ جن کے بعد انہوں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ نکاح کیا۔

افک کے واقعہ میں منافقین کے ساتھ غلطی سے جو مسلمان شریک ہو گئے تھے ان میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت حمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

(وَطَلَفْتُ أُخْتَهَا حَمَّةَ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ مِنْ أَصْحَابِ

﴿الْفَكِّ﴾ ❁

”یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بہن حمہ برابر میرے خلاف رہیں۔ یہاں تک کہ اور اصحاب الکف کی طرح برباد ہوئیں۔“

فتح الباری میں ہے کہ حضرت حمہ رضی اللہ عنہا کے شریک ہونے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں سے گرا کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا (اپنی بہن) کو بلند کریں۔ ❁ لیکن تعجب ہے کہ خود حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اس موقع سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ چنانچہ اس کا تذکرہ ان کے حالات میں آچکا ہے۔

## وفات

وفات کا سن صحیح طور پر معلوم نہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات تک زندہ تھیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ۲۰ھ میں وفات پائی ہے۔

## اولاد

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے حضرت حمہ کے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ محمد اور عمران، محمد کو سجاد کے لقب سے شہرت تھی۔







اُصْحَابِ یَاسَاف

مِلّٰتِ اَحْمَدِیَّہ

## فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
195	ابواب الحج	183	دیباچہ
195	حج	185	قبول اسلام
195	ماں باپ کی طرف سے حج کرنا	186	اعلان اسلام
196	عمرہ ادا کرنا	186	تحمل شدائد
197	ابواب الجہاد	187	قطع علاقہ
197	شوق شہادت	188	عقائد
197	عمل بالقرآن	188	توحید
199	منہیات شرعیہ سے اجتناب	188	شرک سے علیحدگی
199	مزامیر سے اجتناب	189	رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر ایمان
199	مشتبہات سے اجتناب	190	عبادات
201	مذہبی زندگی کے مظاہر مختلفہ	190	ابواب الصلوٰۃ
201	تسبیح و تہلیل	190	پابندی جماعت
201	مقامات مقدسہ کی زیارت	190	نماز جمعہ
	فرائض مذہبی کے ادا کرنے میں	190	نماز اشراق
201	جسمانی تکلیفیں اٹھانا	191	تہجد و نماز شبانہ
202	پابندی قسم	191	ابواب الزکوٰۃ والصدقات
203	اطاعت و حب رسول ﷺ	191	اعزہ و اقارب پر صدقہ کرنا
203	برکت اندوزی	192	محتاج کی حسب حاجت امداد
203	محافظت یادگار رسول ﷺ	193	ابواب الصوم
204	ادب رسول ﷺ	193	صائم الدھر رہنا
204	حمایت رسول ﷺ	193	نفل کے روزے رکھنا
204	خدمت رسول ﷺ	193	مردوں کی جانب سے روزہ رکھنا
205		193	اعتکاف

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
217	باہمی اعانت	205	پیٹ رسول ﷺ
218	عیادت	205	نعت رسول ﷺ
218	تیمارداری	206	پابندی احکام رسول ﷺ
219	عزاداری	207	رضامندی رسول ﷺ
219	محبت اولاد	208	تفویض الی الرسول ﷺ
219	بھائی بہن سے محبت	208	ضیافت رسول ﷺ
220	حمایت والدین	209	محبت رسول ﷺ
220	پرورش بنیادی	209	شوق صحبت رسول ﷺ
221	قیموں کے مال کی نگہداشت	210	فضائل اخلاق
221	بچوں کی پرورش	210	غیرت اور شرم و حیا
222	شوہر کے مال و اسباب کی حفاظت	210	ایثار
223	شوہر کی رضا جوئی	210	نیاضی
223	شوہر کی محبت	211	مخالف سے انتقام نہ لینا
224	شوہر کی خدمت	212	مہمان نوازی
226	طرز معاشرت	212	عزت نفس
226	غربت و افلاس	213	صبر و ثبات
226	لباس	214	شجاعت
226	مکان	214	زہدہ تشفق
227	گھر کا سامان	214	زندہ دلی
227	زیورات	215	رازداری
227	سامان آرائش	215	عفت و عصمت
227	اپنا کام خود کرنا	216	حسن معاشرت
228	پردہ	216	مصالحت و صفائی
230	معاملات	216	صلہ رحم
230	ادائے قرض کا خیال	217	ہدیہ دینا
230	قرض کا ایک حصہ معاف کر دینا	217	خادموں کے ساتھ سلوک

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
236	شراب خواری کی روک ٹوک	230	تقسیم وراثت میں دیانت
236	مصنوعی بال لگانے کی ممانعت	231	خدمات
237	علمی خدمات	231	دینی خدمات
237	علم تفسیر	231	اشاعت اسلام
242	علم اسرار الدین	232	نومسلموں کا تکفل
249	علم حدیث	232	خدمت مجاہدین
250	فنِ درایت	233	خدمات مساجد
252	علم فقہ	234	بدرعات کا استیصال
254	خاتمہ مناقب صحابیات رضی اللہ عنہن	234	احساب
260	مسلمان عورتوں کی بہادری	236	اخلاقی خدمات
		236	نرد بازی کی روک ٹوک

## دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

عورتوں کی تعلیم و تربیت کے مسئلہ سے اصولاً کسی کو اختلاف نہیں۔ یہ ہے کہ موجودہ دور کی تعلیم و تربیت سے متمتع ہو کر ایک مسلمان عورت دین، اخلاق اور معاشرت کے پرانے اصولوں کو قائم رکھ سکے گی یا نہیں؟ یا دوسرے الفاظ میں قدیم اسلامی روایات کا تحفظ کر سکے گی یا نہیں؟ جن لوگوں کو مسئلہ تعلیم نسواں سے اختلاف ہے وہ اس شبہ کو اپنی دلیل قرار دیتے ہیں اور موجودہ دور میں تعلیم یافتہ مردوں نے جو مذہبی اخلاقی اور معاشرتی نمونے قائم کئے ہیں ان سے بھی اس شبہ کی تائید ہوتی ہے۔ اور غیر قوموں کی تعلیم یافتہ عورتوں نے بھی ہماری خواتین کے لئے کوئی عمدہ نمونہ نہیں قائم کیا ہے لیکن اسلام کی قدیم تاریخ ہمارے سامنے مسلمان عورت کا بہترین اور اصلی نمونہ پیش کرتی ہے اور آج جب کہ زمانہ بدل رہا ہے یورپین تمدن اور یورپین طرز معاشرت سے ہمارے جدید تعلیم یافتہ لوگ بھی بیزاری ظاہر کر رہے ہیں۔ اگر ہماری عورتوں کے سامنے اسلام کی ممتاز اور برگزیدہ خواتین کا نمونہ پیش کر دیا جائے تو ان کی فطرتی لچک ان سے اور بھی زیادہ متاثر ہو سکے گی اور موجودہ دور کے مؤثرات سے بیزار ہو کر خالص اسلامی اخلاق، اسلامی معاشرت اور اسلامی تمدن کا نمونہ بن جائے گی۔

اسلام کے ہر دور میں اگرچہ عورتوں نے مختلف حیثیتوں سے امتیاز حاصل کیا ہے لیکن ازواج مطہرات و بنات طہیات رضی اللہ عنہن اور اکابر صحابیات رضی اللہ عنہن ان تمام حیثیات کی جامع ہیں اور ہماری عورتوں کے لئے انہی کے دینی، اخلاقی، معاشرتی اور علمی کارنامے اسوۂ حسنہ بن سکتے ہیں اور موجودہ دور کے تمام معاشرتی اور تمدنی خطرات سے ان کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

میں نے ”اسوۂ صحابہ“ کی دونوں جلدوں میں عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کے جو دینی، اخلاقی، معاشرتی اور علمی واقعات جمع کئے ہیں ان میں اگرچہ صحابیات رضی اللہ عنہن کے یہ تمام کارنامے بھی نمایاں طور پر نظر آتے ہیں لیکن ان کی اہمیت ان کی عظمت اور ان کی اسلامی خدمت کے لحاظ سے میں نے ان واقعات کو جو اس کتاب کی دونوں جلدوں میں متفرق طور پر موجود تھے متعدد واقعات کے اضافہ کے ساتھ اس

مختصر سے رسالہ میں الگ جمع کر دیا ہے۔ جس سے ایک طرف تو یہ فائدہ ہوگا کہ صحابیات رضی اللہ عنہن کی مذہبی اخلاقی معاشرتی اور علمی زندگی ایک مستقل حیثیت اختیار کر لے گی۔ دوسری طرف ہماری عورتوں اور لڑکیوں کے درس ہدایت اور مطالعہ کے لئے مستند اور موثر واقعات کا ایک مجموعہ مرتب ہو جائے گا۔ جس پر عمل کر کے وہ خالص اسلامی تعلیمات کا بہترین نمونہ بن جائیں گی اور ان کی تعلیم و تربیت کے متعلق جو شبہات ظاہر کئے جا رہے ہیں ان کی عملی تردید کر سکیں گی۔ و ما توفیقی الا باللہ۔

عبدالسلام ندوی

ضلعی منزلہ (محقق گروہ)

۱۱۳/ دسمبر ۱۹۲۲ء



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## قبول اسلام

لطافت طبع، رقت قلب اور اثر پذیری ایک نیک سرشت انسان کا اصلی جوہر ہیں۔ ان کے ذریعہ سے وہ ہر قسم کی پند و معظمت، تعلیم و تربیت اور ارشاد و ہدایت کو قبول کر سکتا ہے۔ پھولوں کی پنکھڑیاں نسیم صبح کی خاموش حرکت سے ہل جاتی ہیں لیکن تناور درخت کو باد صبر کے جھونکے بھی نہیں ہلا سکتے۔ شعاع نگاہ آئینہ کے اندر سے گزر جاتی ہے لیکن پتھروں پر فولادی تیر بھی اثر نہیں کرتے۔ بعینہ یہی حال انسان کا بھی ہے۔ لطیف الطبع اور رقیق القلب آدمی ہر دعوت حق کو آسانی سے قبول کر لیتا ہے لیکن سنگ دل اور غلیظ القلب لوگوں پر بڑے بڑے معجزے بھی اثر نہیں کرتے۔ اس فرق مراتب کی جزئی مثالیں ہر جگہ مل سکتی ہیں لیکن اشاعت اسلام کی تاریخ تمام تر اسی قسم کی مثالوں سے لبریز ہے۔ کفار میں ہم کو بہت سے اشیاء کا نام معلوم ہے۔ جنہوں نے ہزاروں کوششوں کے بعد بھی اللہ رب ذوالجلال والا کرام کے آگے سر نہیں جھکایا۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سینکڑوں بزرگ ہیں جو توحید کی آواز کے سننے کے ساتھ ہی اسلام کے حلقے میں داخل ہو گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ صحابیات رضی اللہ عنہن بھی اس فضیلت میں شریک ہیں اور نہ صرف شریک ہیں بلکہ ان سے اسبق و اقدم ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بغیر کسی قسم کی کدو کاوش اور جبر و اکراہ کے اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی اپنے اللہ کے آگے سر جھکایا۔ تاریخ ابن جمیس میں حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((بُعِثْتُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَصَلْتُ خَدِيجَةَ اَخِرَ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَصَلْتُ عَلِيَّ يَوْمَ الْاِثْنَاءِ مِنَ الْعِدَّةِ ثُمَّ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ ثُمَّ اَبُو بَكْرٍ))

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دو شنبہ کے دن مبعوث ہوا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس دن کے آخری حصہ میں نماز پڑھی اور علی نے دوسرے دن منگل کو نماز پڑھی اس کے بعد زید بن حارثہ اور ابو بکر شریک نماز ہوئے۔“

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آفتاب رسالت سے پہلے دن جو شعاع افق عالم پر چمکی وہ ایک

تاریخ جمیس: ۱/۲۸۶، فی ذکرِ اَوَّلِ مَنْ اَسْلَمَ.

رفیق القلب صالح خاتون کے سیدہ پر نور سے چھن کر نکلی۔

## اعلان اسلام

ابتدائے اسلام میں اسلام قبول کرنے سے زیادہ اظہار اسلام کے لئے ہمت، شجاعت اور جسارت کی ضرورت تھی۔ لیکن باوجود کفار کی روک ٹوک اور جو رستم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ صحابیات رضی اللہ عنہن نے بھی نہایت جرأت و بیباکی کے ساتھ اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ چنانچہ ابتدا میں جن سات بزرگوں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تھا ان میں چھ آدمی یعنی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت خباب رضی اللہ عنہ، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ مرد تھے اور ساتویں ایک غریب صحابیہ یعنی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا تھیں ❁

صحابیات نے اپنی نیک نیتی سے صرف آسانی کے ساتھ اسلام ہی کو قبول نہیں کیا، بلکہ انہوں نے نہایت آسانی کے ساتھ اسلام کی اشاعت بھی کی۔ جیسا کہ صحابہ کرام نے ایک سفر میں ایک عورت کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، اس کے پاس پانی کے مشکیزے تھے اور صحابہ نے پانی ہی کی ضرورت سے اس کو پکڑا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا پانی لیا تو اس کی قیمت ادا فرمائی۔ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دیانت سے اسی وقت آپ کی نبوت کا یقین آ گیا اور اس کے اثر سے اس کا تمام قبیلہ بھی مسلمان ہو گیا۔ ❁

## تحمل شدائد

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ صحابیات رضی اللہ عنہن نے بھی اسلام کے لئے ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں اور ان کے ایمان میں ذرہ برابر بھی تزلزل واقع نہیں ہوا۔

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا تو ان کو کفار نے طرح طرح کی اذیتیں دینا شروع کیں، سب سے سخت اذیت یہ تھی کہ ان کو مکہ کی تپتی ریت میں لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ اسلام پر ثابت قدم رہیں۔ ایک دن کفار نے حسب معمول ان کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں زمین پر لٹا دیا تھا، اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تو فرمایا: ”صبر کرو تمہارا ٹھکانا جنت میں ہے۔“ لیکن کفار کو اس پر بھی تسکین نہیں ہوئی اور ابو جہل نے ان کی ران میں برچی مار کر ان کو شہید کر دیا۔ چنانچہ اسلام میں سب سے پہلے شرف شہادت ان ہی کو نصیب

❁ تاریخ تیس: ۲۸ھ، فی ذی الحجۃ اول من اسلم۔ ❁ صحیح بخاری: کتاب التیم۔



ہوا اور صحابیات رضی اللہ عنہن کی یہ سب سے بڑی فضیلت ہے کہ سب سے پہلے ایک صحابیہ نے اسلام قبول کیا اور سب سے پہلے ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے شرف شہادت حاصل کیا۔ ❁

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن جب اسلام لائیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا حال معلوم ہوا تو ان کو اس قدر مارا کہ بدن بھولہاں ہو گیا، لیکن انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ جو کچھ کرنا ہو کرو میں تو اسلام لا چکی۔ ❁ سیدنا بلینہ رضی اللہ عنہا کو بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے کہ میں نے رحم کی بنا پر نہیں بلکہ تم کو اس وجہ سے چھوڑ دیا ہے کہ تھک گیا ہوں۔ اسی طرح وہ سیدنا زبیرہ رضی اللہ عنہا کو بھی جوان کے گھرانے کی کنیز تھیں نہایت اذیت دیتے تھے۔

### قطع علائق

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان لائے تو ان کے تمام رشتے ناتے منقطع ہو گئے لیکن اس سے ان کی قوت ایمانی میں کوئی تزلزل واقع نہیں ہوا۔ صحابیات رضی اللہ عنہن کی حالت اس معاملہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی زیادہ نازک تھی انسان اگر چہ اپنے تمام عزیز واقارب کی اعانت کا محتاج ہو جاتا ہے لیکن عورت کی زندگی کا تمام تر دار و مدار شوہر کی اعانت و امداد پر ہوتا ہے اور وہ کسی حالت میں بھی اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ باپ بیٹے سے بیٹا باپ سے قطع تعلق کر کے زندگی بسر کر سکتا ہے لیکن عورت شوہر سے جدا ہو کر بالکل بے کس و بے چاری ہو جاتی ہے لیکن بائیں ہمہ صحابیات رضی اللہ عنہن نے اسلام کے لئے اس نازک رشتے کو بھی منقطع کیا اور اپنے کافر شوہروں سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہو گئیں چنانچہ صلح حدیبیہ کے بعد جب یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكُوفَرِ﴾ ❁

”کافر عورتوں سے تعلق نہ رکھو“

تو جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی کافر عورتوں کو طلاق دے دی اسی طرح بہت سی صحابیات رضی اللہ عنہن بھی کافر شوہروں کو چھوڑ کر ہجرت کر آئیں اور ان میں سے ایک بھی اپنے شوہر کے پاس واپس نہ گئی۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا نَعْلَمُ أَنَّ أَحَدًا مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ ارْتَدَّتْ بَعْدَ إِيمَانِهَا ❁

”ہم کو کسی ایسی مہاجرہ عورت کا حال معلوم نہیں جو ایمان لا کر مرتد ہوئی ہو۔“

❁ اسد الغابہ: ۵/۳۸۱۔ الاصابہ: ۳/۸۳۷، ۳۸۱۔ اسد الغابہ: ۵/۵۱۹۔

❁ اسد الغابہ: ۵/۳۸۱۔ الاصابہ: ۳/۵۸۵، ۳۳۵۔ ❁ بخاری: کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد والنساء مع اہل الحرب و کتابہ الشرط رقم ۲۷۳۳۔

## عقائد

### توحید

کفار نے صحابیات رضی اللہ عنہن کو طرح طرح کی اذیتیں دیں، لیکن ان کی زبان سے کلمہ توحید کے سوا کلمہ شرک نہیں نکلا۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا ایمان لائیں تو ان کے عزیز واقارب نے ان کو دھوپ میں بے جا کھڑا کر دیا اس حالت میں جب کہ وہ دھوپ میں جل رہی تھیں روٹی کے ساتھ شہد جیسی گرم چیز کھلاتے اور پانی نہیں پلاتے تھے جب اس مصیبت میں تین دن گزر گئے تو خالوں نے کہا کہ ”جس مذہب پر تم ہو اب اس کو چھوڑ دو“۔ وہ اس قدر بدحواس ہو گئی تھیں کہ ان جملوں کا مطلب نہ سمجھ سکیں۔ اب ان خالوں نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر بتایا تو سمجھیں کہ توحید الہی کا انکار مقصود ہے، بولیں اللہ کی قسم میں تو اب تک اس پر قائم ہوں۔ ❁

### شرک سے علیحدگی

عورتیں قدیم رسم و رواج اور قدیم عقائد کی نہایت پابند ہوتی ہیں۔ اور عرب میں شرک کا نہ عقائد ایک مدت سے پھیل کر قلوب میں راسخ ہو گئے تھے۔ لیکن صحابیات رضی اللہ عنہا نے اسلام لانے کے ساتھ ہی شدت کے ساتھ ان عقائد کا انکار کیا۔ عرب کا خیال تھا کہ جو لوگ بتوں کی برائی بیان کرتے ہیں وہ مختلف امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس لئے حضرت زینبہ رضی اللہ عنہا اسلام لانے کے بعد نابینا ہو گئیں تو کفار نے کہنا شروع کیا ان کو لات اور عزیٰ نے اندھا کر دیا، لیکن انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ لات و عزیٰ کو اپنے پوجنے والوں کی کیا خبر؟ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ❁

جاہلیت کے زمانہ میں لوگ بچوں کے بچھونوں کے نیچے استرا رکھ دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اس طرح بچے آسیب سے محفوظ رہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار کسی بچے کے سر ہانے استرا دیکھا تو منع فرمایا اور کہا ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹوٹے کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔“ ❁

عرب میں شرک کا اصلی مرکز بت تھے جو گھر گھر میں نصب تھے لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن نے ہر موقع پر ان سے برأت ظاہر کی چنانچہ حضرت ہند بنت عتبہ جب ایمان لائیں تو گھر میں بت نصب

❁ الاصابہ: ۴/۲۶۶، ۱۳۴۷۔ طبقات ابن سعد تذکرہ امر شرک۔

❁ اسد الغابہ: ۵/۲۶۲۔ الاصابہ: ۳/۳۱۱۔ ❁ الادب المفرد باب الطیرۃ من الجن رقم ۹۳۸۔

تھے اس کو توڑ پھوڑ والا اور کہا کہ ”ہم تیری نسبت بڑے دھوکے میں مبتلا تھے۔“  
 حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے جب ام سلیم رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو انہوں نے کہا ”ابو  
 طلحہ کیا تم کو یہ خبر نہیں کہ جس خدا کو تم پوجتے ہو وہ ایک درخت (یعنی لکڑی کا بت) ہے جو زمین سے  
 اگا ہے۔ اس کو فلاں جہشی نے گڑھ کرتیار کیا ہے۔“ بولے مجھے معلوم ہے بولیں ”کیا تمہیں اس کی  
 عبادت سے شرم نہیں آتی“ چنانچہ جب تک انہوں نے بت پرستی سے توبہ کر کے کلمہ توحید نہیں پڑھا ام  
 سلیم رضی اللہ عنہا نے ان سے نکاح کرنا پسند نہیں کیا۔

### رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر ایمان

رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا اعتقاد نہ صرف صحابیات کے لوح دل پر کا نقش فی الحجر (یعنی  
 پتھر پر نقش) کہ وہ مٹ نہیں سکتا تھا بلکہ ان کی چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کے دل پر بھی یہ عقیدہ نہایت شدت  
 سے راسخ ہو گیا تھا۔ ایک بار آپ ﷺ نے ایک لڑکی کو بدو عادی دے دی کہ ”تیرا سن زیادہ نہ ہو“ اس  
 نے شدت اعتقاد کی بنا پر اس کا یقین کر لیا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس روتی ہوئی آئی اور کہا کہ  
 آپ ﷺ نے مجھ کو یہ بدو عادی ہے اب میرا سن نہ بڑھے گا وہ بدحواس آپ کی خدمت میں حاضر  
 ہوئیں اور کہا ”کہ آپ نے میری یتیم کو یہ بدو عادی دے دی“ آپ ہنس پڑے اور فرمایا میں بھی آدمی  
 ہوں اور آدمیوں کی طرح خوش اور رنجیدہ ہوتا ہوں بس جس کو میں ایسی بدو عادیوں جس کا وہ مستحق نہیں  
 ہے تو یہ اس کے لئے پاکی، تزکیہ اور نیکی ہوگی۔



❖ الاصابہ: ۴/۳۲۶، ۱۱۰۳۔ الطبقات: ۸/۱۷۲۔  
 ❖ الاصابہ: ۴/۳۶۱، ۱۳۲۱۔ اسد الغابۃ: ۵/۵۹۱۔  
 ❖ مسلم: کتاب البر والصلۃ والادب باب من لعن النبی اوسہ اودعا علیہ ولیس ہواصل لذلک کان لہ زکوۃ واجز او  
 رحمۃ، رقم: ۶۶۱۳۔

## عبادات

### ابواب الصلوٰۃ

#### پابندی جماعت

اگرچہ عورتوں پر جماعت کی پابندی فرض نہیں ہے اور اس بنا پر بعض غیور صحابہ رضی اللہ عنہم جماعت میں اپنی عورتوں کی شرکت کو پسند بھی نہیں کرتے تھے۔ تاہم بعض صحابیات رضی اللہ عنہن پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا تھا اور وہ مناسب اوقات میں نماز باجماعت ادا فرماتی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بی بی برابر عشاء اور فجر کی نماز میں شریک جماعت ہوتی تھیں۔ ایک بار ان سے لوگوں نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اس کو پسند نہیں کرتے پھر کیوں ایسا کرتی ہو بولیں تو پھر روک کیوں نہیں دیتے۔ ❊

#### نماز جمعہ

عورتوں پر اگرچہ جمعہ فرض نہیں ہے تاہم صحابیات رضی اللہ عنہن اس دن کی بہت عزت کرتی تھیں۔ اور اس کی برکتوں میں عمدہ طریقوں سے شریک ہوتی تھیں۔ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا تھیں جو اپنے کھیتوں میں چغندر بویا کرتی تھیں جب جمعہ کا دن آتا تھا تو اس کو پکا کر نماز جمعہ کے بعد تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو کھلاتی تھیں۔ ❊

#### نماز اشراق

نماز اشراق اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے تمام عمر میں صرف ایک بار پڑھی تھی لیکن بعض صحابیات رضی اللہ عنہن نے اس کا التزام کر لیا تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نماز اشراق پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن میں خود پڑھتی ہوں کیونکہ آپ بہت سی چیزوں کو پسند فرماتے تھے لیکن اس پر عمل نہیں کرتے تھے کہ امت پر فرض نہ ہو جائیں۔ ❊

❊ بخاری کتاب الجمعة باب هل علی من لم یشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان، رقم ۹۰۰۔

❊ بخاری کتاب الجمعة باب قوله تعالى (فاذا قضيت الصلوة فانقروا) رقم ۹۳۸۔

❊ بخاری کتاب التجدد باب تحریض النبی علی قیام اللیل، رقم ۱۱۲۸۔

## تہجد و نماز شبانہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تہجد پڑھتے تھے تو اس میں صحابیات رضی اللہ عنہن بھی شریک ہوتی تھیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو تہجد کے لئے اپنے اہل و عیال کو جگاتے تھے تو یہ آیت پڑھتے تھے۔

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ

وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى﴾ ❊

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رات کے تین حصے کر دیئے تھے ایک میں خود دوسرے میں ان کی بیوی اور

تیسرے میں ان کا خادم تہجد پڑھتا تھا اور ایک دوسرے کو جگاتا تھے۔ ❊

## البواب الزکوۃ والصدقات

زیور عورتوں کو سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہیں لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن کو اللہ تعالیٰ کی مرضی ان سے زیادہ عزیز تھی۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا اپنی لڑکی کو لے کر حاضر ہوئیں لڑکی کے ہاتھ میں سونے کے موٹے موٹے کنگن تھے۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ ”تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو؟“ بولیں نہیں فرمایا ”تمہیں یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے بدلے اس کے ہاتھ میں آگ کے کنگن پہنائے“۔ انہوں نے یہ سنا تو فوراً کنگن آپ کے سامنے ڈال دیئے اور کہا یہ اللہ اور اللہ کے رسول کے ہیں۔ ❊

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ عید میں صدقہ و خیرات کی ترغیب دی صحابیات رضی اللہ عنہن کا مجمع تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ دامن پھیلائے ہوئے تھے اور صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے کانوں کی بالیاں گلے کے بار اور انگلیوں کے پھلے تک پھینکتی جاتی تھیں۔ ❊ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس صرف ایک ہی لونڈی تھی انہوں نے اس کو فروخت کیا اور روپیہ گود میں لے کر بیٹھیں اسی حالت میں ان کے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ روپیہ مجھے دے دو۔ بولیں میں نے تو اس کا صدقہ کر دیا۔ ❊

## اعزہ و اقارب پر صدقہ کرنا

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ تم نادار

❊ مؤطا: کتاب صلاۃ اللیل باب اجاء فی صلاۃ اللیل، رقم ۵۔ بخاری: کتاب الاطعمۃ باب الخف۔

❊ ابوداؤد: کتاب الزکوۃ باب الکفر ما حوز کوۃ الحلی، رقم ۱۵۶۳۔

❊ ابوداؤد: کتاب الصلاۃ باب الخطیۃ، رقم ۱۱۴۱ باب الصلاۃ بعد صلاۃ العید، رقم ۱۱۵۸۔

❊ مسلم: کتاب السلام باب جواز رداف المرأة الاجنیه، رقم ۵۶۹۳۔

ہو رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ میں صدقہ کرنا چاہتی ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں وہ صدقہ تم کو دے دوں، لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں جاؤ وہ آئیں تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اسی غرض سے ایک دوسری صحابیہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں۔ دونوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے پوچھوایا کہ دو عورتیں اپنی شوہروں اور چند یتیموں پر جو ان کی کفالت میں ہیں صدقہ کرنا چاہتی ہیں کیا یہ جائز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان کو دو دو ثواب ملیں گے ایک قرابت کا دوسرا صدقہ کا۔

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر میں ابوسلمہ کے لڑکوں پر صدقہ کر دوں تو مجھ کو ثواب ملے گا کیونکہ وہ میرے لڑکے ہیں اور میں ان کو چھوڑ نہیں سکتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تمہیں ثواب ملے گا۔

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ماں کو ایک لونڈی بطور صدقہ دی تھی۔ ماں کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ سے اس کی نسبت دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا صدقہ کا ثواب تمہیں مل چکا اور اب وہ لونڈی تمہاری وراثت میں داخل ہوگئی۔ ❁

## محتاج کی حسب حاجت امداد

صحابیات رضی اللہ عنہن موت و حیات دونوں حالتوں میں اہل حاجت کی اعانت و امداد فرماتی تھیں۔ غزوہ احد میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آئیں اور اپنے بھائی حضرت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے کفن کے لئے دو کپڑے لائیں۔ لیکن ان کی لاش کے پاس ایک انصاری کی لاش بھی اسی طرح برہنہ نظر آئی دل میں شرمائیں کہ حمزہ دو کپڑوں میں کفنائے جائیں اور انصاری کے لئے ایک کپڑا بھی نہ ہو قد کی پیمائش کی تو ایک کاقد بڑا نکلا مجبوراً کپڑوں پر قرعہ ڈالا گیا اور جو کپڑا جس کے حصے میں آیا اس کو اسی میں کفنایا گیا۔ ❁



❁ ابو داؤد: کتاب الزکاة، باب من تصدق بصدقة ثم ورثها، رقم ۱۶۵۶۔

❁ مسند احمد: ۱/۱۶۵۔

## ابواب الصوم

### صائم الدھر رہنا

آج ہماری عورتیں فرضی روزوں (یعنی رمضان کے) میں بھی لیت و حل کرتی ہیں۔ لیکن بعض صحابیات رضی اللہ عنہن صائم الدھر رہتی تھیں، یعنی ہمیشہ روزہ رکھتی تھیں۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار دعائے شہادت کی درخواست کی لیکن آپ نے سلامتی کی دعا فرمائی۔ اخیر میں عرض کی کہ کسی ایسے عمل کی ہدایت فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے نفع دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کا حکم دیا اور انہوں نے متصل روزہ رکھنے کا التزام کر لیا ان کے ساتھ ان کے خادم اور بی بی نے بھی اس عمل صالح میں شرکت کی اور روزہ ان کے گھر کی امتیازی علامت ہو گئی۔ اگر کسی دن ان کے گھر میں دھواں اٹھتا تو لوگ سمجھتے کہ آج ان کے گھر میں کوئی مہمان آیا ہے۔ ورنہ اس گھر میں دن کا کھانا کیونکر پک سکتا ہے۔ ❁

### نفلی روزے

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نفلی روزے رکھتی تھیں جس سے ان کے شوہر کو تکلیف ہوتی تھی۔ انہوں نے روکا تو سخت ناگوار ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر شکایت کی لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفل کا روزہ نہیں رکھ سکتی۔ ❁

### مردوں کی جانب سے روزہ رکھنا

صحابیات رضی اللہ عنہن نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اپنے مردوں کی جانب سے بھی روزہ رکھتی تھیں۔ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور اس پر روزے فرض تھے کیا میں ان کو پورا کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی۔ ❁

### اعتکاف

صحابیات کو اعتکاف کا اس قدر شوق تھا کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کے لئے

❁ مسند احمد: ۲۵۵/۵۔ ❁ ابوداؤد: کتاب الصیام باب المرأة تصوم بغیر اذن زوجها، رقم ۲۳۵۸۔

❁ بخاری: کتاب الصوم باب من مات وعليه صوم، رقم ۱۹۵۳۔

خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا خیمہ الگ نصب کروایا۔ ان کی دیکھا دیکھی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی خیمے نصب کروائے۔ ❁





## ابواب الحج

ج

اسلام کے فرائض میں سے اگرچہ حج زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن کو ایک بار کے حج سے کیا تسکین ہو سکتی تھی۔ اس لئے تقریباً ہر سال فریضہ حج ادا کرتی تھیں۔ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”بہترین جہاد حج مبرور ہے“ اس کے بعد سے ان کا کوئی سال حج سے خالی نہ گیا۔ ❁

صحابیات رضی اللہ عنہن جس ذوق و شوق سے حج ادا کرتی تھیں اس کا موثر منظر حجۃ الوداع میں دنیا کو نظر آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان حج کیا تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اگرچہ حاملہ تھیں لیکن وہ بھی روانہ ہوئیں۔

بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم حجۃ الوداع کی شرکت کے لئے جا رہے تھے راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا، جلدی سے آپ کے پاس آئیں اور ہودج سے اپنے بچے کو نکال کر پوچھا کیا اس کا حج بھی ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں تمہیں اس کا ثواب ملے گا۔ ❁

صحابیات رضی اللہ عنہن فریضہ حج کے ادا کرنے میں طرح طرح کا التزام مالا یلزم کرتی تھیں۔ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے خانہ کعبہ تک پایادہ جانے کی نذر مانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا، پیدل بھی چلو اور سوار بھی ہولو۔ ❁ اگر کسی مجبوری سے حج کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو جاتا تھا۔ تو صحابیات رضی اللہ عنہن کو سخت صدمہ ہوتا تھا۔ حجۃ الوداع میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ضرورت نسوانی سے معذوری ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تو دیکھا: ”کہ رو رہی ہیں۔ فرمایا: کیا ماجرا ہے؟“ بولیں کہ میں نے اب تک حج نہیں کیا تھا، فرمایا: سبحان اللہ! یہ تو فطری چیز ہے، تمام مناسک حج ادا کر لو صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو۔ ❁

## ماں باپ کی طرف سے حج ادا کرنا

❁ بخاری: کتاب الحج باب حج النساء، رقم ۱۸۶۱۔ ❁ ابوداؤد: کتاب المناسک باب فی الصبیح، رقم ۱۷۳۶۔

❁ الترمذی: ابواب الذر والایمان باب ماجاء فی من خلف بالمشی ولا یستطیع، رقم ۱۵۳۶۔ مسلم: کتاب الذر باب من نذر ان یشی الی الکعبہ، رقم ۳۲۵۰۔ بخاری: کتاب الحج باب وجوب الحج وفضلہ۔

❁ ابوداؤد: کتاب المناسک باب فی افراد الحج، رقم ۱۷۸۲۔

صحابیات رضی اللہ عنہن نہ صرف خود بلکہ اپنے ماں باپ کی جانب سے بھی حج ادا کرتی تھیں۔ حجۃ الوداع کے زمانہ میں ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ ”میرے باپ پر حج فرض ہو گیا ہے لیکن وہ بوڑھا ہے کی وجہ سے سواری پر بیٹھ نہیں سکتے کیا میں ان کی جانب سے حج ادا کر دوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کی اجازت دے دی۔ \* ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا وہ آپ کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ ”میری ماں نے کبھی حج نہیں کیا، کیا میں اس کی جانب سے یہ فرض ادا کر دوں؟“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی اجازت دی۔ \*

### عمرہ ادا کرنا

عمرہ فرض ہو یا نہ ہو، لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن اس کو نہایت پابندی کے ساتھ ادا کرتی تھیں اور جب وہ فوت ہو جاتا تھا تو ان کو سخت قلق ہوتا تھا۔ جب حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جن لوگوں کے پاس ہدی نہ ہو وہ عمرہ ادا کر سکتے ہیں۔ تو خیمے میں آ کر دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں، وجہ پوچھی تو بولیں کہ میں ضرورت نسوانی سے مجبور ہوں لیکن لوگ دود و فرض (حج و عمرہ) کا ثواب لے کر جاتے ہیں اور میں صرف ایک کا“ فرمایا: ”کوئی حرج نہیں اللہ تم کو عمرہ کا ثواب بھی عطا فرمائے گا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو ساتھ کر دیا اور مقام متعیم میں انہوں نے جا کر عمرہ کا احرام باندھا اور آدھی رات کو فارغ ہو کر آئیں۔ \*



\* بخاری: کتاب الحج، باب وجوب الحج وفضلہ، رقم ۱۵۱۳۔ \* مسلم: کتاب الصیام، باب قضاء الصیام عن المیت، رقم ۲۶۹۳۔ \* بخاری: ابواب العمرہ، کتاب الحج۔ ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ، باب امامۃ النساء، رقم ۵۹۱۔

## ابواب الجہاد

### شوق شہادت

عہد نبوت میں شہادت ایک ابدی زندگی خیال کی جاتی تھی اس لئے ہر شخص اس آب حیات کا پیاسا رہتا تھا۔ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا بنت نوفل ایک صحابیہ تھیں جب غزوہ بدر پیش آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھ کو جہاد میں شریک ہونے کی اجازت عطا فرمائی جائے۔ میں مریضوں کی تیمارداری کروں گی شاید مجھے بھی درجہ شہادت حاصل ہو جائے۔ انہوں نے فرمایا گھر ہی میں رہو اللہ تعالیٰ تمہیں اسی میں شہادت دے گا۔ یہ معجزانہ پیش گوئی کیونکر غلط ہو سکتی تھی انہوں نے دو غلام مدبر کئے تھے۔ \* دونوں نے ان کو شہید کر دیا کہ جلد آ زاد ہو جائیں۔ \*

### عمل بالقرآن

صحابیات رضی اللہ عنہن پر قرآن مجید کا شدت سے اثر پڑتا تھا۔ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت:

﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ \*

”جو شخص کوئی بھی برائی کرے گا اس کو اس کا بدلہ دیا جائے گا۔“

نہایت سخت ہے۔ ارشاد ہوا کہ ”عائشہ رضی اللہ عنہا تم کو خبر نہیں کہ مسلمان کے پاؤں میں اگر ایک کانٹا بھی چبھ جاتا ہے تو وہ اس کے اعمال بد کا معاوضہ ہو جاتا ہے۔“ بولیں: اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے۔

﴿فَسَوْفَ يَحْصِبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ \*

”اللہ تعالیٰ ذرا ذرا سی برائی کا بھی حساب لے گا“

فرمایا ”اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوگا عذاب اسی کو دیا جائے گا جس کے حساب میں رد و قدح ہوگی۔“ \* اس اثر پذیری کا نتیجہ یہ تھا کہ صحابیات رضی اللہ عنہن نہایت سرعت کے ساتھ قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے کو تیار ہو جاتی تھیں۔ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ

\* مدبران غلاموں کو کہتے ہیں جن سے آقا کہہ دیتا ہے کہ وہ ان کی موت کے بعد آزاد ہو جائیں گے۔ اس لئے قدرتی طور پر یہ لوگ آقا کی موت کے متشی ہوتے ہیں۔

\* ابوداؤد: کتاب الصلوٰۃ باب امامۃ النساء رقم ۵۹۱۔ \* النساء ۱۲۳۔

\* ۸۳/ الانشاق ۸۔ \* ابوداؤد: کتاب الجنائز باب عیادۃ النساء رقم ۳۰۹۳۔

نے حضرت سالم بن علیؓ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا اس لئے زمانہ جاہلیت کے رسم و رواج کے مطابق ان کو حقیقی بیٹے کے حقوق حاصل ہو گئے تھے۔ لیکن جب قرآن مجید کی یہ آیت ﴿أَذْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ﴾ ﴿۱﴾ ”ان کو ان کے حقیقی باپوں کے بیٹے کہہ کر پکارو۔“

نازل ہوئی تو ان کی بی بی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ سالم پہلے ہمارے ساتھ گھر میں رہتے تھے اور ان سے کوئی پردہ نہ تھا اب آپ کا کیا حکم ہے؟“ فرمایا کہ دودھ پلا دودھ تمہارے رضاعی بیٹے ہو جائیں گے۔ ﴿۲﴾

زمانہ جاہلیت میں عرب کی عورتیں نہایت بے پروائی کے ساتھ دوشہ اوڑھتی تھیں اس لئے سینہ اور سر وغیرہ کھلا رہتا تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ ﴿۳﴾

”عورتوں کو چاہیے کہ اپنے دوپٹوں کو اپنے سینوں پر ڈال لیں۔“

اس کا یہ اثر ہوا کہ عورتوں نے اپنے تہ بند اور متفرق کپڑوں کو پھاڑ کر دوپٹے بنائے اور اپنے آپ کو سیاہ چادروں سے اس طرح ڈھانپ لیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے مطابق ”یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے سر کوؤں کے آشیانے بن گئے ہیں۔“ ﴿۴﴾



﴿۱﴾ ابو داؤد: کتاب النکاح باب من حرم بہ، رقم ۲۰۶۱۔

﴿۲﴾ [۳۳/الاحزاب: ۵]

﴿۳﴾ ابو داؤد: کتاب اللباس باب قول اللہ ویضربن تخمرھن، رقم ۳۱۰۳۔

﴿۴﴾ [۲۳/النور: ۳۱]

## منہیات شرعیہ سے اجتناب

### مزامیر سے اجتناب

راگ باجا تو بڑی چیز ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ حال تھا کہ اونٹ کی گھنٹی کی آواز سننا بھی پسند نہیں کرتی تھیں۔ اگر سامنے سے گھنٹی کی آواز آتی تو ساربان سے کہتیں کہ ”ٹھہر جاؤ تا کہ یہ آواز سننے میں نہ آئے“ اور اگر سن لیتیں تو کہتیں کہ ”تیزی کے ساتھ لے چلو تا کہ میں اس آواز کو نہ سن سکوں۔“

ایک مرتبہ ایک لڑکی ان کے گھر میں گھنگرو پہنے ہوئے داخل ہوئی۔ گھنگرو کی آواز سننے کے ساتھ ہی بولیں کہ ”گھنگرو پہنے ہوئے وہ میرے پاس نہ آنے پائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں اس قسم کی آوازیں آتی ہیں اس میں فرشتے نہیں آتے۔“

### مشتبہات سے اجتناب

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ”جو چیز مشتبہ ہے اس کو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرو جو مشتبہ نہیں ہے۔“ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی، لیکن ان کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں۔ پس جو شخص مشتبہ گناہوں کو چھوڑ دے گا وہ کھلے ہوئے گناہوں کا سب سے زیادہ چھوڑنے والا ہوگا اور جو شخص مشتبہ گناہوں کا مرتکب ہوگا بہت ممکن ہے کہ وہ کھلے ہوئے گناہوں کا مرتکب ہو جائے۔ گناہ اللہ تعالیٰ کی چراگاہ ہے اور جو شخص چراگاہ کے آس پاس چرائے گا ممکن ہے کہ اس کے مولیٰ اس میں پڑ جائیں۔ صحابیات رضی اللہ عنہن اس حدیث پر نہایت شدت سے عامل تھیں۔ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی کو اپنی ماں پر صدقہ کر دیا تھا۔ وہ مرگئیں تو اس لونڈی کی حالت مشتبہ ہوگئی۔ صدقہ کر چکی تھیں اور صدقہ کا مال واپس لینا جائز نہیں ماں اس کی مالک ہوگئی تھیں اور اس کے مرنے کے بعد یہ اس کی وارث ہوگئی تھیں اس لئے وہ ان کو وراثت میں مل سکتی تھی اس اشتباہ کے رفع کرنے کے لئے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور واقعہ بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں صدقہ کا ثواب مل چکا اور اب وہ تمہاری وراثت میں آگئی۔“

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ماں قتیلہ کا فرہ تھیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت ہی میں ان کو طلاق دے دی تھی۔ ایک بار وہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس متعدد چیزیں ہدیہ لے کر آئیں چونکہ

① مسند احمد: ۱۵۲/۶۔ ② مسند احمد: ۲۳۲/۶۔

③ ابوداؤد: کتاب الوصایا، باب ما جاء فی الرجل یهب الیہ یم یموی لہ او یرثہ، رقم: ۲۸۷۷۔

یہ کافرہ کا ہدیہ تھا اس لئے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان کو قبول کرنے سے انکار کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کروایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قبول کرنے کی اجازت دی۔ ﴿۱﴾



## مذہبی زندگی کے مظاہر مختلفہ

### تسبیح و تہلیل

تسبیح و تہلیل پاک دینی زندگی کی مخصوص علامات ہے اور صحابیات رضی اللہ عنہن میں یہ علامت پائی جاتی ہے۔ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا سامنے ننگری یا گٹھلی رکھ کر تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا کہ اس کی کیا ضرورت ہے۔ میں اس سے آسان ترکیب بتاتا ہوں۔ اس کے بعد دعا بتادی۔ ❁

### مقامات مقدسہ کی زیارت

حصول برکت کا شوق صحابیات رضی اللہ عنہن کو مقامات مقدسہ کی طرف کھینچ لے جاتا تھا۔ ایک بار ایک صحابیہ بیمار ہوئیں اور یہ نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ شفا دے گا تو بیت المقدس میں جا کر نماز پڑھوں گی۔ صحت یاب ہوئیں۔ تو سامان سفر تیار کیا اور رخصت ہونے کے لئے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے کہا کہ مسجد نبوی ﷺ ہی میں نماز پڑھ لو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد کی ہزاروں نمازوں سے بہتر ہے۔ ❁ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے مسجد قبا تک پیدل جانے کی نذر مانی تھی۔ ابھی نذر پوری کرنے بھی نہیں پائی تھیں کہ انتقال ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فتویٰ دیا کہ ”ان کی صاحبزادی نذر پوری کریں۔“ ❁

### فرائض مذہبی ادا کرنے میں جسمانی تکلیفیں اٹھانا

شوق عبادت ہر قسم کی جسمانی تکلیفوں کو آسان کر دیتا ہے اور صحابیات رضی اللہ عنہن میں یہ شوق موجود تھا اس لئے وہ ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کرتی تھیں اور فرائض اسلام کو بخوشی ادا کرتی تھیں۔ حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں ان کا معمول تھا کہ برابر مصروف نماز رہتی تھیں۔ جب تھک جاتی تھیں تو ستون مسجد میں ایک رسی باندھ رکھی تھی اس سے لٹک جاتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس رسی کو دیکھا تو فرمایا: ”ان کو صرف اسی قدر نماز پڑھنی چاہیے جو ان کی طاقت میں ہو اگر تھک

❁ ابوداؤد: کتاب الوتر باب التسبیح بالحصی، رقم ۱۵۰۰۔ ❁ الترمذی: کتاب المساجد باب فضل مسجد النبی ﷺ والصلاة فیہ رقم ۶۹۵۔ ❁ مؤطا امام محمد: کتاب الایمان والندور وادانی ما تجزی فی کفارہ الایمان باب الرجل یحلف بالشیء الی بیت اللہ رقم ۷۴۳۔

جائیں تو بیٹھ جانا چاہیے“ چنانچہ وہ رسی کھلوا کر پھینکوا دی۔ ❁

## پابندی قسم

ہم لوگ بات بات پر قسم کھایا کرتے ہیں اور ہم کو یہ محسوس نہیں ہوتا کہ یہ کس قدر ذمہ داری کا کام ہے۔ لیکن صحابیات رضی اللہ عنہا بہت کم قسم کھاتی تھیں اور جس بات پر قسم کھا لیتی تھیں اس کو پورا کرتی تھیں۔ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ناراض ہو گئیں اور قسم کھالی کہ اب ان سے بات چیت نہ کریں گی، لیکن جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے معافی مانگ لی اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی ان کی سفارش کی تو رو کر کہنے لگیں۔

إِنِّي نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيدٌ

”میں نے نذر مان لی ہے اور نذر کا معاملہ نہایت سخت ہے۔“

بالاخر اصرار و سفارش سے ان کا قصور معاف کر دیا تو کفارہ قسم میں ۴۰ غلام آزاد کئے۔ ❁



❁ ابو داؤد: کتاب الطہوع، باب العاس فی الصلاة، رقم ۱۳۱۲۔

❁ بخاری: کتاب الادب، باب الحجرة، رقم ۶۰۷۳۔



## اطاعت و حب رسول ﷺ

### برکت اندوزی

صحابیات رضی اللہ عنہا ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک سے برکت اندوز ہوتی رہتی تھیں۔ اس لئے جو بچہ پیدا ہوتا صحابیات رضی اللہ عنہا سب سے پہلے اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کرتیں۔ بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے، اپنے منہ میں کھجور ڈال کر اس کے منہ میں ڈالتے اور اس کے لئے برکت کی دعا فرماتے۔ ❁

### محافظت یادگار رسول ﷺ

صحابیات رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی یادگاروں کو جان سے زیادہ عزیز رکھتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس نبی ﷺ کا ایک جبہ محفوظ تھا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کو لے لیا اور محفوظ رکھا۔ چنانچہ جب کوئی شخص آپ کے خاندان میں بیمار ہوتا تھا تو شفا حاصل کرنے کے لئے اس کو دھو کر اس کا پانی پلاتی تھیں۔ ❁

جن کپڑوں میں آپ ﷺ کا وصال ہوا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو محفوظ رکھا تھا۔ چنانچہ ایک دن انہوں نے ایک صحابی کو ایک یمنی تہ بند اور ایک کبل دکھا کر کہا کہ ”اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ نے انہی کپڑوں میں داعی اجل کو لبیک کہا تھا۔“ ❁

ایک بار ایک صحابیہ نے آپ ﷺ کی دعوت کی، آپ ﷺ نے کھانے کے بعد جس مشکیزہ سے پانی پیا اس کو انہوں نے محفوظ رکھا۔ جب کوئی شخص بیمار ہوتا یا برکت حاصل کرنے کا موقع آتا تو وہ اس سے پانی پیتی اور پلاتی تھیں۔ ❁

جب نبی ﷺ انس رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لاتے تھے تو ان کی والدہ آپ کے پسینے کو نچوڑ کر ایک شیشی میں بھر لیتی تھیں اور اس کو محفوظ رکھتی تھیں۔ ❁

❁ بخاری: کتاب مناقب الانصار باب ہجرة النبی ﷺ واصحابہ الی المدینہ، رقم: ۳۹۱۰۔ والترمذی: کتاب النقب باب مناقب عبد اللہ بن زبیر، رقم: ۳۸۲۶۔ ❁ مسند احمد: ۶/۳۴۸۔  
❁ ابوداؤد: کتاب اللباس باب لباس الغلیظ رقم الحدیث ۴۰۳۶۔  
❁ طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام یار رضی اللہ عنہا۔

❁ بخاری: کتاب الاستیذان باب من زار قوماً قتال عندهم، رقم: ۶۲۸۲، ۶۲۸۳۔ مسلم: کتاب الامارۃ باب فضل الغزوی البحر رقم ۴۹۳۳۔ ابوداؤد: کتاب المجاہد باب فضل الغزوی البحر رقم ۴۴۹۰۔

غزوہ خیبر میں آپ ﷺ نے ایک صحابیہ کو اپنے دست مبارک سے ایک ہار پہنایا تھا۔ وہ اس کی اس طرح قدر کرتی تھیں کہ عمر بھر اس کو گلے سے جدا نہیں کیا اور جب انتقال ہوا تو وصیت کی کہ ان کے ساتھ وہ بھی دفن کر دیا جائے۔ ❊

ایک دن نبی ﷺ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لائے۔ گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ نبی ﷺ نے اس کا دہانہ اپنے منہ سے لگایا اور پانی پیا۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مشکیزے کے دہانے کو کٹ کر اپنے پاس بطور یادگار کے رکھ لیا۔ ❊

آپ ﷺ حضرت شفاعت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے یہاں کبھی کبھی قیلولہ فرماتے تھے۔ اس غرض سے انہوں نے آپ کے لئے ایک بستر اور ایک خاص تہ بند بنوایا تھا جس کو پین کر نبی کریم ﷺ استراحت فرماتے تھے۔ یہ یادگاریں ایک مدت تک آپ کے خاندان میں محفوظ رہیں اخیر میں مروان نے ان سے لے لیں۔ ❊

### ادب رسول ﷺ

صحابیات رضی اللہ عنہن نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو دربار نبوت کے ادب و عظمت کے لحاظ سے تمام کپڑے زیب تن کر لیتیں۔ ایک صحابیہ فرماتی ہیں۔

جَمَعْتُ عَلَىَّ ثِيَابِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ❊

”میں نے تمام کپڑے پہن لئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔“

اگر نادانستگی کی حالت میں بھی کوئی کلمہ آپ ﷺ کی شان کے خلاف منہ سے نکل جاتا تو اس کی معافی چاہتیں۔ ایک صحابیہ کا بچہ فوت ہو گیا اور وہ اس پر رورہی تھی۔ آپ کا گزر ہوا تو فرمایا۔ ”اللہ سے ڈرو اور صبر کرو“ بولیں تمہیں میری مصیبت کی کیا پرواہ ہے؟ آپ ﷺ چلے گئے تو لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ دوڑی ہوئی آئیں اور عرض کی کہ میں نے حضور کو نہیں پہچانا۔ ❊

### حمایت رسول

صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے دلوں میں نہایت شدت کے ساتھ آپ کی حمایت کی آرزو رکھتی تھیں۔

❊ مسند احمد: ۶/۳۷۶۔ ❊ مسند احمد: ۶/۳۷۶۔ ❊ اسد الغابۃ: ۵/۲۸۶۔ الاصابۃ: ۳/۶۲۲۔

❊ ابوداؤد: کتاب الطلاق باب فی عدة الحامل، رقم: ۲۳۰۶۔ و مسلم: کتاب الطلاق باب انقضاء عدة التوفی عنہا وغیرہا بوضع الحمل، رقم: ۳۷۲۳۔ والسنن: کتاب الطلاق باب عدة الحامل التوفی عنہا زوجہا، رقم: ۳۵۳۶۔

❊ ابوداؤد: کتاب الجنائز، باب الصبر عند الصدۃ، رقم الحدیث: ۳۱۲۳۔ مسلم: کتاب الجنائز، باب الصبر علی المصیبة عند الصدۃ، الاولی: ۲۱۳۰۔

سیدنا طلیب بن عمیر رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور اپنی ماں ارڈی بنت عبدالمطلب کو اس کی خبر دی تو بولیں کہ ”تم نے جس شخص کی حمایت کی وہ اس کا سب سے بڑا مستحق تھا اگر مردوں کی طرح ہم بھی استطاعت رکھتیں تو آپ ﷺ کی حفاظت کرتیں اور آپ ﷺ کی طرف سے لڑتیں۔“ ❁

## خدمت رسول ﷺ

صحابیات رضی اللہ عنہن رسول اللہ ﷺ کی خدمت کو اپنا سب سے بڑا شرف خیال کرتی تھیں۔ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں انہوں نے اس استقلال کیساتھ آپ ﷺ کی خدمت کی کہ ان کو خادمہ رسول اللہ ﷺ کا لقب حاصل ہوا۔ ❁

سفینہ سیدہ سلمہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کی لونڈی تھی انہوں نے اس کو اس شرط پر آزاد کرنا چاہا کہ وہ اپنی عمر آپ ﷺ کی خدمت گزاری میں صرف کرے اس نے کہا ”اگر آپ یہ شرط نہ بھی کرتیں تب بھی میں تانفس واپس آپ کی خدمت سے علیحدہ نہ ہوتی۔“ ❁

## بہیت رسول

رسول اللہ ﷺ کی پر عظمت روحانیت سے صحابیات رضی اللہ عنہن اس قدر مرعوب ہو جاتی تھیں کہ جسم پر ریشہ پڑ جاتا تھا۔ ایک بار سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو مسجد میں اکڑوں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ان پر آپ ﷺ کے اس خشوع و خضوع کی حالت کا یہ اثر پڑا کہ کانپ اٹھیں۔ ❁

## نعت رسول ﷺ

صحابیات کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں تک آپ ﷺ کی مدح میں رطب اللسان رہتی تھیں۔ آپ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو لڑکیاں دف بجا بجا کر یہ شعر گاتی پھرتی تھیں۔

لَحْنُ جَوَاذٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ يَا حَبْذًا مُحَمَّدًا مِنْ جَارِ

”ہم خاندان بنو نجار کی لڑکیاں ہیں محمد ﷺ کتنے اچھے پڑوسی ہیں۔“ ❁

پردہ نشین عورتیں یہ اشعار پڑھتی تھیں۔

❁ اسد الغابہ: ۶۵/۳- الاصابہ: ۲/۲۳۳، ۲۳۸۸۔ ❁ ابوداؤد: کتاب الطب باب الحجامة، رقم: ۳۸۵۷۔

❁ ابوداؤد: کتاب الحن باب فی الحق علی شرط، رقم: ۳۹۳۲۔ ابن ماجہ: کتاب الحن باب من احق عبدا واشترط خدمتہ رقم: ۲۵۲۶۔

❁ شمائل الترمذی: باب ماجاء فی جلسۃ رسول اللہ۔ ❁ ابن ماجہ: کتاب الزکاح باب الغنا والدف، رقم: ۱۸۹۹۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَاتِ الْوَدَاعِ

”ثنیات الوداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا ہے“

وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَى لِلَّهِ ذَا ع

”جب تک دعا کرنے والے دعا کریں ہم پر اللہ تعالیٰ کا شکر واجب ہے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب رخصت ہو کر آئیں تو چھو کر یاں دف بجا بجا کر واقعات بدر کے متعلق اشعار گاتی تھیں۔ ان میں سے ایک نے یہ مصرعہ گایا۔

وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ

”ہم میں ایک پیغمبر ہے جو کل کی بات جانتا ہے۔“

تو آپ ﷺ نے روک دیا اور کہا کہ وہی گاؤ جو پہلے گارہی تھی۔ ❁

### پابندی احکام رسول ﷺ

صحابیات رضی اللہ عنہن رسول اللہ ﷺ کے احکام کی نہایت شدت کے ساتھ پابندی کرتی تھیں۔ آپ ﷺ نے شوہر کے علاوہ باقی اعزہ کے سوگ کے لئے صرف تین دن مقرر فرمائے تھے۔

صحابیات رضی اللہ عنہن نے اس کی اس شدت کے ساتھ پابندی کی کہ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی کا انتقال ہوا تو چوتھے دن کچھ عورتیں ان سے ملنے آئیں۔ انہوں نے ان سب کے سامنے خوشبو لگائی اور کہا کہ ”مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے کہ کسی مسلمان عورت کو شوہر کے علاوہ اور کسی کا تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں“ اس لئے یہ اسی حکم کی تعمیل تھی۔

جب حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد نے انتقال کیا تو انہوں نے تین روز کے بعد تیل لگایا خوشبو لیا اور کہا کہ ”مجھے اس کی ضرورت نہ تھی“ صرف آپ کے حکم کی تعمیل مقصود تھی۔ ❁

ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک سائل آیا۔ انہوں نے روٹی کا ایک ٹکڑا دیدیا۔ پھر اس کے بعد ایک خوش لباس شخص آیا تو انہوں نے اس کو بٹھا کر خوب کھانا کھلایا لوگوں نے اس تفریق و امتیاز پر اعتراض کیا۔ تو بولیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

أَنْزِلُوا النَّاسَ عَلَى قَدَرِ مَنَازِلِهِمْ

❁ بخاری: کتاب النکاح: باب ضرب الدف فی النکاح والولیۃ: رقم ۵۱۳۷۔ ابوداؤد: کتاب الادب: باب فی الغناء: رقم ۳۹۲۲۔ ابن ماجہ: کتاب النکاح: باب الغناء والدف: رقم ۱۸۹۷۔

❁ ابوداؤد: کتاب الطلاق: باب اعداد التوفی زوجھا، رقم ۲۲۹۹۔ بخاری: کتاب الطلاق: باب (والذین ینفقون منکم) رقم ۵۳۳۵۔ مسلم: کتاب الطلاق: باب وجوب اعداد فی عدة الوفاة: رقم ۳۷۲۵۔

”لوگوں کو ان کے درجہ پر رکھو۔“

ایک بار آپ ﷺ مسجد سے نکل رہے تھے دیکھا کہ راستے میں مرد عورتیں مل جل کر چلے رہے ہیں۔ عورتوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ”پیچھے رہو تم وسط راہ سے نہیں گزر سکتیں“ اس کے بعد عورتوں کا یہ حال ہو گیا کہ گلی کے کنارے سے اس طرح لگ کے چلتی تھیں کہ ان کے کپڑے دیواروں سے الجھ جاتے تھے۔ ❁

### رضا مندی رسول ﷺ

صحابیات رضی اللہ عنہن کو رسول اللہ ﷺ کی رضا مندی کی ہمیشہ فکر رہتی تھیں اس لئے اگر آپ ﷺ کبھی ناراض ہو جاتے تھے تو ہر ممکن تدبیر سے آپ کے رضا مند کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔ آپ ﷺ جب جتہ الوداع کے لئے تشریف لے گئے تو تمام امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن ساتھ تھیں۔ اتفاق سے راستہ میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ تھک کر بیٹھ گیا وہ رونے لگیں۔ نبی ﷺ کو خبر ہوئی تو خود تشریف لائے اور دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھے۔ آپ جس قدر ان کو رونے سے منع فرماتے تھے اسی قدر وہ اور زیادہ روتی تھیں۔ جب کسی طرح چپ نہ ہوئیں تو آپ نے ان کی سرزنش فرمائی اور تمام لوگوں کو منزل کرنے کا حکم دیا اور خود خیمہ نصب کروایا۔ اب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو خیال ہوا کہ آپ ﷺ ان سے ناراض ہو گئے ہیں اس لئے آپ کی رضا مندی کی تدبیر اختیار کی۔ اس غرض سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں اپنی باری کا دن کسی چیز کے معاوضہ میں نہیں دے سکتی لیکن اگر آپ رسول اللہ ﷺ کو مجھ سے راضی کر دیں تو میں اپنی باری کا دن آپ کو دیتی ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آمادگی ظاہر کی اور ایک دوپٹہ اوڑھا جو زعفرانی رنگ میں رنگا ہوا تھا پھر اس پر پانی کے چھینٹے دیے کہ خوشبو خوب پھیلے۔ اس کے بعد آپ کی خدمت میں گئیں اور خیمہ کا پردہ اٹھایا تو آپ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا یہ تمہاری باری کا دن نہیں ہے۔ بولیں:

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ❁

”یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے“



❁ ابوداؤد: کتاب الادب باب فی مشی النساء مع الرجال فی الطريق رقم ۵۷۲۲۔

❁ مسند احمد: ۶/۳۳۸-۶۲/۱ جمعہ: ۳۔

## تفویض الی الرسول ﷺ

عورت کے لئے نکاح کا مسئلہ سب سے زیادہ اہم ہے لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن نے اپنے آپ کو بالکل رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔ اس لئے آپ ﷺ جس سے چاہتے تھے ان کا نکاح کر دیتے تھے اور وہ خوشی اس کو قبول کر لیتی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس ایک صحابیہ تھیں جن سے ایک طرف تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جو نہایت دولت مند صحابی تھے نکاح کرنا چاہتے تھے دوسری طرف آپ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے متعلق ان سے گفتگو کی تھی لیکن حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو اپنی قسمت کا مالک بنا دیا اور کہا کہ میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے جس سے چاہیے نکاح کر دیجئے۔ ❁

جلیبب رضی اللہ عنہ ایک ظریف الطبع صحابی تھے جو راستوں میں بھی ظرافت اور مذاق کی باتیں کرتے تھے اس لئے صحابہ ان کو عموماً ناپسند کرتے تھے۔ ایک بار آپ ﷺ نے ان کے لئے ایک انصاری لڑکی سے نکاح کا پیغام دیا۔ انہوں نے کہا: ”کہ اس کی ماں سے مشورہ کر لوں۔ ماں نے جلیبب کا نام سنا تو انکار کیا لیکن لڑکی نے کہا ”رسول اللہ ﷺ کی بات نامنظور نہیں کی جاسکتی مجھے نبی ﷺ کے حوالے کر دو اللہ تعالیٰ مجھے ضائع نہیں کرے گا“ ❁

## ضیافت رسول

اگر خوش قسمتی سے صحابیات رضی اللہ عنہن کو کبھی رسول اللہ ﷺ کی ضیافت کا موقع ملتا تو نہایت عزت، محبت اور ادب کے ساتھ اس فرض کو بجالاتیں۔ ایک بار نبی ﷺ ام حرام رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے تو انہوں نے دعوت کی آپ ﷺ نے قبول فرمائی اور وہیں قیلولہ فرمایا: ❁

ایک بار ایک صحابی نے آپ ﷺ کی دعوت کی دعوت کھا کر آپ روانہ ہوئے تو ان کی بی بی نے پردے سے سر نکال کر کہا کہ ”یا رسول اللہ مجھ پر اور میرے شوہر پر درود بھیجتے جائیے“ آپ نے فرمایا ”خدا تم پر اور تمہارے شوہر پر رحمت نازل فرمائے۔“ ❁

بعض صحابیات رضی اللہ عنہن خود کوئی نئی چیز پکا کر آپ کی خدمت میں پیش کرتی تھیں۔ ایک بار حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے آٹا چھانا اور اس کی روٹیاں تیار کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش

❁ نسائی: کتاب النکاح، باب الخطبة فی النکاح، رقم ۲۲۲۹۔ ❁ مسند احمد ۳/۲۳۲۔

❁ ابوداؤد: کتاب المجاہد باب فضل الغزوة، البحر رقم ۲۳۹۰۔ مسلم: کتاب الامارۃ، باب فضل الغزوة، البحر رقم ۴۹۳۳۔

❁ مسند احمد ۳/۳۹۸۔

کیس۔ آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ بولیں ”ہمارے ملک میں اس کا رواج ہے، میں نے چاہا کہ آپ کے لئے بھی اسی قسم کی روٹیاں تیار کروں۔“ لیکن رسول اللہ ﷺ نے کمال زہد و تقشف سے فرمایا ”آٹے میں چوکر ملا کر پھر گوندھو۔“ ❁

### محبت رسول ﷺ

صحابیات رضی اللہ عنہا کے دل آپ کی محبت سے لبریز تھے اور وہ اس کا اظہار مختلف طریقوں سے کرتی تھیں۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں، وہ جب آپ ﷺ کا ذکر کرتیں تو فرط محبت سے کہتیں بابائے نبی میں آپ پر قربان۔ ❁

آپ ﷺ جب کسی غزوہ میں تشریف لے جاتے تو صحابیات فرط محبت سے آپ ﷺ کی واپسی اور سلامتی کے لئے نذریں مانگتی تھیں۔ ایک بار آپ کسی غزوہ سے واپس آئے تو ایک صحابیہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے نذرمانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح و سالم واپس لائے گا تو آپ کے سامنے دف بجا بجا کر گیت گاؤں گی۔ ❁

### شوق صحبت رسول ﷺ

صحابیات رضی اللہ عنہا کے دل میں آپ کی صحبت سے مستفیض ہونے کا نہایت شوق رہتا تھا۔ سیدہ قتیلہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں تو بچوں کو ان کے بچانے لے لیا۔ اب وہ تمام دنیوی جھگڑوں سے آزاد تھیں اس لئے ایک صحابی کے ساتھ خدمت مبارک میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ کی تعلیمات و تلقینات سے عمر بھر فائدہ اٹھایا۔ ❁



❁ ابن ماجہ: کتاب الاطعمہ باب المحاریر رقم ۳۳۳۶۔

❁ نسائی: کتاب الطہارۃ باب شہود الخیض العیدین و دعویۃ المسلمین رقم ۳۹۰۔

❁ ترمذی: کتاب المناقب باب فی مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب ۳۶۹۰۔ ابو داؤد کتاب الایمان باب ما ذکر

ہرمن و قاء الذر رقم ۳۳۱۲۔ ❁ الطبقات ۸/۲۲۸۔

## فضائل اخلاق

### غیرت اور شرم و حیا

فیض تربیت نبوی ﷺ نے صحابیات رضی اللہ عنہن کے ایک ایک فرد کو غیرت، خودداری اور عزت نفس کا جھمکا دیا تھا اس لئے وہ کسی کے سامنے دست سوال نہیں پھیلاتی تھیں۔ ماں باپ سے مانگتے ہوئے کسی کو شرم نہیں آتی لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن کی غیرت اس کو بھی گوارا نہیں کرتی تھی کہ ماں باپ سے بھری مخیل میں سوال کیا جائے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کے کام کاج سے تنگ آ گئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ لوٹری غلام آئے۔ حاضر خدمت ہوئیں کہ آپ ﷺ سے ایک غلام مانگیں۔ دیکھا کہ آپ ﷺ سے کچھ لوگ باتیں کر رہے ہیں شرم کے مارے واپس آئیں۔ ❀

### ایثار

فیاضی ایک اخلاقی وصف ہے لیکن ایثار فیاضی کی اعلیٰ ترین قسم ہے اور وہ صحابیات رضی اللہ عنہن میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں اپنی قبر کے لئے جگہ مخصوص کر رکھی تھی لیکن جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے درخواست کی تو انہوں نے یہ تجویز جنت مان کو دے دیا اور فرمایا:

كُنْتُ أُرِيدُ لِنَفْسِي وَلَا ذَرِئَتٍ بِهِ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي ❀

”میں نے خود اپنے لئے اس کو محفوظ رکھا تھا لیکن آج اپنے اوپر آپ کو ترجیح دیتی

ہوں۔“

ایک دن وہ روزہ سے تھیں۔ گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا۔ ایک مسکین عورت آئی انہوں نے لوٹری سے کہا کہ روٹی اس کو دے دو۔ اس نے کہا اظفار کس چیز سے کھجے گا بولیں: ”دے دو۔“ شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھجوا دیا۔ لوٹری کو بلا کر کہا: ”یہ تیری روٹی سے بہتر ہے۔“ ❀

### فیاضی

صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح اسلام کو صحابیات رضی اللہ عنہن کی فیاضی سے بھی بہت کچھ ثبات و استحکام حاصل

❀ ابوداؤد کتاب الاطعم باب فی التبع حدیث نمبر ۵۰۶۲۔ ❀ بخاری کتاب الجنازہ باب ما جاء فی قبر النبی و ابی بکر و عمر رقم ۱۳۶۲۔ ❀ مؤطا کتاب الصدق باب الترغیب فی الصدق رقم ۵۔



ہوا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنا خندان خاص رسول اللہ ﷺ کے لئے وقف کر دیا تھا۔  
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس قدر فیاض تھیں کہ جو کچھ ہاتھ آ جاتا تھا اس کو صدقہ کر دیتی تھیں، حضرت  
 عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو اس فیاضی سے روکنا چاہا تو اس قدر برہم ہوئیں کہ ان سے بات  
 چیت نہ کرنے کی قسم کھالی۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اس سے بھی فیاض تھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا معمول یہ تھا کہ جمع کرتی جاتی  
 تھیں جب معتد بہ سرمایہ جمع ہو جاتا تھا تو اس کو تقسیم کر دیتی تھیں لیکن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کل کے لئے  
 کچھ نہیں رکھتی تھیں روز خرچ کر دیا کرتی تھیں۔

ایک بار حضرت مکر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے بولیں  
 کہ ”تمہارے کوئی لڑکا ہے۔“ انہوں نے کہا ”نہیں“ فرمایا اگر میرے پاس دس ہزار درہم ہوتے تو میں تم کو  
 دے دیتی۔ ”حسن اتفاق سے شام ہی کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس روپے بھیجے۔ بولیں  
 کس قدر جلدی میں آزمائش ہوئی۔ فوراً آدی بھیج کر مکر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور دس ہزار درہم دے  
 دیے انہوں نے اس رقم سے ایک لوٹری خرید لی اور اس سے ان کے متعدد بچے پیدا ہوئے۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نہایت فیاض تھیں۔ وہ اپنے ہاتھ  
 سے چڑے کی دباغت کرتی تھیں اور جو کچھ آمدنی اس سے ہوتی تھی مساکین کو دیدیتی تھیں۔ ایک بار  
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں جس کا ہاتھ سب سے لمبا ہو گا وہ آخرت میں مجھے سے سب سے  
 پہلے ملے گا۔ اس بنا پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اپنے ہاتھوں کو ناپتی تھیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاتھ  
 سب سے چھوٹے تھے لیکن جب سب سے پہلے ان کا انتقال ہوا تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو معلوم ہوا  
 کہ لمبے ہاتھ سے فیاضی مراد تھی۔

## مخالف سے انتقام نہ لینا

اگر مخالف کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو انتقام لینے کا اس سے بہتر کوئی موقع نہیں مل سکتا  
 لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن کے دل میں اللہ تعالیٰ اور رسول کی محبت نے بغض و انتقام کی جگہ کب چھوڑی تھی؟  
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا میں باہم نوک جھوک رہتی تھی لیکن جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

زر قانی ۳/۳۲۷۔ الاصابہ ۳/۳۲۲، رقم ۱۱۴۵۔ بخاری: کتاب المناقب باب مناقب قریش رقم ۳۵۰۵۔

الادب المفرد باب سخاوت النفس رقم ۲۸۳۔ طبقات ابن سعد: تذکرہ مکر بن عبد اللہ۔

اسد الغابہ: ۵/۳۶۷۔ الاصابہ ۳/۳۲۴، رقم ۳۷۰۔

پر بہتان لگایا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ان کی اخلاقی حالت دریافت فرمائی تو بجائے اس کے کہ وہ انتقام لیتیں بولیں کہ میں اپنے کان اور اپنی آنکھ کی پوری حفاظت کرتی ہوں۔ مجھے ان کی نسبت بھلائی کے سوا کچھ معلوم نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خود اعتراف ہے۔

وَهِيَ الَّتِي تَسَامِيْنِي فَعَصَمَهَا اللَّهُ بِالْوَرَعِ "وہ اگرچہ میری حریف تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے تورع کی وجہ سے ان کو بچالیا۔" ❁

انتقام تو بڑی چیز ہے۔ صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے مخالفوں سے بغض رکھنا بھی پسند نہیں کرتی تھیں۔ حضرت معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تھا۔ ایک بار وہ کسی فوج کے سپہ سالار تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک شخص سے پوچھا کہ "ابی اس غزوہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کا سلوک کیسا رہا؟" اس نے کہا "ان میں کوئی عیب نہ تھا۔ سب لوگ ان کے مداح رہے۔ اگر کوئی اونٹ ضائع ہو جاتا تھا تو وہ اس کی جگہ دوسرا اونٹ دے دیتے تھے۔ اگر کوئی گھوڑا مر جاتا تھا تو وہ اس کی جگہ دوسرا گھوڑا دے دیتے تھے اگر کوئی غلام بھاگ جاتا تھا تو وہ اس کی جگہ دوسرا غلام دیدیتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر کہا: استغفر اللہ اگر میں ان سے اس بنا پر بغض کروں کہ انہوں نے میرے بھائی کو قتل کیا۔ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ دعائے مکتے ہوئے سنا کہ "اے اللہ تعالیٰ! جو شخص میری امت کے ساتھ ملاطفت کرے تو بھی اس کے ساتھ ملاطفت کر اور جو شخص اس پر سختی کرے تو بھی اس پر سختی کر۔" ❁

## مہمان نوازی

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نہایت دولت مند اور فیاض صحابیہ تھیں۔ انہوں نے اپنے مکان کو گویا مہمان خانہ بنا دیا تھا۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں باہر سے جو مہمان آتے تھے وہ اکثر انہی کے مکان پر ٹھہرتے تھے۔ ❁

## عزت نفس

صحابیات رضی اللہ عنہن عزت نفس کا مجموعہ تھیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جس دن شہید ہوئے اس روز اپنی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے ان کو دیکھا تو بولیں: "بیٹا! قتل کے خوف سے ہرگز کوئی ایسی شرط نہ قبول کر لینا جس پر تم کو ذلت برداشت کرنی پڑے۔"

❁ بخاری: کتاب الشهادات باب تعدیل النساء بعضھن بعضاً رقم ۲۶۶۱ ❁ اسد الغابۃ ۳/۳۸۴ تذکرہ حضرت معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ۔ ❁ نسائی: کتاب النکاح باب الخطبۃ فی النکاح رقم ۳۲۳۹۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! عزت کے ساتھ تلوار کھا کر مرجانا اس سے بہتر ہے کہ ذلت کے ساتھ کوڑے کی مار برداشت کر لی جائے۔“

## صبر و ثبات

مردوں پر نوح کرنا، بال نوچنا، کپڑے پھاڑ ڈالنا، مدتوں مرثیہ خوانی کرنا عرب کا قومی شعار تھا۔ لیکن فیض تربیت نبوی ﷺ نے صحابیات رضی اللہ عنہن کو صبر کا اس قدر خوگر بنا دیا تھا کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصاری کا لڑکا بیمار ہوا، صبح کے وقت اس کو بیمار چھوڑ کر کام کاج کے لئے باہر چلے گئے۔ ان کی عدم موجودگی میں یہاں لڑکا فوت ہو گیا لیکن ان کی بی بی نے لوگوں سے کہہ دیا کہ ”ابوطلحہ سے نہ کہنا۔“ وہ شام کو پلٹے تو بی بی سے پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ بولیں: ”پہلے سے زیادہ سکون کی حالت میں ہے۔ یہ کہہ کر کھانا لائیں اور انہوں نے کھانا کھایا۔ صبح ہوئی تو کہا کہ ”اگر ایک قوم کسی کو کوئی چیز عاریتاً دے اور پھر اس کا مطالبہ کرے تو کیا اس کو اس کے روک رکھنے کا حق حاصل ہے؟“ بولے ”نہیں“ بولیں: ”تو پھر اپنے بیٹے کو بھی صبر کرو۔“ ❁

رسول اللہ ﷺ غزوہ احد سے واپس آئے تو تمام صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے اپنے اعزہ و اقارب کا حال پوچھنے آئیں۔ انہی میں حضرت حمہ بنت محسن رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ وہ آئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا حمہ! اپنے بھائی عبداللہ بن محسن رضی اللہ عنہ پر صبر کرو۔ انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ اپنے ماموں حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ پر بھی صبر کرو۔“ انہوں نے اس پر بھی انا للہ پڑھا اور دعائے مغفرت کر کے خاموش ہو رہیں۔ ❁

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جب حجاج سے معرکہ آرا ہوئے تو ان کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیمار تھیں۔ وہ ان کے پاس آئے اور مزاج پُرسی کے بعد بولے کہ ”مرنے میں آرام ہے۔“ بولیں ”شاید تم کو میرے مرنے کی آرزو ہے۔ لیکن جب تک دو باتوں میں سے ایک نہ ہو جائے میں مرنا پسند نہ کروں گی۔ یا تو تم شہید ہو جاؤ اور میں تم کو صبر کر لوں یا فتح و ظفر حاصل کرو کہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔“ چنانچہ جب وہ شہید ہو چکے تو حجاج نے ان کو سولی پر لٹکا دیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا باوجود پیرانہ سالی کے یہ عبرتناک منظر دیکھنے کے لئے آئیں اور بجائے اس کے کہ روتی پیتھیں، حجاج کی طرف مخاطب ہو کر کہا: ”اس سوار کے لئے ابھی تک وہ وقت نہیں آیا۔ کہ اپنے گھوڑے سے نیچے اترے۔“ ❁

❁ مسلم: کتاب الادب باب استجاب تحنیک المولود عند ولادۃ برقم ۵۶۱۳۔ بخاری: کتاب العقیدہ باب تسمیۃ المولود عند ولادۃ لم یحق عزرقم ۵۴۷۰۔ الطہقات: ۱۷۵/۸۔ ❁ اسد الغابۃ: ۱۶۳/۳۔

## شجاعت

غزوات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس طرح دادِ شجاعت دی صحابیات رضی اللہ عنہن کے بہادرانہ کارنامے اس سے بھی حیرت انگیز ہیں۔ غزوہ خنین میں کفار نے اس زور و شور سے حملہ کیا تھا کہ میدان جنگ لرز اٹھا تھا لیکن حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ ہاتھ میں خنجر لئے ہوئے منتظر تھیں کہ کوئی کافر سامنے آئے تو اس کا کام تمام کر دیں۔ چنانچہ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ ”بولیں کہ چاہتی ہوں کہ کوئی کافر قریب آئے تو اس کے پیٹ میں گھونپ دوں۔“ ❀

غزوہ خندق میں رسول اللہ ﷺ نے تمام عورتوں کو ایک قلعہ میں محفوظ کر دیا تھا۔ ایک یہودی آیا اور قلعہ کے گرد چکر لگانے لگا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ”یہ جاسوس معلوم ہوتا ہے۔ اس کو قتل کر دو۔“ بولے: ”تمہیں تو معلوم ہے کہ میں اس میدان کا مرد نہیں۔“ اب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خود اتریں اور خیمہ کی ایک میخ اکھاڑ کر اس زور سے مارا کہ وہ وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔ ❀

## زہد و تقشف

صحابیات رضی اللہ عنہن نہایت زاہدانہ اور متشفیانہ زندگی بسر کرتی تھیں۔ ایک بار ایک شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا بولیں: ”ذرا ٹھہر جاؤ“ میں اپنی نقاب سی لوں۔“ اس نے کہا: ”اگر میں لوگوں کو اس کی خبر کر دوں تو لوگ آپ کو بخیل سمجھیں گے۔“ بولیں: ”جو لوگ پرانا دھرانا کپڑا نہیں پہنتے ان کو آخرت میں نیا کپڑا نصیب نہ ہوگا۔“ ❀

## زندہ دلی

صحابیات رضی اللہ عنہن کے جذبات کو اسلام نے تروتازہ اور عکفہ کر دیا تھا اس لئے ان میں زندہ دلی پائی جاتی تھی۔ عید کے دن معمول کے مطابق لڑکے اور لڑکیاں رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو کر باجے بجاتے تھے اور مسرت کے ترانے گاتے تھے۔ ❀

❀ مسلم: کتاب الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال رقم ۳۶۷۹۔ الاصابہ ۳/۳۶۱۱۔ ابوداؤد: کتاب الجہاد باب فی السلب عطی القائل رقم ۲۷۱۸۔ ❀ سیر اعلام النبلاء ۳/۱۷۰، ترجمہ ۴۔

❀ الادب المفرد باب الرفق فی المعیشہ رقم الحدیث ۴۷۷۔ ❀ بخاری: کتاب العیدین باب سیرۃ العیدین لاصل الاسلام رقم ۹۵۲۔ مسلم: کتاب صلاۃ العیدین باب الرخصة فی الملعب الذی لا مصیۃ فیہ رقم ۲۰۶۱۔ نسائی: کتاب صلاۃ العیدین باب الرخصة فی الاستماع الی الغناء رقم ۱۵۹۸۔

## راز داری

صحابیات رضی اللہ عنہن کا سینہ راز کا دفن تھا جس سے وہ قیامت تک باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ ایک دن آپ ﷺ کی خدمت میں تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن جمع تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی اسی حالت میں آگئیں آپ ﷺ نے ان کو مہربان کہا اور اپنے دائیں جانب بٹھالیا اور آہستہ سے ان کے کان میں ایک بات کہی وہ چیخ مار کر رو پڑیں۔ پھر آپ نے آہستہ سے ایک بات کہی جس سے وہ ہنس پڑیں۔ آپ ﷺ چلے گئے تو تمام بیویوں نے اس کی وجہ پوچھی۔ یوں آپ کی زندگی میں آپ ﷺ کا راز افاش نہیں کر سکتی۔ ❀

## عفت و عصمت

اسلام نے پاکیزگی اخلاق کی جو تعلیم دی ہے اس نے صحابیات رضی اللہ عنہن کو عصمت و عفت کا مجسمہ بنا دیا۔ ایک صحابیہ کو جن کی اخلاقی حالت زمانہ جاہلیت میں اچھی نہ تھی ایک شخص نے اپنی طرف مائل کرنا چاہا تو بولیں: ”غواب وہ زمانہ گیا اور اسلام آیا۔“ ❀ اسلام کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ لونڈیاں تک بدکاری سے نفرت کرنے لگیں۔ میکہ ایک لونڈی تھی جس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر شکایت کی کہ میرا آقا مجھ کو بدکاری پر مجبور کرتا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿لَا تَكْفُرْهُوَٰ فَنَجِّيَاكُمْ عَلَى الْبَغَاءِ﴾ ❀ ”اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔“ ❀

اس جرم کا ارتکاب تو صحابیات رضی اللہ عنہن سے بہت بعید تھا وہ اس کو بھی گوارا نہیں کرتی تھیں کہ کسی نامحرم کی نگاہ بھی ان پر پڑے۔ ایک بار حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کرنا چاہا اور رسول اللہ ﷺ سے مشورہ طلب کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”پہلے عورت کو جا کر دیکھ لو۔“ وہ اس غرض سے اس کے گھر گئے۔ عورت نے پردہ سے کہا: ”اگر رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے تو خیر نہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم۔“ ❀ اس معصیت کا ارتکاب تو بڑی چیز ہے اگر صحابیات رضی اللہ عنہن پر کبھی اس قسم کا اتہام بھی لگ جاتا تھا تو ان کے خرمین عقل و ہوش پر کھلی گر پڑتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کانوں میں جب واقعہ افک کی ہنک پڑی تو بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ لرزہ بخارا گیا اور آنسوؤں کی جھری لگ گئی۔ ❀

❀ مسلم: کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل فاطمة بنت النبی رسول اللہ ﷺ، رقم ۳۳۲۳۔ بخاری: کتاب المغازی باب مرض النبی دو قاض: ۳۳۲۳۔ مسند النبی: ۵/۵۲۲۔ ❀ مسند ابن خلیفہ: ۳/۱۷۷۔ ❀ ابوداؤد: کتاب الطلاق باب فی تنکیم المرأة رقم ۲۲۱۱۔ ❀ ابوداؤد: ۲۲۔

❀ ابن ماجہ: کتاب النکاح باب انظر الى المرأة اذا اراد ان یتزوجھا رقم ۱۸۲۷۔ ترمذی: کتاب النکاح باب ما جاء فی انظر الى النکوة رقم ۱۰۸۷۔ نسائی: کتاب النکاح باب اذا انظر قبل التزوج رقم ۳۳۲۷۔ ❀ بخاری: کتاب احادیث الانبیاء باب (قوله لعلک ان فی یوسف اخوة آیات اللہ علیہن) رقم ۳۳۸۸۔ مسند احمد: ۱/۳۱۸۳۔

## حسن معاشرت

### مصالحات اور صفائی

اگر بہ مقتضائے فطرت انسانی صحابیات رضی اللہ عنہن کسی سے ناراض ہو جاتی تھیں تو ان کو اس چند روزہ ناگواری پر نہایت افسوس ہوتا تھا۔ ایک معاملہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ناراض ہو گئیں اور بات چیت نہ کرنے کی قسم کھالی۔ لیکن قصور معاف کرنے کے بعد جب ان کو یہ قسم یاد آتی تھی تو اس قدر روتی تھیں کہ دوپٹہ تر ہو جاتا تھا۔ ❀

### صلہ رحمی

حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے اعزہ و اقارب کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَلَمْ أَرِ امْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّينِ مِنْ زَيْنَبَ وَأَتَقَى لِلَّهِ وَأَصْدَقَ حَدِيثًا وَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ ❀

”میں نے نہ زینب رضی اللہ عنہا سے زیادہ دیندار زیادہ پرہیزگار زیادہ سچی اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی عورت نہیں دیکھی۔“

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ایک جائیداد وراثت پائی تھی اور ان کو ایک لاکھ کی رقم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دی تھی۔ لیکن انہوں نے اس مال و جائیداد کو حضرت قاسم بن محمد اور حضرت ابن ابی عتیق پر جو ان کے قرابت دار تھے ہبہ کر دیا۔ ❀

صحابیات رضی اللہ عنہن کی صلہ رحمی صرف مسلمان اعزہ و اقارب کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ وہ کافر قرابت داروں کی قرابت کا بھی لحاظ رکھتی تھیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہجرت کر کے مدینہ آئیں تو ان کی والدہ جو کافرہ تھیں ان کے پاس آئیں اور مالی مدد مانگی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ کیا وہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ ❀ چنانچہ انہوں نے ان کو مدد دی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ایک یہودی قرابت دار کے لئے ایک جائیداد کی وصیت کی تھی۔ ❀

- ❀ بخاری: کتاب الادب باب الحجۃ رقم ۶۰۷۳۔ ❀ مسلم: کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل عائشہ رقم ۶۲۹۰۔  
❀ بخاری: کتاب النسبة باب حبة الواحد للجماعتی ترجمہ الباب۔ ❀ مسلم: کتاب الزکاة باب فضل الزکوة والصدقة علی الاقرین رقم ۲۳۲۳۔ ❀ داری: کتاب الوصایا باب الوصیۃ لاصل الذمہ ۴/۳۲۷۔

## ہدیہ دینا

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک دوسرے کو ہدیہ دینا محبت کو زیادہ کرتا ہے۔ اس لئے صحابیات رضی اللہ عنہن ایک دوسرے کے پاس عموماً ہدیہ بھیجا کرتی تھیں۔

حضرت نسیمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا اس قدر مفلس تھیں کہ ان پر صدقہ کا مال حلال تھا تاہم اس حالت میں بھی وہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی خدمت میں ہدیہ بھیجا کرتی تھیں۔ ایک بار ان کے پاس صدقہ کی کبری آئی تو انہوں نے اس کا گوشت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہدیہ بھیجا۔ ﴿﴾ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی جو صدقہ میں آتا تھا وہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو ہدیہ دے دیا کرتی تھیں۔ ﴿﴾

## خادموں کے ساتھ سلوک

صحابیات رضی اللہ عنہن خادموں کے ساتھ جیسا سلوک کرتی تھی اس کا اندازہ صرف اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ایک بار رات کو عبد الملک اٹھا اور اپنے خادم کو آواز دی۔ اس نے آنے میں دیر کر دی تو اس نے اس پر لعنت بھیجی۔ حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا اس کے محل میں تھیں۔ صبح ہوئی تو کہا کہ ”تم نے رات اپنے خادم پر لعنت بھیجی حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”لعنت بھیجنے والے قیامت کے دن شفعاء یا شہدانہ ہو گئے۔“ ﴿﴾

## باہمی اعانت

صحابیات رضی اللہ عنہن مصیبت میں دوسروں کی اعانت فرماتی تھیں اور ہمسایہ صحابیات رضی اللہ عنہن اپنی پڑوسنوں کو ہر قسم کی مدد دیتی تھیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو روٹی پکانا نہیں آتی تھی۔ لیکن ان کی پڑوسنیں ان کی روٹی پکایا کرتی تھیں۔ ﴿﴾

اگر عورتوں کو اپنے شوہروں سے شکایت پیدا ہوتی تو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا درد دکھ کہتی تھیں۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہایت پر زور طریقہ سے ان کی سفارش کرتی تھیں۔ ایک بار ان کی خدمت میں ایک عورت سبز دوپٹہ اوڑھ کر آئی اور

﴿﴾ بخاری: کتاب الزکاة، باب قدر کم عطی من الزکاة والصدقة ومن اعطی شاة، رقم ۱۳۳۶۔ مسلم: کتاب الزکاة، باب اباحۃ الصدقۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم ۲۳۹۰۔

﴿﴾ مسلم: کتاب الزکاة، باب اباحۃ الصدقۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ولینبی حاشم، رقم ۲۳۸۔

﴿﴾ مسلم: کتاب البر والصلۃ، باب انھی عن لعن الذؤاب وغیرھا، رقم ۶۶۱۰۔

﴿﴾ مسلم: کتاب الاداب، باب جواز رداف المرأة الاجنبیۃ، رقم ۵۶۹۲۔

جسم کھول کر دکھایا کہ شوہر نے اس قدر مارا ہے کہ بدن پر نیل پڑ گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ”مسلمان عورتیں جو مصیبت برداشت کر رہی ہیں ہم نے ایسی مصیبت نہیں دیکھی۔ دیکھئے! اس کا چڑا اس کے دوپٹے سے زیادہ سبز ہو گیا ہے۔“ بخاری کی اس روایت کے آخر میں عموماً عورتوں کی نسبت یہ الفاظ ہیں۔

((وَالنِّسَاءُ يَنْصُرُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا)) ❁

”عورتوں کی یہ فطرت ہے کہ ایک دوسرے کی اعانت کرتی ہیں۔“

ایک شخص کی بیوی بیمار تھیں۔ وہ حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ انہوں نے حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ بیوی بیمار ہے۔ انہوں نے ان کو بٹھا کر کھانا کھلایا اور جب تک ان کی بیوی بیمار رہیں حال پوچھتی اور کھانا کھلاتی رہیں۔ ❁

## عیادت

صحابیات رضی اللہ عنہن ہر ممکن طریقہ سے مریضوں کی عیادت کرتی تھیں۔ ایک دفعہ اصحاب صفہ میں سے ایک صحابی بیمار تھے۔ حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار ہو کر آئیں اور ان کی عیادت کی۔ ❁

## تیمارداری

صحابیات رضی اللہ عنہن نہایت دل سوزی سے مریضوں کی تیمارداری کرتی تھیں۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا اور ان کے تمام خاندان نے ان کی تیمارداری کی۔ ان کا انتقال ہو گیا تو کفن پہنانے کے بعد حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا نے محبت کے لہجے میں کہا ”تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، میں شہادت دیتی ہوں کہ اللہ نے تمہاری عزت کی۔“ ❁

حضرت زینب رضی اللہ عنہا مرض الموت میں بیمار ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے پوچھوایا کہ کون ان کی تیمارداری کرے گا؟ تمام بیویوں نے کہا ”ہم“ جب ان کا انتقال ہوا تو پھر دریافت کیا کہ کون ان کو غسل و کفن دے گا؟ تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے کہا ”ہم۔“ ❁

❁ بخاری: کتاب اللباس، باب الغیاب الاخصر، رقم ۵۸۲۵۔

❁ الادب المفرد: باب اطعام اهل المريض، رقم الحدیث ۵۲۲۔

❁ الادب المفرد: باب عیادة النساء الرجل المريض، رقم ۵۳۰۔

❁ بخاری: کتاب الشهادات، باب الفرع فی المشکلات ۲۶۸۷۔ الطبقات: ۸/۷۸، فی طبقات النساء۔



## تعزیت

صحابیات رضی اللہ عنہن تعزیت کو اپنا فرض خیال کرتی تھیں۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ ایک صحابی کو دفن کر کے آرہے تھے۔ راہ میں دیکھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جا رہی ہیں۔ پوچھا ”گھر سے کیوں نکلیں؟“ بولیں ”اس گھر میں تعزیت کے لئے گئی تھی۔“ ❊

عرب جاہلیت میں تعزیت کا طریقہ یہ تھا کہ عورتیں برادری میں جا کر باہم مردوں پر نوحہ کرتی تھیں لیکن اسلام نے جاہلیت کی اس رسم کو مٹا دیا۔ چنانچہ جب عورتیں اسلام لاتی تھیں تو ان سے اس رسم کے چھوڑنے کا معاہدہ لیا جاتا تھا۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے یہ معاہدہ لینا چاہا تو بولیں: ”فلاں خاندان نے زمانہ جاہلیت میں ہمارے مردے پر نوحہ کیا ہے مجھے اس کا معاوضہ ادا کرنا ضروری ہے۔“ چنانچہ نبی ﷺ نے ان کو (خصوصی) اجازت دے دی۔ ❊

## محبت اولاد

صحابیات رضی اللہ عنہن بچوں سے نہایت محبت رکھتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بیوی کو طلاق دی اور بچے کو اس سے لینا چاہا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ ”میرا پیٹ اس کا ظرف میری چھاتی اس کا مشکیزہ اور میری گود اس کا گوارہ تھا اور اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور اس کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک تم دوسرا نکاح نہ کرلو تم بچے کی سب سے زیادہ مستحق ہو۔“ ❊ اگرچہ یہ وصف عموماً تمام صحابیات رضی اللہ عنہن میں پایا جاتا تھا لیکن اس باب میں قریش کی عورتیں خاص طور پر ممتاز تھیں۔ چنانچہ خود رسول اللہ ﷺ نے ان کی اس خصوصیت کی مدح فرمائی:

((نِعَمَ النِّسَاءُ نِسَاءَ قُرَيْشٍ أَخْنَاهُنَّ عَلَى الْوَلَدِ وَأَرْعَاهُنَّ عَلَى الزَّوْجِ)) ❊  
 ”قریش کی عورتیں کس قدر اچھی ہیں، بچوں سے محبت رکھتی ہیں اور شوہروں کے مال و اسباب کی نگرانی کرتی ہیں۔“

## بھائی بہن سے محبت

صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے بھائی اور بہنوں سے نہایت محبت رکھتی تھیں۔ حضرت عبداللہ ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا مقام حبش میں انتقال ہوا اور لاش مکہ میں دفن ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرط محبت سے

❊ ابوداؤد: کتاب الجنازہ باب التعمیہ رقم ۳۱۲۳۔ ❊ مسلم: کتاب الجنازہ باب التعمیہ رقم ۲۱۶۵۔  
 ❊ ابوداؤد: کتاب الطلاق باب من اتق بالولد رقم ۲۲۷۔ ❊ بخاری: کتاب النکاح باب الی من تک دای  
 النساء خیر وما یستحب ان یتخیر لطفہ من غیر ابیہا رقم ۵۰۸۲۔ مسلم: کتاب فضائل الصحابہ باب خیر اناس رقم ۶۳۵۳۔

ان کی قبر تک آئیں اور ایک مشہور مرثیہ کے چند اشعار پڑھے۔

وَكُنَّا كَنَدَ مَا نُنِي جَذِيمَةً حَقْبَةً مِّنَ الدَّهْرِ حَتَّى قِيلَ لَن يَتَصَدَّعَا  
”اور ہم دونوں ایک مدت تک جذیرہ کے ہم نشینوں کی طرح ساتھ رہے یہاں تک  
کہ لوگوں نے کہا ان میں کبھی جدائی نہ ہوگی۔“

فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّي وَمَا لَنَا بِطَوَّلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبْتَ لَيْلَةً مَعًا ❊  
”لیکن جب جدائی ہوئی تو ایسی کہ گویا ہم نے اور مالک نے باوجود طویل ملاقات  
کے ایک رات بھی ساتھ بسر نہیں کی تھی۔“

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شریک ہوئے تو ان کی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آئیں کہ مقتل  
میں ان کا پیہ لگا لیں۔ لیکن لوگوں نے ان کی پریشانی کے خیال سے نہیں بتایا۔ بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے پاس آئیں تو آپ کو خوف پیدا ہوا کہ اس واقعہ سے کہیں ان کی عقل نہ جاتی رہے اس لئے ان  
کے سینہ پر ہاتھ رکھا تو انہوں نے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور رونے لگیں۔ ❊  
حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو تمام عورتیں رونے لگیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کی قبر کے  
پاس روتی تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھوں سے ان کے آنسو پونچھتے تھے۔ ❊

## حمایت والدین

صحابیات رضی اللہ عنہن والدین کی حمایت سے سخت موقعوں پر بھی انماض نہیں کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ  
کفار نے حالت نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا  
دوڑ کے آئیں اس کو آپ کی گردن سے نکال کر پھینک دیا اور کفار کو برا بھلا کہا۔ ❊

## پرورش یتیمی

یتیموں کی پرورش بڑی نیکی کا کام ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

((أَبَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ))

”ہم اور یتیموں کی پرورش کرنے والے جنت میں اس قدر قریب ہونگے جس قدر یہ  
دونوں انگلیاں قریب قریب ہیں۔“

اس لئے صحابیات رضی اللہ عنہن یتیموں کی پرورش اپنا فرض سمجھتی تھیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا متعدد  
یتیموں کی پرورش کرتی تھیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور پوچھا کہ

❊ ترمذی: کتاب الجنائز باب ما جاء في الزيادة للقبور للنساء رقم ۱۰۵۵۔

❊ الطبقات: ۲۸/۸۔ اسد الغابۃ: ۴۹۲/۵۔ ❊ مسند ابوداؤد طیالسی صفحہ ۳۵۱۔

❊ بخاری: کتاب الصلوٰۃ باب المرأة تطرح عن المصلیٰ حیثما من الاذی رقم ۵۲۰۔

”میں اپنے شوہر اور ان یتیموں پر صدقہ کروں تو جائز ہے؟“ دوسری صحابیہ رضی اللہ عنہا بھی اس غرض سے در دولت پر کھڑی تھیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اطلاع کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”اس کا دوا ہر اثواب ملے گا ایک قرابت کا اور دوسرا صدقہ کا۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے بچے یتیم ہو گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی پرورش فرماتی تھیں۔

## یتیموں کے مال کی نگہداشت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یتیموں کے مال کی حفاظت و نگہداشت کے متعلق ایک نہایت مفصل آیت نازل فرمائی ہے۔ ﴿وَابْتَغُوا الَّتِي مَنَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ﴾ اس بنا پر صحابیات نہ صرف ان کے مال کی حفاظت کرتی تھیں بلکہ اس کو ترقی دیتی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یتیموں کے مال لوگوں کو دیتی تھیں کہ تجارت کے ذریعہ سے اس کو ترقی دیں۔

## بچوں کی پرورش

صحابیات رضی اللہ عنہا بچوں کی پرورش میں اپنے عیش و آرام کو بھی فراموش کر دیتی تھیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جب بیوہ ہوئیں تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بچے تھے اس لئے انہوں نے یہ عزم بالجزم کر لیا کہ جب تک ان کی نشو و نما کامل طور پر نہ ہو جائے گی وہ دوسرا نکاح نہ کریں گی۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ خود شکر گزارانہ لہجے میں اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو جزائے خیر دے کہ اس نے میری ولایت کا حق ادا کیا۔

رسول اللہ ﷺ صحابیات رضی اللہ عنہا کو دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب تھے۔ لیکن بایں ہمہ جب آپ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا تو انہوں نے معذرت کی کہ ”یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے میری آنکھوں سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ لیکن شوہر کا حق بہت زیادہ ہے اس لئے مجھے خوف ہے اگر میں شوہر کا حق ادا کروں گی تو بچوں کی طرف سے بے پروائی کرنا پڑے گی اور اگر بچوں کی پرورش میں مصروف رہوں گی تو شوہر (یعنی اگر نکاح کر لوں گی) تو آپ کا حق ادا نہ کر سکوں گی۔“

۱ بخاری: کتاب الزکاۃ، باب الزکاۃ علی الزوج والا یتام فی الحجۃ رقم ۱۳۶۶۔

۲ مؤطا: کتاب الزکاۃ، باب زکوۃ اموال الیتامی والتجارۃ، رقم ۱۳۔

۳ [النساء: ۶۶] مؤطا: کتاب الزکاۃ، باب زکوۃ اموال الیتامی والتجارۃ، رقم ۱۳۔

۴ الطبیقات: ۳۱۱/۸۔

۵ الاصابۃ: ۵۰۳/۲۔

## شوہر کے مال و اسباب کی حفاظت

خاوند بیوی کے معاشرتی تعلقات پر اس کا نہایت عمدہ اثر پڑتا ہے کہ بیوی نہایت دیانت کے ساتھ شوہر کے مال و اسباب اور گھر بار کی حفاظت کرے اور صحابیات رضی اللہ عنہن میں یہ دیانت پائی جاتی تھی۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ وہ گھر میں تھیں کہ ایک غریب سوداگر آیا اور کہا کہ ”اپنے سایہ دیوار کے نیچے مجھ کو سودا بیچنے کی اجازت دیجیے۔“ وہ عجیب کش مکش میں مبتلا ہوئیں فیاضی اور کشادہ دلی سے اجازت دینا چاہتی تھی لیکن شوہر کی اجازت کے بغیر اجازت نہیں دے سکتی تھیں۔ بولیں ”اگر میں اجازت دے دوں اور زبیر انکار کر دیں تو مشکل پڑے گی۔ زبیر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں آؤ اور مجھ سے سوال کرو“ وہ اسی حالت میں آیا جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ گھر میں موجود تھے اور کہا ”یا ام عبد اللہ! میں محتاج آدی ہوں آپ کی دیوار کے سایہ میں کچھ سودا بیچنا چاہتا ہوں“ بولیں ”تم کو مدینہ میں میرا ہی گھر ملتا تھا“ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ”تمہارا کیا بگڑتا ہے جو ایک محتاج کو بیع و شرا سے روکتی ہو؟“ وہ تو چاہتی تھیں اجازت دے دی۔ وہ نہایت فیاض تھیں اس لئے صدقہ و خیرات کرنا بہت پسند کرتی تھیں لیکن شوہر کے مال کے سوا ان کے پاس اور کچھ نہ تھا اور شوہر کے مال میں بلا اجازت تصرف نہیں کر سکتی تھیں۔ مجبوراً رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ ”میں زبیر رضی اللہ عنہ کی آمدنی میں سے کچھ صدقہ کروں تو کیا گناہ کی بات ہے؟“ ارشاد ہوا جو کچھ ہو سکے دو۔“

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی تو ان میں سے ایک خاتون انھیں اور کہا کہ ہم اپنے باپ بیٹے اور شوہر کے محتاج ہیں ان کے مال میں سے ہمارے لئے کس قدر لینا جائز ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا ”اس قدر کہ کھاپی لو اور ہدیہ دو۔“

اگرچہ یہ وصف عموماً تمام صحابیات رضی اللہ عنہن میں پایا جاتا تھا لیکن اس باب میں قریش کی عورتیں خاص طور پر ممتاز تھیں۔ چنانچہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے ان کی اس خصوصیت کو ان الفاظ میں نمایاں کیا۔

((نَعَمْ النِّسَاءُ نِسَاءُ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُنَّ عَلَى الْوَلَدِ وَأَرْعَاهُنَّ عَلَى الزَّوْجِ))

مسلم: کتاب الادب باب جواز ارفاد المرأة الاجبية اذا دعت في الطريق رقم ۵۶۹۲۔

مسلم: کتاب الزکاة باب الاحت علی الاطلاق وکراہیۃ الاحصاء رقم ۲۳۷۸۔

ابوداؤد: کتاب الزکوة باب المرأة تصدق من بیت زوجها رقم ۱۶۸۶۔

”قریش کی عورتیں کس قدر اچھی ہیں۔ بچوں سے محبت رکھتی ہیں اور شوہر کے مال و اسباب کی نگرانی کرتی ہیں۔“

## شوہر کی رضا جوئی

صحابيات رضی اللہ عنہا اپنے شوہروں کی رضا مندی اور خوشنودی کا نہایت خیال رکھتی تھیں۔ حضرت خولاء رضی اللہ عنہا عطر فروش تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ ”میں ہر رات کو خوشبو لگاتی ہوں۔ بناؤ سنگار کر کے دلہن بن جاتی ہوں اور خالصۃً لوجہ اللہ اپنے شوہر کے پاس جا کر سو رہتی ہوں لیکن اس پر بھی وہ متوجہ نہیں ہوتے اور منہ پھیر لیتے ہیں۔ پھر ان کو متوجہ کرتی ہوں اور وہ اعراض کرتے ہیں۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ سے بھی اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا ”جاؤ اور اپنے شوہر کی اطاعت کرتی رہو۔“

ایک روز آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں چاندی کے چھلے دیکھے تو فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے؟ بولیں ”میں نے اس کو اس لئے بنایا ہے کہ آپ کے لئے بناؤ سنگار کروں۔“

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ہاتھ میں سونے کے کنگن تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پہننے سے منع فرمایا۔ بولیں ”اگر عورت شوہر کے لئے بناؤ سنگھار نہ کرے گی تو اس کی نگاہ سے گر جائے گی۔“

## شوہر کی محبت

صحابيات رضی اللہ عنہا اپنے شوہروں سے نہایت محبت رکھتی تھیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی ابو العاص سے ہوئی تھی۔ وہ حالت کفر میں تھے کہ بدر کا معرکہ پیش آ گیا۔ اور وہ گرفتار ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیران جنگ کو فدیہ لے کر رہا کرنا چاہا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنا ایک یا دیگار ہار جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو رخصتی کے وقت دیا تھا ابو العاص کے فدیہ میں بھیج دیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بنت نضیر کو اپنے شوہر کی شہادت کا حال معلوم ہوا تو فرط محبت سے چیخ اٹھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اہل وعیال کے ساتھ بہت زیادہ شغف نہ تھا۔ تاہم ان کی بیوی حضرت

اسد الغابۃ: ۵/۳۳۲، ۵۳۸۔ ۱۲۱ ابو داؤد: کتاب الزکوٰۃ باب الکفر ما حوز کاۃ الحلی رقم ۱۵۶۵۔

نسائی: کتاب الزینۃ باب انکراہیۃ للنساء فی اظہار الحلی والذهب رقم ۵۱۳۵۔ ابو داؤد: کتاب الجہاد

باب فی فداء الاسیر بالمال رقم ۲۶۹۲۔ ابن ماجہ: کتاب الجنازۃ باب ماجاء علی المیت رقم ۱۵۹۰۔

عائشہ رضی اللہ عنہا روزے کے دنوں میں بھی فرط محبت سے ان کے سر کا بوسہ لیتی تھیں۔ ❁  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پہلے شوہر حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے نہایت محبت تھی  
چنانچہ جب وہ طائف میں شہید ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک پردہ مرثیہ لکھا جس کا ایک شعر  
یہ ہے۔

فَالَيْتُ لَا تَنفُكُ عَنِّي حَزِينَةٌ عَلَيَّكَ وَلَا يَنْفُكُ جَلْدِي أَغْبَرُ  
”میں نے قسم کھائی ہے کہ تیرے غم میں میری آنکھ ہمیشہ پر غم اور جسم ہمیشہ غبار  
آلود رہے گا۔“

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کی۔ دعوت ولیمہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ  
بھی شریک تھے۔ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ شعر یاد دلایا تو رو پڑیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت  
ہوئی تو ان کا بھی نہایت پردہ مرثیہ لکھا۔ اس کے بعد ان سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور وہ  
بھی شہید ہوئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا بھی مرثیہ لکھا۔ ❁

## شوہر کی خدمت

صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے شوہروں کی خدمت نہایت دل سوزی کے ساتھ کرتی تھیں رسول  
اللہ ﷺ کمال طہارت کی وجہ سے مسواک کو بار بار دھلوا کر دیتے تھے اور اس پاک خدمت کو حضرت  
عائشہ رضی اللہ عنہا ادا فرماتی تھیں۔ ❁ ایک مرتبہ آپ کھلے کمرے میں آئے۔ ایک صحابی نے کہا  
”یا رسول اللہ ﷺ اس پر وہ بے نظر آتا ہے۔“ آپ نے اس کو غلام کے ہاتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے  
پاس بھیج دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کٹورے میں پانی منگایا خود اپنے ہاتھ سے دھویا اور خشک کیا اور  
اس کے بعد آپ کے پاس بھیج دیا۔ ❁ جب رسول اللہ ﷺ احرام باندھتے یا احرام کھولتے تھے۔  
تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے جسم مبارک میں خوشبو لگاتی تھیں۔ ❁  
جب آپ ﷺ خانہ کعبہ کی ہدی بھیجتے تھے تو وہ ان کے گلے کا قلادہ بنتی تھیں۔ ❁

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب تمام دنیا کی خدمت و اعانت سے محروم ہو جاتے تھے تو اس بے کسی کی

❁ مؤطا: کتاب الصیام باب ما جاء فی الرخصة فی القیام للصائم رقم ۱۵۔ ❁ اسد الغابہ: ۵/۳۹۸، ۳۹۷۔

❁ ابوداؤد: کتاب الطہارة باب غسل السواک رقم ۵۲۔ ❁ ابوداؤد: کتاب الطہارة باب الاعادة من الحجۃ یكون

فی الثوب، رقم ۳۸۸۔ ❁ ابوداؤد: کتاب النساک باب الطیب عند الاحرام، رقم ۱۷۴۵۔

❁ ابوداؤد: کتاب النساک باب من یبش بحدیہ واقام، رقم ۵۹۱۔

حالت میں صرف ان کی بیویاں ان کا ساتھ دیتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے کی بنا پر حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئے اور آخر میں تمام مسلمانوں کی طرح ان کی بیوی کو بھی تعلقات کے منقطع کر لینے کا حکم دیا۔ تو وہ حاضر خدمت ہوئیں اور کہا کہ ”وہ بوڑھے آدمی ہیں۔ ان کے پاس نوکر چاکر نہیں۔ اگر میں ان کی خدمت کروں تو آپ ناپسند فرمائیں گے۔“ ارشاد ہوا ”نہیں۔“ ❁

عورت کتنی ہی اطاعت گزار اور فرماں بردار ہو لیکن اگر اس سے تعلقات منقطع کر لئے جائیں تو وہ شوہر کی طرف مائل نہیں ہو سکتی۔ لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن نے اس فطرتی اصول کو بھی توڑ دیا تھا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے ظہار کیا یعنی ایک مدت معینہ کے لئے ان کو اپنے اوپر حرام کر لیا تاہم اس حالت میں بھی وہ ان کی خدمت گزاری میں مصروف رہتی تھیں۔



## طرز معاشرت

### غربت و افلاس

ابتدائے اسلام میں صحابیات رضی اللہ عنہا نہایت فقر و فاقہ اور غربت و افلاس کے ساتھ زندگی بسر کرتی تھیں جس کا اثر ان کے لباس مکان اثاث البیت اور سامان آرائش غرض ہر چیز سے ظاہر ہوتا تھا۔

### لباس

صحابیات رضی اللہ عنہا کو کپڑوں کی نہایت تکلیف تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جگر گوشہ رسول کی چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ ایک بار انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ادب و حیا سے جسم کے ہر حصہ کو چھپانا چاہا لیکن ناکامی ہوئی۔ سر ڈھانپتی تھیں تو پاؤں کھل جاتے تھے۔ پاؤں ڈھکتی تھیں تو سر کھل جاتا تھا۔ \* بعض صحابیات رضی اللہ عنہا کو تو چادر بھی میسر نہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابیات رضی اللہ عنہا کو عید گاہ میں جانے کی اجازت دی تو ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ”اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے؟“ ارشاد ہوا کہ ”اس کو دوسری عورت اپنی چادر میں لے لے۔“ \*

شادی بیاہ میں غریب سے غریب آدمی بھی دلہن کے لئے اچھا جوڑا بنواتا ہے لیکن صحابیات رضی اللہ عنہا کو معمولی جوڑا بھی میسر نہ تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میرے پاس گاڑھے کی ایک کرتی تھی۔ شادی بیاہ میں جب کوئی عورت سنواری جاتی تھی تو وہ مجھ سے اس کو مستعار منگوا لیتی تھی۔ \*

### مکان

غربت و افلاس کی وجہ سے صحابیات رضی اللہ عنہا کے مکان نہایت مختصر پست اور کم حیثیت ہوتے تھے۔ گھروں میں جائے ضرورت تک نہ تھی۔ \* اس لئے راتوں کو صحرائیں جانا پڑتا تھا دروازوں پر پردے بھی نہ تھے۔ \* راتوں کو جھانکے کے لئے چراغ تک میسر نہ تھا۔ \*

\* ابوداؤد: کتاب اللباس باب فی العبدۃ نظری شعر مولانا رقم ۳۱۰۶۔

\* ابوداؤد: کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب ماجانی خروج النساء فی العیدین رقم ۱۳۰۷۔

\* بخاری: کتاب الھبۃ باب الاستعارۃ للعرس عند البنات رقم ۲۶۲۸۔

\* بخاری: کتاب المغازی باب حدیث الایک رقم ۳۱۲۱۔

\* ابوداؤد: کتاب الادب باب فی الاستیذان فی العورات الثلاث ۵۱۹۲۔ صحیح بخاری۔



## گھر کا سامان

صحابیات رضی اللہ عنہن کے گھروں میں نہایت مختصر سامان ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ میاں بیوی دونوں کے لئے صرف ایک کچھونا ہوتا تھا۔ ❀ اور وہ بھی کھجور کے پتوں سے بنایا جاتا تھا۔

## زیورات

صحابیات رضی اللہ عنہن نہایت معمولی اور سادہ زیور استعمال کرتی تھیں۔ احادیث کی کتابوں کے تتبع و استقرا سے بازو بند کڑے، بالی ہار، گٹھلی اور چھلے کا پتہ چلتا ہے۔ لوگ کا ہار بھی پہنتی تھیں جن کو عرب صحاب کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک ہار جو سفر میں گم ہو گیا تھا وہ مہرہ یمانی کا تھا۔ ❀

## سامان آرائش

صحابیات رضی اللہ عنہن سرمہ اور مہندی کا استعمال بھی کرتی تھیں۔ زچہ خانہ (بچے کی پیدائش کے بعد عورت جب پاک ہو کر غسل کرتی ہے) سے نکلتی تھیں تو منہ پر درس (ایک قسم کی سرخ گھاس کا نام ہے) کا غازہ ملتی تھیں کہ چہرہ سے داغ دھبے مٹ جائیں۔ ❀ خوشبو میں زعفران، عطر اور سک کا استعمال کرتی تھیں۔ سک ایک قسم کی خوشبو ہے جو ماتھے پر لگائی جاتی ہے۔

## اپنا کام خود کرنا

صحابیات رضی اللہ عنہن خانہ داری کے کاموں کو خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتی تھیں اور اس میں سخت سے سخت تکلیفیں برداشت کرتی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی محبوب ترین صاحبزادی تھیں لیکن بچکی پیٹے پیٹے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے۔ مشکیزے میں پانی لاتے لاتے سینہ انداز ہو گیا تھا۔ جھاڑ دیتے دیتے کپڑے میلے ہو گئے تھے۔ ❀

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن باری باری گھر کا کام دھندا خود کرتی تھیں۔ ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی۔ انہوں نے جو پیسے اور اس کی روٹی پکانی اور رسول اللہ ﷺ کا انتظار شروع کیا۔ آپ ﷺ کے آنے میں دیر ہو گئی تو سو گئیں۔ آپ آئے تو جگایا۔ ❀ حضرت اسماء حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی

❀ ابوداؤد: کتاب الطہارۃ، باب فی الرجل یشیب منھا ما دون الجماع، رقم ۲۶۹۔

❀ ابوداؤد: کتاب الطہارۃ، باب التیم، رقم ۳۲۰۔

❀ ابوداؤد: کتاب الطہارۃ، باب ما جاء فی وقت النساء، رقم ۳۱۱۔

❀ ابوداؤد: کتاب الخراج، باب فی بیان مواضع قسم الخمس و سهم ذی القربی، رقم ۲۹۸۸۔

❀ الادب المفرد، باب لا یدعی جارہ، رقم ۱۲۰۔

تھیں اور ان کی شادی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی وہ اس قدر مفلس تھے کہ ایک گھوڑے کے سوا گھر میں کچھ نہ تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا خود باغوں میں جا جا کر گھوڑے کے لئے گھاس لاتی تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سائسی کے لئے ایک غلام بھیجا تو انہوں نے اس خدمت سے نجات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک قطعہ زمین بطور جاگیر کے دیا تھا جو مدینہ سے تین فرسخ دور تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا روز وہاں جاتیں اور وہاں سے کھجور کی گٹھلیاں اپنی سرپرستائیں اور ان کو کوٹ کر کنویں سے ان کی پانی کھینچنے والی اونٹنی کو کھلاتیں۔

گھر کے دوسرے کام ان کے علاوہ تھے خود پانی لاتیں، مشک پھٹ جاتی تو اس کو ستیتیں، آٹا گوند حشیں، روٹی پکاتیں۔ \* گھر کے کام دھندے کے علاوہ صحابیات رضی اللہ عنہن بعض صنعتی کام بھی کرتی تھیں۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا طائف کی ادھوڑی بناتی تھیں۔ جس کی وجہ سے ان کی مالی حالت تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بہتر تھی۔ \* بعض صحابیات رضی اللہ عنہن کپڑے بنتی تھیں۔ \*

پردہ

عہد نبوت میں اگرچہ سخت پردہ رائج نہ تھا۔ تاہم عورتیں بالکل بے پردہ اور آزاد بھی نہ تھیں۔ محفہ میں سفر کرتی تھیں۔ \* نقاب پوش رہتی تھیں۔ \* اور غیر محرم سے پردہ کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے زمانہ میں جب لوگ ہمارے سامنے سے گزرتے تھے تو ہم چہرے پر چادر ڈال لیتی تھیں۔ جب لوگ گزر جاتے تو پھر منہ کھول لیتی تھیں۔ \* ایک مرتبہ حضرت الفح بن ابی القیس رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرنے کے لئے آئے وہ پردہ میں چھپ گئیں۔ بولے ”تم مجھ سے پردہ کرتی ہو میں تو تمہارا چچا ہوں“ بولیں کیوں کر؟ بولے: میرے بھائی کی بیوی نے تم کو دودھ پلایا ہے۔ بولیں ”مرد نے تو دودھ نہیں پلایا۔“ \*

\* مسلم: کتاب السلام باب جواز ارفاد المرأة الاجنبیہ، رقم ۵۶۹۳۔ مسند امام احمد: ۶/۳۴۷۔

\* اسد الغابۃ: ۵/۳۴۰۔ الاصابۃ: ۴/۲۸۶۔ \* اسد الغابۃ: ۸/۱۳۸ تحت اسم کعبہ۔ الاصابۃ: ۴/۳۹۶، رقم ۱۶۶۔ نسائی: کتاب الزینۃ باب لبس البرود رقم ۵۳۲۳۔

\* ابوداؤد: کتاب المناسک باب فی الصبی حج، رقم ۱۷۳۶۔

\* ابوداؤد: کتاب المناسک باب ما یلبس المحرم رقم ۱۸۲۵۔ \* ابوداؤد: کتاب المناسک باب الحرمۃ تغطی وجہہا رقم ۱۸۳۳۔ \* ابوداؤد: کتاب النکاح باب فی لبن اللحل، رقم ۲۰۵۷۔ بخاری: کتاب النکاح باب لبن اللحل، رقم ۵۱۰۳۔ مسلم: کتاب الرضاع باب تحریم الرضاعۃ من ماء اللحل، رقم ۳۵۷۱۔

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا شہید ہوا۔ وہ نقاب پہن کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو دیکھ کر کہا ”بیٹے کی شہادت کا حال پوچھنے آئی ہو اور نقاب پوش ہو کر؟“ بولیں: ”میں نے اپنے بیٹے کو کھو دیا ہے شرم و حیا کو تو نہیں کھو دیا۔“

ہمارے زمانہ میں پردہ ایک رسمی چیز ہے۔ مثلاً ایک عورت کسی محرم سے رسماً پردہ کرتی ہے تو اس سے لازمی طور پر ہمیشہ پردہ کرے گی۔ لیکن دو چار بار کسی نامحرم کے سامنے آنے کا اتفاق ہو گیا تو پھر اس کے لئے پردہ کی تمام قیود توڑ دی جاتی ہیں۔ لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن رسمی پردے کی پابند نہ تھیں ان کا پردہ بالکل شرعی تھا۔ اگر شریعت اجازت دیتی تھی تو وہ کسی کے سامنے آتی تھیں اور جب شرعی موانع پیدا ہو جاتے تھے تو اس سے پردہ کرنے لگتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذہب ہے کہ غلاموں سے پردہ ضروری نہیں اس لئے وہ حضرت ابو عبد اللہ سالم رضی اللہ عنہ کے سامنے جو نہایت متدین غلام تھے آتی تھیں اور ان سے بے تکلف باتیں کرتی تھیں۔ ایک دن ابو عبد اللہ سالم رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ ”اللہ تعالیٰ نے آج مجھے آزاد کر دیا“ چونکہ اب وہ غلام باقی نہیں رہے اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پردہ کرنا شروع کر دیا اور پھر عمر بھر ان کے سامنے نہ ہوئیں۔



ابوداؤد: کتاب البہا ذباب فضل قتال الروم علی غیرہم من الامم، رقم ۲۳۸۸۔

التسائی: کتاب الطہارۃ باب مسح المرأة رأسها، رقم ۱۰۰۔

## معاملات

### ادائے قرض کا خیال

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اکثر قرض لیا کرتی تھیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ قرض کیوں لیتی ہیں؟ بولیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ”کہ جو بندہ قرض کے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے اس کے لئے مددگار مقرر کر دیتا ہے“ تو میں اسی مددگار کی جستجو کرتی ہوں۔ ❁

### قرض کا ایک حصہ معاف کر دینا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک غلام کو مکاتب بنایا۔ اس نے جب بدل کتابت ادا کرنا چاہا تو کہا کہ اس میں کچھ کمی کر دیجئے۔ انہوں نے کم کر دیا۔ ❁

### تقسیم وراثت میں دیانت

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو چند کھجور کے درخت ہبہ کئے تھے لیکن اب تک ان کا قبضہ نہیں ہوا تھا اس لئے ہبہ نامکمل تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہونے لگا تو فرمایا کہ ”میں نے تم کو جو درخت ہبہ کئے تھے اگر تمہارا ان پر قبضہ ہو جاتا تو وہ تمہاری ملکیت ہو جاتے لیکن آج وہ میرے ترکہ میں داخل ہیں جس کے وارث تمہارے بھائی اور بہنیں ہیں اس لئے کتاب اللہ کے موافق باہم تقسیم کر لو۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں کہ اگر ”اس سے بھی زیادہ مال ہوتا تو میں وہ بھی چھوڑ دیتی۔“ ❁



❁ مسند احمد: ۹۹/۶۔ ❁ طبقات ابن سعد: تذکرہ مصباح بن سرحس

❁ مؤطا امام مالک: کتاب الاقضية: باب مال لا يجوز من النخل، رقم ۴۰۔

## خدمات

سیاسی خدمات میں صحابیات رضی اللہ عنہن کی کوئی قابل ذکر خدمت نہیں ہے۔ صرف الاصابہ میں تذکرہ شفاء بنت عدویہ رضی اللہ عنہا کے تحت اس قدر لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی رائے کو مقدم سمجھتے تھے ان کی عزت کرتے تھے اور بازار کی بعض خدمتیں بھی ان سے متعلق تھیں۔ لیکن سیاسی خدمات کے علاوہ صحابیات رضی اللہ عنہن نے اسلام کی ہر ممکن خدمت کی ہے جس کی تفصیل ذیل کے عنوانات سے معلوم ہوگی۔

## دینی خدمات

### اشاعت اسلام

مذہبی خدمات میں اشاعت اسلام سب سے اہم ہے اور اس میں ابتدائے اسلام ہی سے صحابیات رضی اللہ عنہن کی مساعی جلیلہ کا کافی حصہ شامل ہے۔ چنانچہ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں جو آغاز اسلام میں مخفی طور پر قریش کی عورتوں کو اسلام کی دعوت دیا کرتی تھیں۔ قریش کو ان کی مخفی کوششوں کا حال معلوم ہوا تو ان کو مکہ سے نکال دیا۔ ❁

ایک غزوہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیاس سے بیتاب ہو کر پانی کی تلاش میں نکلے تو حسن اتفاق سے ایک عورت مل گئی جس کے ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ تھا۔ صحابہ اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے اور آپ کی اجازت سے پانی کو استعمال کیا۔ اگرچہ آپ نے اسی وقت اس کو پانی کی قیمت دلوادی تاہم صحابہ پر اس کے احسان کا یہ اثر تھا کہ جب اس عورت کے گاؤں کے آس پاس حملہ کرتے تو خاص اس کے گھرانے کو چھوڑ دیتے تھے۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس منت پذیری کا یہ اثر ہوا کہ اس نے اپنے تمام خاندان کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ کیا اور وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ ❁

حضرت ام حکیم بنت الحارث کی شادی عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل سے ہوئی تھی۔ وہ خود توفیق مکہ کے دن اسلام لائیں لیکن ان کے شوہر بھاگ کر یمن چلے گئے۔ حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا نے یمن کا سفر کیا اور ان کو دعوت اسلام دی۔ وہ مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ

❁ الاصابہ فی تمجید الصحابہ: ۸/۳۶۶، رقم: ۱۳۳۷۔ اسد الغابہ: ۵/۵۹۳۔

❁ بخاری: کتاب التیمم، باب الصعید الطیب وضوء المسلم، رقم: ۳۳۳۔ مسلم: کتاب المساجد باب قضاء الصلوٰۃ الغائیۃ

رقم: ۱۵۹۳۔

دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑے۔ ❊

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حالت کفر میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا چاہا لیکن انہوں نے کہا: تم کافر ہو اور میں مسلمان نکاح کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر اسلام قبول کر لو تو وہی میرا مہر ہوگا اس کے سوا تم سے کچھ نہ مانگوں گی چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے اور اسلام ہی ان کا مہر قرار پایا۔ ❊

## نومسلموں کی کفالت

ابتدائے اسلام میں جو لوگ اسلام لاتے تھے ان کو مجبوراً اپنے گھر بار اہل و عیال اور مال و جائیداد سے کنارہ کش ہونا پڑتا تھا۔ اس بنا پر اس وقت اشاعت اسلام کے ساتھ اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہ تھی کہ ان نومسلموں کی کفالت کی جائے اور صحابیات رضی اللہ عنہن اس میں نمایاں حصہ لیتی تھیں۔ چنانچہ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کا گھر ان نومسلموں کے لئے گویا مہمان خانہ بن گیا تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو ان کے یہاں صرف اس بنا پر عدت بسر کرنے کی اجازت نہیں دی۔ ❊ کہ ان کے گھر مہمانوں کی کثرت سے پردہ کا انتظام نہیں ہو سکتا تھا۔ حضرت درہ رضی اللہ عنہا بنت ابولہب بھی نہایت فیاض تھیں اور مسلمانوں کو کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ ❊

## خدمت مجاہدین

جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہ شوق غزوات میں شریک ہوتے تھے اسی طرح صحابیات رضی اللہ عنہن بھی خدا کی راہ میں ان سے پیچھے نہیں رہنا چاہتی تھیں۔ ان کے لئے سب سے زیادہ موزوں کام زخیوں کی مرہم پٹی اور مجاہدین کے آرام و آسائش کا سامان بہم پہنچانا تھا اور وہ اس خدمت کو نہایت خلوص اور دل سوزی سے انجام دیتی تھیں۔ غزوہ خیبر میں متعدد صحابیات شریک جہاد ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا حال معلوم ہوا تو ناراضگی کے لہجے میں پوچھا ”تم کس کے ساتھ اور کس کی اجازت سے آئی ہو؟“ بولیں: ”یا رسول اللہ! ہم اون کا تہی ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اعانت کرتی ہیں۔ ہمارے ساتھ زخیوں کے دوا علاج کا سامان ہے لوگوں کو تیراٹھا اٹھا کر دیتی ہیں اور سٹو گھول گھول کر پلاتی ہیں۔ ❊

❊ مؤطا: کتاب النکاح باب نکاح المشرک اذا اسلمت رد جتہ قبلہ رقم ۱۱۳۳ الاصابہ: ۸/۳۶۱، رقم ۱۳۲۱۔

❊ اسد الغابہ: ۲/۲۳۲۔ ❊ مسلم: کتاب الطلاق باب المطلقة البائن لا نفقة لها، رقم ۳۶۹۷۔ ابوداؤد: کتاب

الطلاق باب فی نفقة المتبوعہ رقم ۲۸۸۴۔ ❊ الاصابہ: تذکرہ درہ رضی اللہ عنہا۔

❊ ابوداؤد: کتاب الجہاد باب فی المرأة والعبد یخذیان من الغنیمۃ رقم ۲۷۲۹۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات لڑائیوں میں شریک ہوئیں۔ وہ مجاہدین کے اسباب کی نگرانی کرتی تھیں کھانا پکاتی تھیں مریضوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ ❁

غزوہ احد میں خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا شریک تھیں۔ وہ اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنی پیٹھ پر مشک لاد کر لاتی تھیں اور لوگوں کو پانی پلاتی تھیں۔ ❁

حضرت ربیع بنت معوذہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ہم سب غزوات میں شریک ہوتے تھے۔ پانی پلاتے تھے مجاہدین کی خدمت کرتے تھے اور مدینہ تک زخمیوں اور لاشوں کو اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ ❁ حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا نے مسجد نبوی ﷺ میں خیمہ کھڑا کر رکھا تھا۔ جو لوگ زخمی ہو کر آتے تھے وہ اسی خیمے میں ان کا علاج کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ غزوہ خندق میں زخمی ہوئے تو ان کا علاج اسی خیمہ میں کیا گیا۔ ❁

صحابیات رضی اللہ عنہن کی یہ خدمات خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں نہایت قابل قدر خیال کی جاتی تھیں۔ اور خود خلفا بھی ان کا لحاظ رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی عورتوں میں چادریں تقسیم فرمائیں۔ ایک عمدہ چادر رو گئی تو کسی نے کہا کہ اپنی بیوی ام کلثوم کو دے دیجئے بولے۔ ام سلیطہ رضی اللہ عنہا اس کی زیادہ مستحق ہیں کیونکہ وہ غزوہ احد میں مشک بھر کر پانی لاتیں تھیں اور ہم کو پلاتی تھیں۔ ❁

## خدمات مساجد

صحابیات رضی اللہ عنہن مساجد کی صفائی میں نہایت اہتمام کرتی تھیں۔ ایک بار کسی نے مسجد نبوی ﷺ میں تھوک دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو اس قدر برہم ہوئے کہ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ ایک صحابیہ انھیں اور اس کو مٹا دیا اور اس جگہ خوشبو لگائی آپ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ”خوب کام کیا۔“ ❁

ایک صحابیہ تھیں جو ہمیشہ مسجد نبوی ﷺ میں جھاڑو دیا کرتی تھیں۔ یہ ایک ایسا نیک کام تھا کہ

- 
- ❁ مسلم: کتاب الجہاد باب النساء الغزایات روضہ لحن ولا یسہم، رقم ۳۶۸۹۔ ابن ماجہ: کتاب الجہاد باب العید والنساء، یصحہن مع المسلمین۔ رقم ۳۸۵۲ ❁ مسلم: کتاب الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال، رقم ۳۶۸۳۔ بخاری: کتاب المغازی باب اذہمت طائفتان منکم، رقم ۳۰۶۳۔ ❁ بخاری: کتاب الجہاد باب رد النساء الجرحی والقتلی، رقم ۲۸۸۳۔ ❁ الاصابہ ۳/۳۰۲، ۳۲۳۔ ❁ بخاری: کتاب الجہاد باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو، رقم ۲۸۸۱۔ ❁ النسائی: کتاب المساجد باب تخلیق المساجد، رقم ۷۲۹۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کی نہایت قدر فرمائی۔ چنانچہ جب ان کا انتقال ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو راتوں رات دفن کر دیا اور آپ کو اس کی اطلاع نہ دی۔ آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ ”مجھے کیوں نہیں خبر کی؟“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ حضور! آپ آرام فرما رہے تھے ہم نے تکلیف دینا گوارا نہیں کیا۔ ❁

## بدعات کا استیصال

بدعت دین کے لئے گھن کی طرح ہوتی ہے۔ اس لئے با اثر صحابیات رضی اللہ عنہن ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتی تھیں کہ نخل اسلام میں گھن نہ لگنے پائے مثلاً مسلمانوں میں غلاف کعبہ کی جو عزت و حرمت قائم ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب نیا غلاف چڑھایا جاتا ہے تو پرانا غلاف چراچھپا کر خادموں کو کچھ دے دلا کر لے لیتے ہیں اس کو تبرک سمجھ کر لے آتے ہیں اور مکانوں میں رکھتے ہیں، دوستوں کو بطور سوغات کے تقسیم کرتے ہیں، قرآن ان میں رکھتے ہیں، مسجدوں میں لٹکاتے ہیں اور مریض کو اس سے ہوا دیتے ہیں لیکن قرن اول میں یہ حالت نہ تھی۔ متولی کعبہ صرف یہ کرتا تھا کہ غلاف کو زمین میں دفن کر دیتا تھا کہ وہ ناپاک انسانوں کے کام نہ رہے۔ شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ نے جو اس زمانہ میں کعبہ کے کلید برقرار تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس واقعہ کو بیان کیا تو انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ تعظیم غیر شرعی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول نے اس کا حکم نہیں دیا اور ممکن ہے کہ آئندہ اس سے سوء اعتقادات اور بدعات کا سرچشمہ پھوٹے اس لئے شیبہ سے کہا کہ ”یہ تو اچھی بات نہیں تم برا کرتے ہو۔ جب غلاف کعبہ سے اتر گیا اور کسی نے اس کو ناپاکی کی حالت میں استعمال بھی کر لیا تو کوئی مضائقہ نہیں۔ تم کو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالا کرو اور اس کی قیمت غریبوں اور مسافروں کو دے دیا کرو۔“ ❁

## احتساب

جو چیز دین و اخلاق کو صحیح اصول پر قائم رکھتی ہے شریعت کی اصطلاح میں اس کا نام احتساب ہے اور خود رسول اللہ ﷺ نے اس کے تین درجے مقرر فرمادیے ہیں۔

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ)) ❁

- ❁ ابن ماجہ: کتاب الجنازہ باب ماجاء فی الصلوۃ علی القبر، رقم ۱۵۲۷۔ بخاری: کتاب الصلاۃ باب کنس المسجد والظاہر الخرق والقدی والعیان، رقم ۳۵۸۔ مسلم: کتاب الجنازہ باب الصلوۃ علی القبر، رقم ۳۲۱۵۔ ❁ عین الاصابہ بحوالہ سنن بیہقی۔
- ❁ مسلم: کتاب الایمان باب بیان کون النہی عن المنکر من الایمان، رقم ۱۷۷۱۔ ترمذی: کتاب الفتن باب جاء فی تغیر المنکر بالید واللسان، اول القلب، رقم ۲۱۷۲۔ التسانی: کتاب الایمان باب تفاضل اهل الایمان، رقم ۵۰۱۱۔



”تم سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹا دے اگر اس میں اس کی طاقت نہیں ہے تو زبان سے اس کا انکار کرے اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔“

اور با اثر صحابیات رضی اللہ عنہا نے پہلے دونوں طریقوں سے اس دینی خدمت کو انجام دیا ہے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک گھر میں بطور مہمان آئیں۔ میزبان کی دولڑکیوں کو جو جوان ہو چکی تھیں۔ دیکھا کہ بغیر چادر اوڑھے نماز پڑھ رہی ہیں۔ تاکید کی کہ آئندہ کوئی لڑکی بغیر چادر اوڑھے ہوئے نماز نہ پڑھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہی فرمایا ہے۔ ❁

ایک دفعہ ان کے بھائی عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور معمولی طور پر جھٹ پٹ وضو کر کے جانے لگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ٹوکا کہ عبد الرحمن وضو اچھی طرح کیا کرو۔ رسول اللہ ﷺ کو میں نے کہتے ہوئے سنا ہے کہ وضو میں جو عضو نہ بھیکے اس پر جہنم کی پھٹکار ہو۔ ❁ ایک بار انہوں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کی چادر میں صلیب کے نقش و نگار بنے ہوئے ہیں۔ اسی وقت ڈانٹا کہ یہ چادر اتار دو۔ رسول اللہ ﷺ ایسے کپڑوں کو دیکھتے تھے تو پھاڑ ڈالتے تھے۔ ❁

ایک بار ان کی بیٹی حفصہ بنت عبد الرحمن نہایت باریک دوپٹہ اوڑھ کر سامنے آئیں۔ اسی وقت غصہ سے دوپٹہ کو چاک کر دیا۔ پھر فرمایا۔ تم نہیں جانتیں کہ سورہ نور میں اللہ تعالیٰ نے کیا احکام نازل فرمائے ہیں۔ اس کے بعد گاڑھا موٹا دوپٹہ منگوا کر اوڑھایا۔ ❁



## اخلاقی خدمات

### نزد بازی کی روک ٹوک

فتوحات عجم کے بعد عرب میں نزد بازی، شطرنج بازی اور مرغ بازی وغیرہ کا رواج ہوا تو صحابیات رضی اللہ عنہن نے اس پر شدت کے ساتھ دارو گیر کی۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں کچھ کرایہ دار رہتے تھے۔ ان کی نسبت ان کو معلوم ہوا کہ وہ نزد کھیلنے ہیں تو سخت ناراض ہوئیں اور کہلا بھیجا کہ ”اگر نزد کی گویوں کو میرے گھر سے باہر نہ پھینک دو گے تو میں اپنے گھر سے نکلوا دوں گی۔“ ❊

### شراب خواری کی روک ٹوک

فتح عجم کے بعد اہل عرب شراب کے جدید اقسام و نام سے آشنا ہوئے جن میں ایک باذن (یعنی بادہ) تھا چونکہ عربی میں شراب کو خمر کہتے ہیں اور اس کا اطلاق صرف انگوری شراب پر ہوتا ہے اس بنا پر لوگوں کو شبہ تھا کہ ان شرابوں کا کیا حکم ہے؟ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی مجلس میں علی الاعلان کہہ دیا کہ ”شراب کے برتنوں میں چھو بارے تک نہ بھگوئے جائیں“ پھر عورتوں کی طرف خطاب کر کے کہا ”اگر تمہارے مشکوں کے پانی سے بھی نشہ آئے تو وہ بھی حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر منشی چیز سے منع فرمایا ہے۔“ ❊

### مصنوعی بال لگانے کی ممانعت

قدیم زمانہ میں یہودیہ عورتوں میں جو بد اخلاقیات پھیل گئی تھیں ان میں ایک یہ تھی کہ جن عورتوں کے بال جھڑ جاتے تھے وہ مصنوعی بال لگا دیتی تھیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان عورتوں کو اس کی ممانعت فرمادی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب مسلمان عورتوں نے بھی یہی روش اختیار کی تو صحابیات رضی اللہ عنہن نے اس پر شدت سے روک ٹوک کی۔ چنانچہ ایک دفعہ کسی عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ”میری بیٹی دہن بنی ہے لیکن بیماری سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں۔ کیا مصنوعی بال جوڑ دوں؟“ فرمایا کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔“ ❊

❊ الادب المفرد: باب الادب واخراج الذین یلعنہن بالردواہل الباطل: رقم ۱۳۱۰۔

❊ بخاری: کتاب الوضوء: باب لا یجوز الوضوء بھنید ولا المسکر: رقم ۲۳۲۔ مسلم: کتاب الاثر: باب بیان ان کل مسکر خروان کل خمر حرام: رقم ۵۲۱۱۔ ❊ مستد احمد: ۱۱۱/۶۔

## علمی خدمات

### علم تفسیر

قرآن مجید ایک ایسی مقدس اور ایک ایسی بزرگ ترین کتاب ہے کہ اگر اس کی ایک آیت بھی کسی کی شان میں نازل ہو جائے تو وہ اس کے شرف کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے متعلق قرآن مجید کی جو آیت نازل ہوئی تھی اس پر وہ فرمایا کرتی تھیں۔

ایک سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک ہار گم ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش میں چند صحابہ کو بھیجا۔ وہ اس کی تلاش میں نکلے تو راستے میں نماز کا وقت ہو گیا اور لوگوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھی واپس آئے تو آپ سے اس کی شکایت کی۔ اس پر آیت تیمم نازل ہوئی۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی فضیلت سمجھا اور ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا قَوْلَ اللَّهِ مَا نَزَلَ بِكَ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكَ مِنْهُ مَخْرَجًا وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَهً ۞

”اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آپ کو کوئی ایسا حادثہ پیش نہیں آیا جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نکلنے کا راستہ نہیں بتایا اور مسلمانوں کے لئے وہ ایک برکت بن گیا۔“

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ﴾ ۞

”اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو تم سے جھگڑتی تھی۔“

اور اس نے ان کے رتبے کو اس قدر بلند کر دیا تھا کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد سے آرہے تھے۔ راہ میں ان سے ملاقات ہو گئی اور انہوں نے ان کو سلام کیا۔ بولیں ”اے عمر رضی اللہ عنہ میں نے تمہارا وہ زمانہ دیکھا ہے جب تم کو لوگ بازار عکاظ میں عمر کہتے تھے اور اب تو تمہارا لقب امیر المؤمنین ہے۔ پس رعایا کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور یقین کرو کہ جو شخص عذاب الہی سے ڈرے گا وہ قیامت دور نہیں سمجھے گا اور جو موت سے ڈرے گا اس کو فوت ہو جانے کا خوف لگا رہے گا“ ایک شخص جو ساتھ میں تھے بولے بی بی تم نے تو امیر المؤمنین کو بہت کچھ کہہ ڈالا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جانے دو یہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا ہیں اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان کے

اوپر سے ان کی بات سن لی تھی۔ پھر عمر (رضی اللہ عنہ) کو تو اور سننا چاہیے۔ ❊

لیکن جس کتاب کی ایک آیت بھی انسانی شرف و عزت کے لئے کافی ہے اس کا ایک خاص حصہ صحابیات رضی اللہ عنہن کے متعلق نازل ہوا ہے یعنی ایک مستقل سورۃ (نساء) خاص طور پر صحابیات کے احکام و معاملات کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ سورۃ نور کی متعدد آیتیں بھی انہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی متعدد آیتیں ان کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ اس بنا پر اگر چنانچہ ان آیتوں اور ان سورتوں کے شان نزول اور ان کی تفسیر سے اکثر صحابیات کو تعلق ہے تاہم عام طور پر تفسیر کے جو معنی سمجھے جاتے ہیں اور جس معنی کی رو سے ایک شخص کو مفسر کہا جاسکتا ہے اس کے لحاظ سے تمام صحابیات رضی اللہ عنہن میں صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علم تفسیر میں اکابر صحابہ کی ہمسر ہیں اور انہوں نے نہایت دقیق آیتوں کی تفسیریں کی ہیں۔ ان سے احادیث کی کتابوں میں جو تفسیری روایتیں مذکور ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ آیتیں ہیں جن کے متعلق ان کے دل میں کوئی بات کھٹکی ہے اور انہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تفسیر کی ہے مثلاً ایک دفعہ آپ نے بیان فرمایا کہ ((مَنْ حُوسِبَ غَدَبٍ)) قیامت میں جس کا حساب ہوا اس پر عذاب ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ ❊ اور اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”یہ اعمال کی پیشی ہے۔ لیکن جس کے اعمال میں جرح قدر شروع ہوئی وہ برباد ہی ہوا۔“ ❊

ایک دفعہ انہوں نے پوچھا: ”یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔“

﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمُوتُ وَبُرُوزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ ❊

”جس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی بدل دیا جائے گا

اور تمام مخلوق اللہ تعالیٰ واحد قہار کے روبرو ہو جائے گی۔“

ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ آیت پڑھی۔

﴿وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمُوتُ مَطْوِيَّاتٌ مِمِّينَهُ﴾ ❊

”تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے۔“

اور پوچھا ”لیکن جب زمین و آسمان کچھ نہ ہوگا تو لوگ کہاں ہوں گے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صراط پر۔

❊ الاصابہ ۳/۲۹۰، ۳۶۱۔ اسد الغابہ ۵/۳۳۳۔ ❊ [۸۳/۱ الانشقاق: ۸]

❊ ماخوذ از سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ ❊ [۱۳/۱ ابراہیم: ۳۸] ❊ [۳۹/۱ الزمر: ۶۷]

قرآن مجید کی ایک آیت ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا تَوْأَوْ قُلُوبُهُمْ وَجِلَّةٌ إِلَيْهِمْ رَاجِعُونَ﴾

”وہ لوگ جو کام کرتے ہیں خوفزدہ دل سے کرتے ہیں وہ اپنے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں گے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شک تھا کہ جو چور ہے بدکار ہے شرابی ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے کیا وہ بھی اس سے مراد ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے وہ مراد ہے جو نمازی ہے روزہ دار ہے زکوٰۃ دیتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ دوسری وہ آیتیں ہیں جن کے متعلق دوسروں کے دل میں کوئی شبہ پیدا ہوا ہے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کے متعلق سوال کیا ہے جس کا انہوں نے نہایت خوبی کے ساتھ ازالہ کیا ہے مثلاً:

① اعمال حج میں سے ایک کوہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا بھی ہے۔ قرآن مجید میں اس کے متعلق حسب ذیل الفاظ ہیں:

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾

”صفا اور مروہ کی پہاڑیاں شعائر الہی میں سے ہیں۔ پس جو خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے کچھ مضائقہ نہیں اگر وہ ان کا بھی طواف کرے۔“

عروہ نے کہا ”خالہ جان! اس کو تو یہ معافی ہوئے کہ اگر کوئی طواف نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں“ فرمایا بھانجے تم نے ٹھیک نہیں کہا۔ اگر آیت کا مطلب وہ ہوتا جو تم سمجھے ہو تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا لَاجُنَاحَ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهَا اگر ان کا طواف نہ کرو تو کچھ حرج نہیں۔ اصل میں یہ آیت انصار کی شان میں نازل ہوئی ہے اوس و خزرج اسلام سے پہلے منات کی بے پکارا کرتے تھے۔ منات مشعل میں نصب تھا اس لیے صفا و مروہ کے طواف کو وہ برا جانتے تھے۔ اسلام لائے تو آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم لوگ پہلے ایسا کرتے تھے اب کیا حکم ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ”صفا اور مروہ کا طواف کرو اس میں کوئی مضائقہ کی بات نہیں۔“

ابوبکر بن عبد الرحمن ایک محدث تھے ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ تقریر معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا ”علم اس کو کہتے ہیں۔“

② قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔

﴿[۲۳/المومنون: ۶۰] [۲/البقرة: ۱۵۸]

﴿حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا﴾ ❶

”یہاں تک کہ جب پیغمبرنا امید ہو گئے اور ان کو خیال ہوا کہ وہ جھوٹ بولے گئے تو ہماری مدد آ گئی۔“

عروہ نے پوچھا: ”و کذبوا (جھوٹ بولے گئے) یعنی ان سے جھوٹ وعدہ کیا گیا یا کذبوا (وہ جھٹلائے گئے) فرمایا کذبوا (جھٹلائے گئے) عروہ نے کہا: اس کا تو ان کو یقین ہی تھا کہ وہ جھٹلائے گئے اور ان کی قوم نے ان کی نبوت کی تکذیب کی۔ یہ ظن اور خیال تو نہ تھا اس لئے کذبوا (ان سے جھوٹ وعدہ کیا گیا) صحیح ہے۔ بولیں: ”معاذ اللہ! پیغمبران الہی اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ گمان نہیں کر سکتے کہ اس نے ان سے امداد و نصرت کا جھوٹا وعدہ کیا۔“ عروہ نے پوچھا پھر آیت کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ پیغمبروں کے پیروؤں کے متعلق ہے کہ جب انہوں نے ایمان قبول کیا اور نبوت کی تصدیق کی اور ان کی قوم نے ان کو ستایا اور مدد الہی میں ان کو تاخیر نظر آئی یہاں تک کہ پیغمبر اپنی قوم کے منکرین ایمان سے ناامید ہو گئے تو ان کو خیال ہوا کہ شاید اس تاخیر کے سبب سے مؤمنین بھی ہماری تکذیب نہ کر دیں کہ دفعۃً اللہ تعالیٰ کی مدد آ گئی۔

❸ جس آیت پاک میں چار بیویوں تک کی اجازت دی گئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَتْنًى وَتِلْكَ وَرُبَّآ عَجَبٌ ❶﴾

”اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیموں کے بارے میں تم انصاف نہ کر سکو گے تو عورتوں میں سے دو دو تین تین چار چار سے نکاح کر لو۔“

بظاہر آیت کے پہلے اور پچھلے ٹکڑوں میں ربط نہیں معلوم ہوتا۔ یتیموں کے حقوق میں عدم انصاف اور چار نکاح کی اجازت میں باہم کیا تعلق ہے۔ چنانچہ ایک شاگرد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس اشکال کو پیش کیا تو فرمایا کہ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ بعض لوگ یتیم لڑکیوں کے ولی ہو جاتے ہیں۔ ان سے موروثی رشتہ داری ہوتی ہے وہ اپنی ولایت کے زور سے چاہتے ہیں کہ ان سے نکاح کر کے ان کی جائداد پر قبضہ کر لیں اور چونکہ ان کی طرف سے کوئی بولنے والا نہیں ہوتا اس لئے مجبور پا کر اس کو ہر طرح دباتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کو خطاب کرتا ہے کہ اگر تم ان یتیم لڑکیوں کے معاملے میں انصاف سے پیش نہ آ سکو تو ان کے علاوہ اور عورتوں سے دو تین چار نکاح

کر لو۔ مگر ان کو نکاح کر کے اپنے قابو میں نہ لے آؤ۔

﴿يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ط قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ لَا وَمَا تَلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَأَمَّى النِّسَاءِ الَّتِي لَا تُوْتُونَهُنَّ مَا كَتَبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ ❁

”ان لڑکیوں کی نسبت لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ ان کے حق میں فیصلہ کرتا ہے اس کتاب (قرآن) میں جو کچھ تم لوگوں کو پڑھ کر سنایا گیا ہے ان یتیم لڑکیوں کی نسبت جن کو نہ تو تم ان کے مقررہ حقوق دیتے ہو اور نہ خود ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو۔“

اسی سائل نے اس کے بعد اس آیت کا مطلب دریافت فرمایا کہ اس آیت میں یہ جوارشاد ہوا ہے کہ قرآن میں پہلے جو کچھ ان کے بارے میں پڑھ کر سنایا گیا ہے اس سے وہی آیت مراد ہے۔ یہ حکم ان اولیا سے متعلق ہے جو یتیم لڑکیوں کو نہ خود اپنے نکاح میں لاتے ہیں کہ وہ حسن سے محروم ہیں اور نہ دوسروں سے ان کا نکاح کر دینا پسند کرتے ہیں کہ جائداد مشترکہ کے ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ہے۔

⑤ اس آیت کے مطلب میں لوگوں کو اختلاف ہے۔

﴿مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ط﴾ ❁  
”جو تو گنہگار ہو اس کو اس سے بچنا چاہیے اور جو تنگدست ہو وہ قاعدے کے مطابق اس سے لے لے۔“

یہ آیت اولیائے یتامی کی شان میں ہے کہ اگر محتاج ہوں تو یتیموں کے مال میں سے لے کر کھا سکتے ہیں لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حسب ذیل آیت سے منسوخ ہے۔  
﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ط﴾ ❁  
”جو لوگ ظلم کر کے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ کھاتے ہیں۔“

لیکن اس آیت میں تو یہ سزا ان لوگوں کے لئے بیان کی گئی ہے جو ظلم کر کے یتیموں کا مال کھاتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس آیت میں کھانے کی اجازت ہے۔ وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو یتیموں کی جائداد کی دیکھ بھال کرتے ہیں ان کا کاروبار سنبھالتے ہیں۔ اگر ولی صاحب استطاعت ہے تو اس کو اس خدمت کا معاوضہ نہ لینا چاہیے۔ اور اگر وہ مفلس اور تنگ دست ہے تو قاعدے کے مطابق

❁ [۳/النساء: ۱۰]

❁ [۳/النساء: ۱۱]

❁ [۳/النساء: ۱۲]

حسب حیثیت لے سکتا ہے۔ اس تفسیر کی بنا پر دونوں آیتوں میں کوئی تخالف نہیں ہے۔

⑥ عورت کو اگر اپنے شوہر سے شکایت ہو تو اس موقع کی آیت یہ ہے۔

﴿وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ غَرَضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا

بَيْنَهُمَا صُلْحًا طَوَّالِصُّلُحٍ خَيْرٌ ط

”اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے ناراضی اور اعراض کا خوف ہو تو اس میں کوئی

مضائقہ نہیں کہ دونوں آپس میں صلح کر لیں اور صلح تو ہر حال میں بہتر ہے۔“

لیکن دفع ناراضی کے لئے صلح کرنا تو ایک عام بات ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کو اس حکم کے نازل کرنے کی کیا حاجت تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ”یہ آیت اس عورت کی شان میں ہے جس کا شوہر اس کے پاس زیادہ آتا جاتا نہیں یا بیوی سن سے اتر گئی ہے اور شوہر کی خدمت گزاری کے قابل نہیں رہی ہے۔ زن وشوئی کے باہمی فرائض انجام دینا ایک فرض دینی ہے لیکن اس خاص حالت میں اگر بیوی طلاق لینا پسند نہ کرے اور اپنے عام حقوق سے شوہر کو سبکدوش کر دے تو یہ باہمی مصالحت بری نہیں بلکہ قطعی علیحدگی سے بہتر ہے۔“

ان آیات کے علاوہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور آیتوں کی تفسیریں بھی مروی ہیں لیکن ہم نے جن آیتوں کی تفسیریں درج کی ہیں ان سے دقت نظری کے علاوہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جو آیتیں عورتوں کے نکاح و طلاق کے معاملات سے تعلق رکھتی ہیں ان کا مطلب انہوں نے کس قدر صحیح سمجھا ہے اور کس طرح ان کو یاد رکھا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر عورتیں اپنے حقوق کا تحفظ کرنا چاہتی ہیں تو ان کو قرآن وحدیث کی صحیح تعلیم کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کرنی چاہیے۔

## علم اسرار الدین

علم اسرار الدین اس علم کو کہتے ہیں جس میں احکام شریعت کے علل و اسباب اور ان کے حکم و مصالح بیان کئے جاتے ہیں اور یہ علم اس قدر دقیقہ بخوبی پر مبنی ہے کہ صرف چند فقہائے صحابہ رضی اللہ عنہم یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اس کے اصول وقواعد مہمد کئے ہیں۔ باقی اس فن میں اور صحابہ کی مساعی جلیلہ کا حصہ بہت کم شامل ہے بالخصوص اس میں صحابیات رضی اللہ عنہن کے کارنامے تو بالکل نظر نہیں آتے لیکن تنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے شریعت کے جن رموز و اسرار کی گرہ کشائی کر دی ہے وہ دیگر صحابیات رضی اللہ عنہن کی اس کی

﴿النساء: ۱۲۸﴾



کو پورا کر دیتی ہے بلکہ اس فن میں خود صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی ان کا پلہ بھاری نظر آتا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس علم کے متفرق مسائل احادیث کی کتابوں میں مذکور ہیں لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مسائل کی تعداد ان سے کئی گنا زیادہ ہے اور انہوں نے مذکورہ بالا صحابہ رضی اللہ عنہم سے بہت زیادہ شریعت کے اسرار و مصالح کی پردہ کشائی کی ہے اور بہ کثرت مسائل کے علل و اسباب بیان کئے ہیں۔ \* مثلاً عہد نبوت میں عورتوں کی اخلاقی حالت چونکہ قابل اعتماد تھی اس لئے ان کو حضور صلوٰۃ اور شرکت جماعت کی اجازت تھی لیکن جب اخیر زمانہ میں عورتوں کے نظام اخلاق میں انحطاط پیدا ہو گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صاف صاف کہہ دیا۔

لَوْ أَذْرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَخَذْتُ النِّسَاءَ لَمَنْعَهُنَّ الْمَسَاجِدَ كَمَا

مَنْعَ نِسَاءَ بَنِي إِسْرَائِيلَ \*

”عورتوں نے اپنی حالت میں جو تغیرات پیدا کر لئے ہیں اگر رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھتے تو ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئیں۔“

قرآن مجید کی مکی اور مدنی سورتوں میں متعدد فروق و امتیازات ہیں۔ مثلاً جو سورتیں مکہ میں نازل ہوئیں ان میں زیادہ تر عقائد اور وقائع اخروی کا ذکر ہے اور مدنی سورتوں میں بتدریج اوامر و نواہی کا مطالبہ کیا گیا ہے کیونکہ اسلام ایک جاہل قوم میں آیا اس لئے اس کو پہلے خطیبانہ اور واعظانہ طریقہ سے جنت اور دوزخ کا حال سنایا گیا جب اس سے لوگ متاثر ہو چکے تو اسلام کے احکام و قوانین اور اوامر و نواہی نازل ہوئے۔ اگر زنا و شراب خوری وغیرہ سے اجتناب کا پہلے ہی دن مطالبہ کیا جاتا تو دفعتاً کون اس نامانوس آواز کو سنتا؟ اس قسم کے امتیازات و فروق کے دریافت کرنے پر یورپ کے علمائے مستشرقین کو بڑا ناز ہے۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہلے ہی دن اس راز کو فاش کر دیا تھا۔ صحیح بخاری میں ان سے مروی ہے۔

(إِنَّمَا نَزَلَ مَا أُنْزِلَ مِنْهُ سُورَةٌ مِنَ الْمُفْصَلِ فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ حَتَّى إِذَا قَابَ النَّاسُ إِلَى الْإِسْلَامِ ثُمَّ نَزَلَ الْحَرَامُ وَالْحَلَالُ لَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوا لَا نَدْعُ الْخَمْرَ أَبَدًا وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوا

\* ماخوذ سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ \* ابو داؤد: کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء في خروج النساء الى المسجد والتعديدي في ذلك۔ رقم ۵۶۹۔ بخاری: کتاب الاذان باب انتظار الناس قيام الامام العالم رقم ۸۶۹۔ مسلم: کتاب الصلوٰۃ باب خروج النساء الى المساجد رقم ۹۹۹۔ ترمذی: کتاب الجمعۃ باب في خروج النساء في العيد رقم ۵۴۰۔

لَقَالُوا لَا تَدْعُ الزَّيْنَا أَبَدَ لَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ وَأَنَا جَارِيَةُ الْعَبْدِ نَبِلُ السَّاعَةِ  
مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرُهُ وَمَا نَزَلَتْ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَاءِ  
الْأَوَّلَا وَأَنَا عِنْدُهُ ﴿١٠﴾

”قرآن کی سب سے پہلی سورہ جو نازل ہوئی وہ مفصل کی سورہ ہے جس میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے۔ یہاں تک کہ جب لوگ اسلام کی طرف مائل ہوئے تو پھر حلال و حرام (کا حکم) اترا۔ اگر پہلے یہ (حکم) اترا تا کہ شراب مت پیو تو لوگ کہتے کہ ہم ہرگز شراب نہ چھوڑیں گے اور اگر یہ (حکم) اترا تا کہ زنا نہ کرو تو کہتے کہ ہم ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ مکہ میں جب میں کھیلتی تھی تو یہ (حکم) اترا کہ ان کے وعدہ کا دن قیامت ہے اور قیامت نہایت سخت اور نہایت تلخ چیز ہے سورہ بقرہ اور سورہ نساء جب اتریں تو میں آپ کی خدمت میں تھی۔“

اسلام کے ظہور سے پہلے مدینہ میں قبائل باہم خانہ جنگیوں میں مصروف تھے جن میں ان کے اکثر ارباب ادعا جو اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے ہر نئی تحریک کی کامیابی میں رکاوٹ پیدا کرتے تھے۔ قتل ہو گئے۔ انصار ان لڑائیوں سے اس قدر چور ہو گئے تھے کہ اسلام آیا تو سب نے اس کو اپنے لئے رحمت سمجھا۔ چونکہ ارباب ادعا کا طبقہ مفقود ہو چکا تھا اس لئے ان کی راہ میں کسی نے رکاوٹیں نہیں پیدا کیں۔ اس طریقہ سے اللہ تعالیٰ نے ہجرت سے پہلے ہی مدینہ میں اسلام کی ترقی کے راستے صاف کر دیئے تھے۔ یورپ کے فلسفہ تاریخ نے آج اس نکتہ کو حل کیا ہے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پہلے ہم کو بتا دیا تھا۔

(كَانَ يَوْمٌ بُعَاثٌ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللَّهُ لِرَسُولِهِ ﷺ فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
وَقَدْ افْتَرَقَ مَلُوكُهُمْ وَقَتِلَتْ سَرَاتُهُمْ وَجُرْحُوا فَقَدَّمَهُ اللَّهُ لِرَسُولِهِ ﷺ  
دُخُولِهِمُ الْإِسْلَامَ) ﴿١١﴾

”جنگ بعثت وہ واقعہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے پہلے ہی سے پیدا کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے تو انصار کی جمعیت منتشر ہو گئی تھی اور ان کے سردار مارے جا چکے تھے اس لئے اللہ نے اپنے رسول کے لئے ان کے حلقہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہ واقعہ پہلے

بخاری: کتاب فضائل القرآن باب تالیف القرآن رقم ۴۳۳۔

بخاری: کتاب مناقب الانصار باب القسامۃ فی الجاہلیۃ رقم ۳۸۴۶۔

ہی سے مہیا کر دیا تھا۔“

جن نمازوں میں چار رکعات ہوتی ہیں قصر کی حالت میں ان کی صرف دو رکعات ہوتی ہیں۔  
بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ چار میں سے دو سہولت کی خاطر ساقط کر دی گئی ہیں لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی وجہ یہ بتاتی ہیں۔

فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ وَفَرَضْتُ أَرْبَعًا وَتَرَكْتُ صَلَاةَ السَّفَرِ عَلَى الْأَوَّلِ ❊

”مکہ میں دو رکعات نمازیں فرض تھیں۔ جب آپ نے ہجرت فرمائی تو چار فرض کی گئیں اور سفر کی نماز اپنی قدیم حالت پر چھوڑ دی گئی۔“

عبادت کا تو اللہ تعالیٰ نے ہر وقت حکم دیا ہے لیکن احادیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نماز عصر اور نماز فجر کے بعد کوئی نماز یعنی نفل و سنت بھی جائز نہیں اس لئے بظاہر اس ممانعت کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی وجہ بیان فرماتی ہیں۔

وَهُمْ عَمْرٌ أَمَّا نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ أَنْ يُتَحَرَّى طُلُوعَ الشَّمْسِ وَغُرُوبَهَا. ❊

”عمر کو ہم ہوا آپ نے صرف اس طرح نماز سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص آفتاب کے طلوع یا غروب کے وقت کو تاک کر نماز نہ پڑھے۔“

یعنی آفتاب پرستی کا شہ نہ ہو آفتاب پرستوں کے ساتھ وقت عبادت میں مشابہت نہ ہو۔

احادیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نفل پڑھتے تھے اس بنا پر لوگ بغیر کسی عذر کے بھی بیٹھ کر نفل پڑھنا مستحب سمجھتے ہیں۔ ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا آپ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے؟ جواب دیا۔ حِينَ حَطَمْتُ النَّاسُ ❊ ”یہ اس وقت تھا جب لوگوں نے آپ کو توڑ دیا یعنی آپ کمزور ہو گئے۔“

ابوداؤد اور مسلم میں ان سے اس قسم کی اور باتیں بھی مروی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کبرئی اور ضعف کی وجہ سے ایسا کرنے تھے۔

ہجرت کے بعد جب نمازوں میں دو رکعات کی بجائے چار رکعات ہو گئیں تو مغرب میں یہ

❊ بخاری: کتاب مناقب الانصار باب التاريخ من اين اخرجوا التاريخ، رقم ۳۹۳۵۔

❊ مسلم: کتاب صلوٰۃ المسافرين باب لا تحروا بصلواتكم طلوع الشمس ولا غروبها، رقم ۱۹۳۱۔

❊ ابوداؤد: کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ القاعد۔

اضافہ کیوں نہیں کیا گیا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کا یہ جواب دیتی ہیں۔

فَإِنَّهَا وَتُرَا النَّهَارَ ❁

”مغرب میں اضافہ نہ ہوا کیونکہ وہ دن کی وتر ہے۔“

یعنی جس طرح رات کی نمازوں میں تین رکعات وتر کی ہیں اسی طرح دن کی نمازوں میں وتر کی یہ تین رکعات ہیں۔

نماز فجر میں تو اطمینان زیادہ ہوتا ہے اس لئے اس میں رکعات اور زیادہ ہونی چاہئیں لیکن دیگر نمازوں سے کم ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی وجہ یہ بیان فرماتی ہیں۔

وَصَلَوَةُ الْفَجْرِ لَطَوِيلُ قِرَاءَةٍ تَبْهَاتُ ❁

نماز فجر میں رکعات کا اضافہ اس لئے نہیں ہوا کہ دونوں رکعات میں لمبی سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔ یعنی رکعات کی کمی کو لمبی قرأت نے پورا کر دیا۔

اہل جاہلیت عاشورا کا روزہ رکھتے تھے اور وہ فرضیت صوم سے پہلے اسلام میں بھی واجب رہا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی قسم کی روایت احادیث میں مذکور ہے لیکن وہ اس کی وجہ نہیں بیان کرتے کہ جاہلیت میں اس دن کیوں روزہ رکھا جاتا تھا۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کا سبب یہ بیان فرماتی ہیں۔

كَانُوا يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ قَبْلَ أَنْ يُفَرَّضَ رَمَضَانُ وَكَانَ يَوْمٌ تُسْتَرْفَعُ فِيهِ الْكُفَّةُ ❁

”اہل عرب رمضان کی فرضیت سے پہلے عاشورا کے دن کا روزہ رکھتے تھے کیونکہ اس روز کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا۔“

باوجودیکہ آپ ہمیشہ تہجد پڑھتے تھے لیکن رمضان کے پورے مہینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح نہیں پڑھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی وجہ بیان فرماتی ہیں کہ پہلے دن جب آپ نے مسجد میں تراویح ادا فرمائی تو کچھ اور لوگ بھی شریک ہو گئے۔ دوسرے دن اور زیادہ جمع ہوا۔ تیسرے دن اور بھی لوگ جمع ہوئے چوتھے دن اتنا جمع ہوا کہ مسجد میں جگہ نہ رہی لیکن آپ باہر تشریف نہ لائے اور لوگ مایوس ہو کر چلے گئے۔ صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا۔

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَخَفْ عَلَيَّ شَأْنَكُمْ اللَّيْلَةَ وَلَكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفَرَّضَ

❁ مسند احمد: ۶/۲۴۱۔ ❁ مسند احمد: ۶/۲۴۱۔

❁ مسند احمد: ۶/۲۴۲۔

عَلَيْكُمْ صَلَوةُ اللَّيْلِ فَتَعِزُّوا ❊

”رات تمہاری حالت مجھ سے پوشیدہ نہ تھی لیکن مجھے ڈر ہوا کہ کہیں تم پر تراویح فرض نہ ہو جائے اور تم اس کے ادا کرنے سے قاصر رہو۔“

حج کے بعض ارکان مثلاً طواف کرنا، بعض مقامات میں دوڑنا، کہیں کھڑا ہونا، کہیں کنکری پھینکنا، بظاہر فضول کام معلوم ہوتے ہیں لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

إِنَّمَا جُعِلَ الطَّوْفُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَرَمَى الْجِمَارِ لِاقَامَةِ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ❊

”خانہ کعبہ صفا اور مروہ کا طواف، کنکریاں پھینکنا تو صرف اللہ تعالیٰ کی یاد کے لئے ہے۔“

قرآن مجید کے اشارات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں یہ بھی ایک طرز عبادت تھا۔ چونکہ حج یادگار ابراہیمی ہے اس لئے وہی طرز عبادت قائم رکھا گیا۔“

مکہ مکرمہ کے پاس محصب نام کی ایک وادی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ایام حج میں قیام فرمایا تھا اور آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی اس میں قیام فرماتے رہے۔ اس بنا پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کو سنن حج میں شمار کرتے تھے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کو سنت نہیں سمجھتی تھیں اور آپ کے قیام کی وجہ یہ بیان فرماتی ہیں۔

إِنَّمَا تَزَلَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَنَّهُ كَانَ مَنْزِلًا أَسْمَحَ لِحُجْوِهِ  
”آپ نے یہاں صرف اس لئے قیام کیا تھا کہ یہاں سے چلنے میں آسانی ہوتی ہے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو رافع بھی اس مسئلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہم زبان

ہیں۔ ❊

ایک دفعہ آپ نے حکم دیا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ رکھا جائے۔ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اس حکم کو دائمی سمجھتے تھے لیکن متعدد صحابہ کے نزدیک یہ حکم وقتی تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ان ہی لوگوں میں ہیں اور اس وقتی حکم کا سبب یہ بتاتی ہیں۔

❊ بخاری: کتاب التَّحْنِيطِ، باب تَحْرِيطِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ، ۱۱۳۹، مسند احمد: ۲/۲۳۲۔

❊ مسند احمد: ۲/۶۴۔ ❊ مسلم: کتاب الحج، باب استحباب الزَّوَالِ لِلْحَجِّ، رقم: ۳۱۷۲، ۳۱۷۱۔

لَا وَلَكِنْ لَمْ يَكُنْ يُضْحِي مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَفَعَلَ ذَلِكَ لِيُطْعِمَ مَنْ صَحَّى  
مَنْ لَمْ يُضَحْ ❀

”یہ نہیں ہے کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد حرام ہو جاتا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں کم لوگ قربانی کر سکتے تھے۔ اس لئے آپ نے یہ حکم دیا کہ جو لوگ قربانی کریں وہ ان لوگوں کو کھلائیں جنہوں نے قربانی نہیں کی ہے“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہی حدیث امام مسلم نے ایک خبر کی صورت میں بیان کی ہے یعنی یہ کہ ایک سال مدینہ کے آس پاس دیہاتوں میں قحط پڑا اس سال آپ نے یہ حکم دیا دوسرے سال جب قحط نہیں رہا تو اس کو منسوخ فرما دیا۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بھی اس قسم کی روایت ہے۔ ❀

کعبہ کے ایک طرف کی دیوار کے بعد کچھ جگہ چھوٹی ہوئی تھی جس کو حطیم کہتے ہیں اور طواف میں اس کو بھی اندر داخل کر لیتے ہیں لیکن ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جو حصہ کعبہ کے اندر داخل نہیں اس کو طواف میں کیوں شامل کرتے ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا ”یا رسول اللہ! یہ دیواریں بھی خانہ کعبہ میں داخل ہیں؟ ارشاد ہوا ”ہاں عرض کی کہ پھر بتاتے وقت لوگوں نے ان کو اندر کیوں نہیں کر لیا؟“ ”فرمایا تیری قوم کے پاس سرمایہ نہ تھا اس لئے اتنا کم کر دیا۔“ پھر عرض کی کہ اس کا دروازہ اتنا بلند کیوں رکھا؟ ”فرمایا یہ اس لئے تاکہ وہ جس کو چاہیں اندر جانے دیں جس کو چاہیں روک دیں۔“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت صحیح ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسی لئے ادھر کے دونوں ارکان کو بوسہ نہیں دیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ اپنی اصلی اساس پر قائم نہیں ہے تو شریعت ابراہیمی کے مجدد کی حیثیت سے آپ کا فرض تھا کہ اس کو گرا کر نئے سرے سے تعمیر کرتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خود اس کی وجہ یہ بیان فرمادی کہ ”عائشہ رضی اللہ عنہا تیری قوم اگر کفر کے زمانہ سے قریب نہ ہوتی تو میں کعبہ کو ڈھا کر اساس ابراہیمی پر تعمیر کراتا۔“ ❀

آج کل ہجرت کے یہ معنی سمجھے جاتے ہیں کہ گھربار چھوڑ کر مدینہ جا کر آباد ہو جانا خواہ وہ پہلے

❀ مسند احمد: ۱۰۲/۶۔ ❀ مسلم: کتاب الاضاحی باب بیان ما کان من النہی عن اکل لحوم الاضاحی بعد ثلاث فی اول الاسلام و بیان فیہ ما اباحت الی تمیز شاذ قمر ۵۱۰۳۔ ❀ مسند احمد: ۱۰۲/۶۔ ❀ نقض الکعبۃ لکعبۃ بن سعید قمر ۵۱۰۳۔

جہاں آباد تھے کیسے ہی امن وامان کا ملک ہو لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہجرت کی حقیقت یہ بتائی ہے۔

لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ كَانَ الْمُؤْمِنُونَ يُفْرَأُ أَحَدُهُمْ بِدِينِهِ إِلَى اللَّهِ رَسُولُهُ مَخَافَةَ  
أَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللَّهُ الْإِسْلَامَ وَالْيَوْمَ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَيْثُ  
شَاءَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَبَيَّةٌ ❁

”اب ہجرت نہیں ہے ہجرت اس وقت تھی جب مسلمان اپنے مذہب کو لے کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے پاس ڈر سے دوڑتا آتا تھا کہ اس کو تبدیل مذہب کی بنا پر ستایا نہ جائے لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا۔ اب مسلمان جہاں چاہے اپنے اللہ تعالیٰ کو پوج سکتا ہے۔ ہاں جہاد اور نیت کا ثواب باقی ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف پیدا ہوا کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پیغمبر جہاں وفات پاتے ہیں وہیں دفن ہوتے ہیں لیکن اس کا اصلی سبب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ  
(لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ) لَوْلَا  
ذَلِكَ أُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ أَنَّهُ خَشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا ❁

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا کہ خدا یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) کہ اگر یہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر کھلے میدان میں ہوتی لیکن چونکہ اس کا خوف تھا کہ وہ بھی سجدہ گاہ نہ بن جائے اس لئے آپ حجرے ہی کے اندر مدفون ہوئے۔“

## علم حدیث

محدثین نے روایت حدیث کے لحاظ سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پانچ طبقے قرار دیئے ہیں اور تقریباً ہر طبقے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ صحابیات رضی اللہ عنہن بھی شامل ہیں۔

① **پہلا طبقہ:** یعنی وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی روایتیں ایک ہزار یا ہزار سے زیادہ ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شمار اسی طبقے میں ہوتا ہے۔

❁ بخاری: کتاب مناقب الانصار باب ہجرة النبی واصحابہ الی المدینہ رقم ۳۹۰۰۔

❁ بخاری: کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی رقم ۱۳۹۰۔ مستدرک ۱/۱۲۱۔

② **دوسرا طبقہ:** یعنی وہ صحابہ جن کی روایتیں پانچ سو یا پانچ سو سے زیادہ ہیں اس میں کوئی صحابیہ رضی اللہ عنہا شامل نہیں۔

③ **تیسرا طبقہ:** یعنی وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی روایتیں ایک سو یا سو سے زیادہ ہیں مگر پانچ سو سے کم ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اسی میں محسوب ہیں۔

④ **چوتھا طبقہ:** یعنی وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی تعداد روایت چالیس سے ایک سو تک ہے۔ اس طبقہ میں بکثرت صحابیات رضی اللہ عنہن شامل ہیں مثلاً ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا، ام عطیہ رضی اللہ عنہا انصاریہ، ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا، اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا، ام ہانی رضی اللہ عنہا۔

⑤ **پانچواں طبقہ:** وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی روایتیں چالیس یا چالیس سے کم ہیں۔ اس طبقہ میں بھی بکثرت صحابیات رضی اللہ عنہن شامل ہیں مثلاً حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا، حضرت ربیعہ بنت معوذ رضی اللہ عنہا، حضرت سبرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم بنت حصین غفاری رضی اللہ عنہا، حضرت جداء بنت وہب رضی اللہ عنہا وغیرہ۔

## فن درایت

روایت کے علاوہ حدیث کے متعلق درایت کی ابتدا صحابیات رضی اللہ عنہن ہی سے ہوئی۔ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بعض روایتوں پر درایت تنقید کی اور اس سے درایت کے خاص خاص اصول قائم ہوئے مثلاً ان کے سامنے جب یہ روایت کی گئی۔ ❁

کہ مردے پر اس کے اہل و عیال کے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو انہوں نے درایت اس روایت کے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ خود قرآن مجید میں ہے۔

﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ ❁

”ایک کے گناہ کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھا سکتا“

گویا رونا اہل و عیال کا گناہ ہے اس کا عذاب مردے پر کیوں ہوگا؟ اس سے یہ اصول قائم ہوا کہ جو روایت نصوص قرآنیہ کے خلاف ہو وہ قبول نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ اس اصول کی رو سے انہوں نے متعدد روایتوں کی تنقید کی ہے۔ مثلاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں یہ خیال پھیل گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس کا ذکر آیا

❁ یہ روایتیں بہ ترتیب عین الاصابہ فیما استدرکتہ السیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا علی الصحابہ صفحہ ۸-۱۷-۱۸-۲۱ میں موجود ہیں

اخیر روایت کے علاوہ اور روایتیں بخاری میں بھی ہیں۔ ❁ [۳۵/۱۸/فاطر]



تو بولیں جو شخص یہ روایت کرے وہ دروغ گو ہے اس کے بعد یہ آیت پڑھی۔

﴿لَا تُذِرْكُهُ أَلْبَصَارُ وَهُوَ يُذِرُكَ أَلْبَصَارُ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾ ❁

”اللہ تعالیٰ کو کوئی نگاہ پا نہیں سکتی اور وہ نگاہوں کو پالتا ہے اور وہ لطیف اور خبیر ہے۔“

ان کے سامنے جب یہ روایت کی گئی کہ ”نحست عورت گھوڑے اور گھر میں ہے۔“ تو

انہوں نے اس کا انکار کیا۔ اور یہ آیت پڑھی۔

﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ

أَنْ نُنْزِلُهَا﴾ ❁

”زمین میں یا تمہارے اندر تمہیں جو مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ پہلے سے لکھی ہوتی ہیں۔“

غزوہ بدر میں جو کفار مارے گئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے مدفن پر کھڑے ہو کر فرمایا تھا۔

((هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا)) ❁

”اللہ تعالیٰ نے جو تم سے وعدہ کیا تھا اس کو پایا“

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ”یا رسول اللہ! آپ مردوں کو پکارتے ہیں؟“

آپ نے اس کے جواب میں فرمایا۔

((مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلَكِنْ لَا يَجِيبُونَ))

”تم ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے جب یہ روایت کی گئی تو انہوں نے کہا کہ آپ نے یہ نہیں بلکہ

یہ ارشاد فرمایا تھا۔

((إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ الْآنَ إِنْ مَا كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ حَقًّا)) ❁

”وہ اس وقت یقینی طور پر یہ جانتے ہیں کہ میں ان سے جو کچھ کہتا تھا وہ سچ تھا۔“

اس کے بعد انہوں نے قرآن مجید کی یہ آیتیں پڑھیں۔

﴿إِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى.....إِلَّا يَٰٓأَيُّهَا﴾ ❁

”اے پیغمبر تو مردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتا۔“

﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ﴾ ❁

❁ [۱۰۳/ الانعام: ۱۰۳] ❁ [۵۷/ الحدید: ۲۲]

❁ بخاری: کتاب المغازی باب قتل ابی جہل رقم ۳۹۷۹

❁ بخاری: کتاب المغازی باب قتل ابی جہل رقم ۳۹۷۹ ❁ [۲۷/ النمل: ۸۰] ❁ [۲۵/ قاطر: ۲۲]

”اور نہ ان کو جو قبر میں ہیں“

مطلب یہ ہے کہ ان دو آیتوں کی رو سے کفار آپ کی بات سن ہی نہیں سکتے تھے۔  
عام طور پر لوگ متعہ کی حرمت میں احادیث پیش کرتے ہیں لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایک شاگرد نے جواز متعہ کی روایت کی نسبت ان سے پوچھا تو انہوں نے اس کا جواب حدیث سے نہیں دیا بلکہ فرمایا: ”میرے تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے پھر یہ آیت پڑھی۔“

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِغُرُوحِهِمْ حَفِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ﴾

”جو لوگ کہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں بجز اپنی بیویوں یا لونڈیوں کے ان پر کوئی ملامت نہیں۔“  
اس لئے ان دو صورتوں کے علاوہ کوئی اور صورت جائز نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ ”حرامی لڑکائیوں (ماں باپ بچہ) میں بدتر ہے۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو فرمایا یہ صحیح نہیں ہے، واقعہ یہ ہے کہ ایک منافق تھا جو رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ لوگوں نے عرض کی کہ ”یا رسول اللہ! اس کے علاوہ وہ ولد الزنا بھی ہے۔“ آپ نے فرمایا کہ وہ تینوں میں بدتر ہے یعنی اپنے ماں باپ سے زیادہ برا ہے۔ ”یہ ایک خاص واقعہ تھا عام نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔“

﴿وَلَا تَنْزِرْ وَازِرَةً وَذُرْ آخِرَىٰ﴾

”کوئی کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔“

یعنی قصور تو ماں کا ہے بچہ کا کیا گناہ ہے جس کی بنا پر وہ ان سے برا قرار دیا جائے۔

علم فقہ

عہد نبوت میں علم فقہ کوئی مدون و مرتب علم نہ تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم باقاعدہ اس کی تعلیم حاصل کرتے۔ سوال و استفسار کے ذریعہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ سے بہت سے مسائل دریافت کئے جاسکتے تھے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کچھ تو فرط ادب سے اور کچھ اس لئے کہ قرآن مجید نے سوال کی ممانعت کر دی تھی آپ سے بہت کم مسائل دریافت کرتے تھے۔ مسند دارمی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل مد ۳۹۸۰۔

۴۰/المعارف: ۳۰۲۹۔ اصابہ از امام سیوطی بحوالہ امام حاکم۔

۳۵/فاطر: ۱۸۔ اصابہ از امام سیوطی بحوالہ امام حاکم۔

سے روایت ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے صرف تیرہ مسائل دریافت کئے جو کل کے کل قرآن مجید میں مذکور ہیں ❀ اس بنا پر آپ سے فقہی تعلیم حاصل کرنے کا صرف یہ طریقہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام اعمال نبوی ﷺ مثلاً وضو نماز روزہ حج اور زکوٰۃ کا بغور مطالعہ کرتے تھے اور قرآن و امارات سے ان اعمال کے شروط و ارکان کو مباح و واجب اور منسوخ و غیرہ قرار دیتے تھے۔ ❀ لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن کو اس طرح سے فائدہ اٹھانے کا بہت کم موقع ملتا تھا۔ اس کے ساتھ جو فقہی مسائل عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں وہ عام طور پر بیان بھی نہیں کئے جاسکتے تھے۔ اس لئے صحابیات رضی اللہ عنہن کو زیادہ تر آپ سے سوال و استفسار کی ضرورت پیش آتی تھی چنانچہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

نِعَمَ النِّسَاءُ نِسَاءً الْأَنْصَارُ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَسْأَلَهُنَّ فِي الدِّينِ ❀

”انصاریہ عورتیں کس قدر اچھی تھیں کہ تفقہ فی الدین سے ان کو حیا باز نہیں رکھ سکتی تھی۔“

غرض اس طریقہ تعلیم سے صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم کو مختلف فوائد پہنچے اور اس طرح ان کے تین طبقے قرار پائے۔

① **مکثرین** وہ لوگ جن سے بکثرت مسائل منقول ہیں۔

② **مقلین** وہ لوگ جن سے بہت کم مسائل مروی ہیں۔

③ **متوسطین** وہ لوگ جو ان دونوں طبقوں کے بین بین ہیں۔

اور ان تینوں طبقوں میں صحابہ کے ساتھ جو صحابیات شامل ہیں ان کے نام حسب ذیل ہیں۔  
مکثرین میں جن کے متعلق علامہ ابن حزم نے لکھا ہے کہ اگر ان کے فتاویٰ جمع کئے جائیں تو ہر ایک کے فتاویٰ سے ضخیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان میں داخل ہیں۔  
متوسطین میں جن کے فتاویٰ رسالوں کی صورت میں جمع ہو سکتے ہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان میں شامل ہیں۔

مقلین جن سے صرف چند مسائل منقول ہیں ان میں بکثرت صحابیات رضی اللہ عنہن شامل ہیں مثلاً حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، یعلیٰ بنت قافلہ رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا، حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائکہ بنت زید رضی اللہ عنہا، حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا، حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا وغیرہ۔

❀ سنن دارمی: ۱۰/۱ الجزء الاول باب کرہیۃ النکاح: ۵۱۔ ❀ حجة الله البالغة: ۲/۲۹۹، فی تہتمہ۔

❀ مسلم: کتاب النکاح، باب استحباب استعمال المتخلصة من الخیض، رقم ۷۵۰۔

## خاتمہ

## مناقب صحابیات رضی اللہ عنہن

یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے افضل کون ہے؟ کتاب و سنت کی پیروی کرنے والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خلفائے راشدین تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں افضل ہیں اور خود خلفاء میں فضیلت کے مدارج ترتیب خلافت کی رو سے قائم ہوئے ہیں۔ لیکن علامہ ابن حزم ظاہری کے نزدیک ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔ اس مسئلہ کو انہوں نے اپنی کتاب ”المسلل والنخل“ میں نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور اسی سلسلہ میں ان آیات و احادیث کے جوابات بھی دیئے ہیں جن سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کا درجہ عموماً مردوں سے کم ہے۔ لیکن اس وقت ہم ان مباحث میں پڑنا نہیں چاہتے بلکہ دینی اور اخلاقی حیثیت سے جو جوہ فضیلت قائم ہو سکتی ہیں ان کو پیش نظر رکھ کر صحابیات رضی اللہ عنہن کے مناقب میں صحیح احادیث نقل کر دیتے ہیں جن سے ثابت ہوگا کہ جن وجوہ کی بنا پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل کی بنیاد قائم ہوئی ان میں ان کے ساتھ صحابیات رضی اللہ عنہن بھی شامل ہیں۔

اسلام میں سب سے بڑی فضیلت پہلے اسلام لانے والے کی ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس فضائل میں یہ فضیلت سب سے نمایاں ہے لیکن اس فضیلت میں ان کے ساتھ دو عورتیں بھی شامل ہیں یعنی حضرت خدیجہ بنت خویلد اور اسمیہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما۔ چنانچہ بخاری مناقب ابوبکر رضی اللہ عنہ میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةٌ أَعْبُدُوا أَمْرَاتَانِ وَأَبُو بَكْرٍ \*

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ آپ کے ساتھ صرف پانچ غلام دو عورتیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔“

پہلے اسلام لانے والوں کے بعد سب سے بڑی فضیلت تقدم فی الهجرة ہے اور اس فضیلت میں تمام مہاجرات اولات صحابہ کی شریک ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن حزم ظاہری ”المسلل والنخل“ میں لکھتے ہیں۔

فَلَسْنَا نَشْكُ أَنَّ الْمُهَاجِرَاتِ الْأَوَّلَاتِ مِنْ نِسَاءِ الصَّحَابَةِ يُشَارِكُنَ الصَّحَابَةَ فِي الْفَضْلِ فَفَاضِلَةٌ وَمَقْضُوءَةٌ وَفَاضِلٌ وَمَقْضُوءٌ فَبَيْنَهُنَّ مَنْ

\* بخاری: کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب فضل ابی بکر رقم ۳۶۶۰۔

يُفْضَلُ كَثِيرًا مِنَ الرِّجَالِ وَفِي الرِّجَالِ مَنْ يُفْضَلُ كَثِيرًا مِنْهُنَّ وَمَا ذَكَرَ  
اللَّهُ تَعَالَى مَنَزَلَةً مِنَ الْفَضْلِ إِلَّا وَكَرَوْنَ النِّسَاءَ مَعَ الرِّجَالِ فِيهَا كَقَوْلِهِ  
تَعَالَى ﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ﴾ ﴿١﴾

”ہمیں اس میں شک نہیں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بی بیوں میں پہلے ہجرت کرنے والیاں فضیلت میں صحابیہ کی شریک ہیں۔ ان میں کسی عورت کو کسی عورت پر اور کسی مرد کو کسی مرد پر فضیلت حاصل ہے عورتوں میں بعض عورتیں بہت سے مردوں پر فضیلت رکھتی ہیں اور اسی طرح مردوں میں بعض مرد بہت سی عورتوں پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضیلت کا کوئی درجہ ایسا نہیں بیان کیا جس میں مردوں کے ساتھ عورتوں کو شامل نہ کیا ہو مثلاً اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ ”مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔“

اسلام میں سب سے پہلی ہجرت حبشہ کی ہجرت ہے اور اس ہجرت میں ایک صحابیہ کو ایک ایسا شرف حاصل ہوا جس پر تمام مہاجرین حبشہ کو ناز تھا۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہمیں مدینہ کی طرف رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کا حال معلوم ہوا تو ہم نے بھی اپنی قوم کے 52 یا 53 آدمیوں کے ساتھ ہجرت کا ارادہ کیا اور اس غرض سے کشتی پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ سوء اتفاق سے کشتی حبش میں جا پڑی اور ان لوگوں کی ملاقات حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقا سے ہو گئی۔ چنانچہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے کہا کہ ”ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہاں بھیجا ہے اور ہمیں اقامت کا حکم دیا ہے تم لوگ بھی ہمارے ساتھ اقامت کرو۔“ ان لوگوں نے وہاں اقامت اختیار کی یہاں تک کہ جب خیبر فتح ہوا تو سب کے سب ایک ساتھ آئے اور خیبر ہی میں رسول اللہ ﷺ سے ملے۔ اس موقع پر ان کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ جو لوگ غزوہ خیبر میں شریک نہ تھے ان میں ان کے سوار رسول اللہ ﷺ نے کسی کو مال غنیمت میں حصہ نہیں دیا۔ ان لوگوں سے بعض صحابہ نے کہا کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنعمیس بھی ان ہی لوگوں کے ساتھ حبشہ سے آئی تھیں وہ ایک روز حضرت حصہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور ان کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حضرت حصہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اسماء بنت عمیس ان کا نام سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بحریہ (یعنی سمندر کی رہنے والی) ہے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہاں! ہم ہیں۔ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے، ہم تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مستحق ہیں۔“ یہ سن کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا برہم ہوئیں اور کہا ”کہ عمر تم غلط کہتے ہو اللہ تعالیٰ کی قسم تم رسول اللہ ﷺ کے

ساتھ رہتے تھے اور آپ ﷺ تمہارے بھوکے کو کھانا کھلاتے تھے اور تمہارے جاہل کو نصیحت کرتے تھے اور ہم حش کے دور ترین مغوض زمین میں پڑے ہوئے تھے۔ ہمیں ایذا دی جاتی تھی، ہم خائف رہتے تھے اور یہ سب کچھ صرف اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی ذات کے لئے تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تم نے جو کچھ کہا ہے جب تک اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے نہ کر لوں گی نہ کھانا کھاؤں گی۔ نہ پانی پیوں گی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کسی قسم کا جھوٹ نہ بولوں گی۔ کجروی نہ اختیار کروں گی اور اس واقعہ میں کوئی اضافہ نہ کروں گی، چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو انہوں نے اس واقعہ کو بیان کیا اور آپ نے اس کو سن کر فرمایا ”وہ تم سے زیادہ میرے مستحق نہیں ہیں عمر اور ان کے اصحاب کی صرف ایک ہجرت ہے اور تم اہل کشتی کی دو ہجرتیں ہیں۔“ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ”(اس کے بعد) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور دوسرے کشتی والے جوق در جوق میرے پاس آتے تھے اور اس حدیث کو پوچھتے تھے ان کے لئے دنیا کی کوئی چیز اس سے زیادہ مسرت خیز اور با عظمت نہ تھی۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بار بار مجھ سے اس حدیث کو پوچھتے تھے۔“ ❁

فضیلت کی ایک بڑی وجہ محبت رسول ہے اور اس محبت کی وجہ سے بعض صحابیات رضی اللہ عنہن کو وہ درجہ تقرب رسول حاصل ہوا جو صرف مخصوص صحابہ کو حاصل تھا۔ صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے علاوہ سوائے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ماں) کے کسی عورت کے پاس تشریف نہیں لے جاتے تھے چنانچہ آپ ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا ”مجھے ان پر رحم آتا ہے کیونکہ ان کے بھائی میرے ساتھ شہید ہوئے تھے۔“ ❁ جس لطف و محبت کے ساتھ آپ ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے اسی لطف و محبت کے ساتھ وہ آپ کی خدمت گزاری بھی کرتی تھیں۔ بخاری کتاب الاستیذان میں ہے کہ جب آپ ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے تو وہ آپ کے لئے بچھونا بچھا دیتیں آپ ﷺ آرام فرماتے جب سو کر اٹھتے تو وہ آپ کا پسینہ ایک شیشی میں جمع کر لیتیں۔ مرتے وقت وصیت کی کہ کفن میں حنوط کے ساتھ عرق بھی شامل کیا جائے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خالہ ام حرام رضی اللہ عنہا کو بھی اکثر یہ شرف حاصل ہوتا تھا، چنانچہ معمول تھا کہ جب آپ قبا کو تشریف لے جاتے تو ان کے پاس ضرور جاتے وہ اکثر کھانا پیش کرتیں اور آپ نوش فرماتے۔ آپ سو جاتے تو وہ آپ کے بالوں سے جو کس نکالتیں۔ ❁

❁ بخاری: کتاب المغازی باب غزوہ خیبر ۳۲۳۰۔ مسلم: کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل جعفر بن ابی طالب و اسماء بنت عمیس و اہل بیتہم، رقم ۶۳۱۱۔ ❁ مسلم: کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل ام سلیم ام انس، رقم ۶۳۱۹۔ ❁ بخاری: کتاب الاستیذان باب من زادوا فضال عندہم، رقم ۶۲۸۲۔ مسلم: کتاب فضل الغزو فی البحر، رقم ۳۲۹۰۔

مخصوص صحابیات رضی اللہ عنہا کے علاوہ قومی حیثیت سے بھی بعض صحابیات کو بعض معاشرتی فضائل حاصل ہیں اور ان فضائل میں اس قبیلے کی تمام صحابیات رضی اللہ عنہا شامل ہیں مثلاً ایک بار رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کی تو انہوں نے یہ معذرت کی کہ ”میرا سن (عمر) زیادہ ہو گیا اور میرے لڑکے ہیں۔ (جن کی پرورش میرے لئے ضروری ہے)“ اس موقع پر آپ ﷺ نے عموماً قریشی عورتوں کی یہ فضیلت بیان کی۔

((خَيْرُ نِسَاءٍ رَزَيْنَ الْاِبِلَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ اَحْنَاءُ يَتِيْمٍ فِي صِغَرِهِ وَازْعَاهُ

عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ)) ❁

”شتر سوار عورتوں میں سب سے بہتر قریش کی عورتیں ہیں بچپن میں اپنے یتیم بچے سے محبت رکھتی ہیں اور اپنے شوہر کے مال کی بہت زیادہ حفاظت کرتی ہیں۔“

انصار کا قبیلہ اسلام میں ایک خاص درجہ فضیلت رکھتا ہے اور اس قبیلہ کے مرد و عورت دونوں رسول اللہ ﷺ کو یکساں محبوب تھے چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”ایک بار انصار کی عورتیں اور انصار کے لڑکے ایک شادی کی تقریب سے واپس آ رہے تھے آپ ﷺ نے ان کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور تین بار فرمایا کہ ”تم لوگ میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔“

دوسری روایت میں ہے کہ ایک انصار یہ صحابیہ رضی اللہ عنہا اپنے بچے کو لے کر آئیں اور آپ نے ان سے گفتگو فرمائی۔ اور اس مسئلہ میں دوبار فرمایا کہ ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم (انصار) تمام لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔“ ❁

ان فضائل کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی صحابیات رضی اللہ عنہا کی قدر و منزلت کو قائم رکھا چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی ملاقات کو تشریف لے جایا کرتے تھے آپ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آؤ چلیں جس طرح رسول اللہ ﷺ ان کی ملاقات کو جایا کرتے تھے اسی طرح ہم بھی ان کی ملاقات کر آئیں چنانچہ جب ان کے پاس پہنچے تو ام ایمن رو پڑیں ان لوگوں نے کہا کیوں روتی ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں رسول اللہ ﷺ کا جو درجہ ہے وہ نہایت بہتر ہے بولیں ”میں اس لئے نہیں روتی کہ میں اس سے ناواقف ہوں بلکہ اس لئے روتی ہوں کہ وحی کا آسمانی سلسلہ ٹوٹ

❁ مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل نساء قریش، رقم ۶۳۵۶۔

❁ بخاری: کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لانا انصار اتم احب الناس الی، رقم ۳۷۸۶۔

گیا اس پر یہ دونوں بزرگ بھی رو پڑے۔ ❊

عام صحابیات رضی اللہ عنہن کے علاوہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو جو عزت حاصل تھی عورتوں کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ جب رسول اللہ ﷺ کی ایک حرم محترم نے انتقال کیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سجدے میں گر پڑے۔ لوگوں نے کہا آپ اس وقت سجدہ کرتے ہیں؟ بولے ”جب قیامت کی کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کر لیا کرو۔ پھر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی موت سے بدھ کر قیامت کی کون سی نشانی ہوگی؟“ ❊ مقام صرف میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی ساتھ تھے بولے کہ ”یہ میمونہ ہیں ان کا جنازہ اٹھاؤ تو مطلق حرکت و جنبش نہ دو“ ❊

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم عزت و محبت کی وجہ سے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پر اپنی جائدادیں وقف کرتے تھے چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے ایک باغ کی وصیت کی تھی جو چار ہزار میں فروخت کیا گیا۔ ❊

خلفائے راشدین ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا نہایت ادب و احترام کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد کے لحاظ سے نو پیالے تیار کرائے تھے۔ جب ان کے پاس کوئی سیوہ اور کوئی کھانے کی عمدہ چیز آتی تو ان پیالوں میں بھر کر تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی خدمت میں بھیجتے تھے۔ ❊

۲۳ھ میں جب حضرت عمر امیر المہاجر بن کر گئے تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو بھی نہایت عزت کے ساتھ ہمراہ لے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سوار یوں کے ساتھ کر دیا تھا یہ لوگ آگے پیچھے چلتے تھے اور کسی کو سوار یوں کے قریب آنے نہیں دیتے تھے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن منزل پر اترتی تھیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کسی کو قیام گاہ کے قریب آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ ❊

عام مسلمان ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ جو حسن عقیدت رکھتے تھے اس کا اندازہ اس

❊ مسلم: کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل ام ایمن، رقم ۶۳۱۸۔

❊ ابوداؤد: کتاب الاستقواء باب الحج وعند آیات، رقم ۱۱۹۷۔

❊ نسائی: کتاب النکاح باب ذکر امر رسول اللہ فی النکاح، رقم ۳۱۹۸۔

❊ ترمذی: کتاب المناقب باب مناقب عبد الرحمن بن عوف، رقم ۳۷۵۰۔

❊ مؤطا: کتاب الزکوٰۃ باب جزیۃ اهل الکتاب والنجس، رقم ۴۴۔ ❊ الطبقات القسم الاول: ۹۵/۳۔



سے ہو سکتا ہے کہ لوگ عام طور پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو لاتے تھے اور وہ ان کے لئے دعائے برکت فرماتی تھیں۔ ﴿ حضرت عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دامن تربیت میں پرورش پائی تھی۔ ان کا بیان ہے کہ لوگ دور دور سے میرے پاس آتے تھے اور چونکہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تقرب حاصل تھا اس لئے بوڑھے بوڑھے میرے پاس آتے تھے جو ان لوگ مجھ سے بھائی چارہ کرتے تھے اور مجھ کو ہدیہ دیتے تھے اور اطراف ملک سے خطوط بھیجتے تھے۔ ﴿

غرض ان تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے عورت اور مرد دونوں کا درجہ یکساں بلند کیا اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور عام مسلمانوں نے اس درجہ کو قائم رکھا لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن کو یہ درجہ صرف دین و اخلاق اور حسن معاشرت کی بنا پر حاصل ہوا تھا۔ آج بھی انہی چیزوں سے عورتیں اپنے درجے کو بلند کر سکتی ہیں۔



﴿ الادب المفرد باب الطیرۃ من الجن رقم ۹۳۸۔

﴿ الادب المفرد باب الکتابۃ الی النساء و جوابہن رقم ۱۱۵۱۔

## مسلمان عورتوں کی بہادری

## مسلمان عورتوں کی بہادری

از علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

یورپ کے گولڈن ڈیڈس میں سب سے زریں کارنامہ ایک بہادر عورت کا واقعہ ہے جس نے موقع جنگ پر نیولین کے مقابلہ میں ایک سپاہی کا کام انجام دیا تھا۔ ۱۸۰۸ء میں جب نیولین بونا پارٹ پر نکال کی مہم سر کر چکا تو اپنے بھائی جوزف کو یہاں اپنا قائم مقام چھوڑ کر اسپین کی طرف بڑھا۔ دارالسلطنت آرگان کے شہر زروگوزا (سرقوسہ) میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا، اسپین نے جنگی طاقت کے علاوہ قومی جوش سے بھی اس فتنہ کو فرو کرنا چاہا، تمام ملک میں وطن اور قوم کی جے پکاری جانے لگی اور ہر شخص اپنے ملک پر جان فدا کرنے پر مستعد ہو گیا۔ اس موقع پر جنس انسانی کے ایک کمزور اور نازک طبقہ نے بھی حتی الامکان وطن کے لئے جان فرود کی۔

عورتوں اور ضعیف بچوں کی سرفروشی اور کیا ہو سکتی تھی! انہوں نے مجروح سپاہیوں کی خدمت کی۔ کونٹسٹ بیورینا نے عورتوں اور بچوں کی ایک پرفخر جماعت ترتیب دی جن کے ذمہ یہ کام لگایا کہ موقع جنگ پر سپاہیوں کو کھانا پہنچائیں، زخمی سپاہیوں کو میدان کارزار سے اٹھالائیں اور ان کی تیمار داری اور مرہم پٹی کریں، اسی جنگی تاریخ کا ایک پرفخر واقعہ یہ ہے کہ اگسٹینا زرالوزا ایک دن ایک سپاہی کا کھانا لئے جاتی تھی کہ اثنائے راہ میں ایک خوفناک سین اس کو نظر آیا، عین معرکہ میں ایک گولہ انداز سپاہی کو گولی لگی اور وہ گر گیا۔ دوسرے سپاہی کھڑے ہیں اور ہمت کرتے ہیں کہ مقتول سپاہی کی جگہ کھڑے ہو کر دشمن کو ادھر آنے سے روکیں مگر بندوق کی گولیاں ان زوروں سے برس رہی تھیں کہ آگے بڑھتے ہوئے لوگوں کے قدم ڈگمگا رہے تھے۔ بہادر اگسٹینا دوڑ کر مقتول سپاہی کی جگہ پر پہنچی اور اس توپ میں جس کو مقتول سپاہی نے ٹھیک دشمنوں کے نشانے پر رکھا تھا، دیا سلائی لگادی اور اخیر معرکہ تک اس کا دست ہمت مثل نہ ہوا اور وہ برابر کام کرتی رہی۔

اختتام جنگ پر اگسٹینا کو معلوم ہوا کہ اس نے اپنے شوہر کی طرف سے یہ خدمت ادا کی، جس کی مردہ لاش توپ کے پیچھے پڑی تھی۔ ملک و قوم نے اگسٹینا کی اس خدمت کو اس نگاہ عزت سے دیکھا کہ جب تک وہ زندہ رہی سلطنت سے اس کو وظیفہ ملتا رہا۔ یورپین ارباب قلم نے گولڈن ڈیڈس کے سب سے قیمتی اور قابل عزت سلسلہ واقعات میں اس کا ذکر کیا۔

جان آف آرک یورپ کی ایک بہادر عورت تھی، جس نے مردانہ لباس پہن کر بطور سپہ سالار

کے ۱۳۲۸ میں آریئس کا محاصرہ کیا۔ ”پیٹے“ کی لڑائی میں انگریزوں کو شکست دی اور چارلس ہفتم کو تخت پر بٹھایا۔ ۱۳۳۱ء میں اس جرم پر کہ اس میں یہ مافوق الفطرت قوت بزور سحر ہے، جلادی گئی۔ جان کے کارناموں کی انتہائے شہرت یہ ہے کہ اسکول کا بچہ بچہ اس سے واقف ہے، اور اب ۱۹۲۰ میں یورپ نے اس کے ولیہ ہونے کو تسلیم کر لیا ہے۔

اس کے مقابلہ میں ہماری قومی تاریخوں میں اس قسم کے بیسیوں واقعات ہیں لیکن افسوس ہے کہ ہمارے کان ان سے آشنا نہیں ہیں۔ اسلام سے پہلے بھی عرب میں یہ دستور تھا کہ معرکہ میں عورتیں بھی مردوں کے ساتھ شریک رہتی تھیں۔ عورتوں اور بچوں کی جماعت صف جنگ سے پیچھے رہتی تھی، ان کا کام یہ ہوتا تھا کہ مجروح سپاہیوں کی تیمارداری کریں، گھوڑوں کی خدمت کریں، اپنے بہادر شوہروں کو آرام پہنچائیں، اسلاف کے تاریخی کارناموں کے رجز سے جوش پیدا کریں، غنیم کے مقتول سپاہیوں کے ہتھیار رکھول لیں یا بھاگتوں کو گرفتار کریں اور قیدیوں کی حفاظت کریں۔

عرب کا مشہور شاعر عمرو بن کلثوم فخر کے لہجہ میں کہتا ہے:

عَلَى آفَارِنَا بَيْضُ حِسَانٍ نَحَازُ أَنْ تَقْسِمَ أَوْ تَهْوُنَا  
”ہماری صف کے پیچھے حسین گوری عورتیں ہیں ہم کو برابر ڈر رہتا ہے کہ ان کی اہانت نہ ہو۔“

أَحْذَنْ عَلَى بُعُولَتِهِنَّ عَهْدًا إِذَا لَاقُوا كَتَائِبَ مُعَلِّمِنَا  
”اور دشمن ان پر قبضہ نہ پائیں۔ ان عورتوں نے میدان قتال میں جان بازی کا اپنے شوہروں سے عہد لے لیا ہے“

لِغَيِّ يَسْلُبُنْ أَفْرَاسًا وَبَيْضًا وَأَسْرَى فِي الْجَمَالِ مُقَرَّبِينَ  
”وہ ہمارے ساتھ اس لئے رہتی ہیں تاکہ دشمنوں کے گھوڑے اور ہتھیار لے لیں اور دشمن کو گرفتار کر لیں۔“

ضَعَائِنُ مِنْ بَنِي جَشْمِ بْنِ بَكْرِ خَلَطْنَ بِمَيْسَمِ حَسَبًا وَدِينًا  
”یہ جشم بن بکر کے خاندان کی عورتیں ہیں جن میں حسن کے ساتھ خاندانی عزت اور مذہب بھی ہے۔“

يَقْتَنُ جِيَادَنَا وَيَقْلُنْ لَسْتُمْ بُعُولَتُنَا إِذَا لَمْ تَمْنَعُونَا  
”ہمارے گھوڑوں کی خدمت کرتی ہیں اور ان کا قول ہے کہ ”اگر تم مجھے دشمنوں سے

نہ بچا سکو تو تم ہمارے شوہر نہیں۔“

اسلام میں بھی یہ قدیم دستور قائم رہا کہ جہاد میں برابر مردوں کے ساتھ ان کی عورتیں شریک رہتی تھیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ عزوہ احد میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے مشک بھر بھر کر زخمی سپاہیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ ان کے ساتھ دو اور صحابیات حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ام سلیطہ رضی اللہ عنہا بھی اس خدمت میں شریک تھیں۔

محدث ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ جنگ خیبر میں فوج کے ساتھ چھ عورتیں بھی مدینہ سے چلی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر نہ تھی۔ جب معلوم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غضب و نفرت کے لہجے میں ان سے فرمایا کہ تم کو کس نے فوج کے ساتھ آنے کی اجازت دی؟ ان عورتوں نے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے ساتھ دو اکئیں ہیں ہم زخیوں کو مرہم لگائیں گی بدن سے تیر نکالیں گی اور کھانے کا انتظام کریں گی۔ فرمایا: ”ٹھہرو!“ جب خیبر فتح ہوا تو اور سپاہیوں کے ساتھ ان عورتوں کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت سے حصہ دیا۔ ❁

ام سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی عورتیں انہی خدمات کے لئے اکثر غزوات میں شریک رہی ہیں۔ ❁ ربيع بنت معوذہ رضی اللہ عنہا اور دوسری عورتوں نے شہدا اور مجروحین کو احد کے میدان جنگ سے اٹھا کر مدینہ لانے کی خدمت انجام دی تھی۔ ❁ ام رفیدہ رضی اللہ عنہا صحابیہ کا ایک خیمہ تھا جس میں وہ زخیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ ❁

ام زیاد اشجعیہ رضی اللہ عنہا اور دوسری پانچ عورتوں نے غزوہ خیبر میں چرخہ کات کر مسلمانوں کو مدد دی تھی۔ وہ میدان سے تیر اٹھا کر لاتی تھیں اور سپاہیوں کو سونپا لاتی تھیں۔ ❁ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے سات غزوات میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے کھانا پکایا تھا۔ ❁

ابن جریر طبری ایک موقع پر لکھتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے مقتولین کو ایک جگہ جمع کر کے صف

❁ ابوداؤد: کتاب الجہاد باب فی المرأة والعبد یخذیان من الغنیمۃ، رقم ۲۷۲۹۔

❁ ابوداؤد: کتاب الجہاد باب فی النساء یغزون رقم ۲۵۳۱۔ مسلم: کتاب الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال رقم ۴۶۸۲۔

❁ بخاری: کتاب الطب باب حل ید اوی الرجل والمرأة والمرأة الرجل رقم ۵۶۷۹۔

❁ ابن سعد: ۲۱۳/۸۔ الاصابۃ: ۳/۹۲۹، ۳/۹۲۹۔

❁ ابوداؤد: کتاب الجہاد باب فی المرأة والعبد یخذیان من الغنیمۃ رقم ۲۷۲۹۔

❁ مسلم: کتاب الجہاد باب النساء الغازیات یرضعن لهن ولا یتسھمن رقم ۴۶۹۰۔ ابن ماجہ: کتاب الجہاد باب العید

والنساء یرضعن مع المسلمین رقم ۲۸۵۶۔ الطبقات: ۸/۳۳۳۔

کے پیچھے ڈال دیا اور جو لوگ مقتولین کی تجہیز و تکفین کے لئے متعین تھے وہ زخمیوں کو عورتوں کے سپرد کرتے اور جو شہدا ہوتے ان کو دفن کر دیتے۔ ”انگوٹ اور ارامٹ“ کی لڑائیوں میں جو فتح قادسیہ کے سلسلہ میں لڑی گئی تھیں، عورتیں اور بچے قبر کھودتے تھے۔ ❁

قادسیہ کی لڑائی کا واقعہ ایک عورت جو موقع جنگ پر موجود تھی اس طرح بیان کرتی ہے کہ جب لڑائی کا خاتمہ ہو چکا تو ہم اپنے کپڑے کس کس کر میدان جنگ کی طرف چلیں۔ ہمارے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں۔ میدان میں جہاں کوئی مسلمان مجروح سپاہی نظر آیا اس کو اٹھالیا۔ ❁

مذکورہ بالا واقعات سے دینی دلولہ قوی ہمدردی، غیرت اور بہادری کے علاوہ ان خدمات کی بھی تفصیل معلوم ہوتی ہے جو لڑائیوں میں عورتوں کے متعلق تھیں۔

- ① زخمیوں کو پانی پلانا۔
- ② فوج کے کھانے کا انتظام۔
- ③ قبر کھودنا۔
- ④ مجروح سپاہیوں کو معرکہ جنگ سے اٹھالانا۔
- ⑤ زخمی سپاہیوں کی تیمارداری کرنا۔
- ⑥ ضرورت کے وقت فوج کو ہمت دلانا اور ان کی امداد کرنا۔

قرن اول کی تمام لڑائیوں کا مرقع ایک ایک کر کے تم اپنے سامنے رکھو، عموماً صف جنگ کے پیچھے تم عورتوں کو اپنے اداۓ فرض میں مشغول پاؤ گے۔ مسلمان عورتوں کی سب سے آخری خدمت کے متعلق تفصیلی واقعات کی ضرورت ہے، جس سے یہ معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کا یہ کمزور طبقہ اس نازک خدمت کو کس خوبی سے انجام دیتا تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا عموماً غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتی تھیں۔ ❁ حضرت طلیب بن عیسٰی رضی اللہ عنہ جب اسلام لاء اور اپنی ماں اروی رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب کو اس کی خبر دی تو بولیں کہ تم نے جس شخص کی نصرت کی وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق تھا۔ اگر مردوں کی طرح مجھ میں بھی استطاعت ہوتی تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت

❁ تاریخ الطبری: ۳/۵۳۶ھ - ۱۳ - ❁ تاریخ الطبری: ۳/۵۷۹ھ - ۱۴ -

❁ ابوداؤد: کتاب الجہاد باب فی السماء بغزون رقم ۲۵۳۱ - اسد الغابۃ: ۵/۵۹۱ -

کرتی اور آپ ﷺ کی طرف سے لڑتی۔ ❁

غزوہ خندق میں رسول اللہ ﷺ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم یہودیوں سے لڑ رہے تھے کہ بنو قریظہ لڑتے لڑتے اس مقام کے قریب پہنچ گئے جہاں مسلمان عورتیں اور بچے چھپے تھے۔ بنو قریظہ اور مسلمان عورتوں کے درمیان کوئی ایسی فوج نہ تھی جو عورتوں کی حفاظت کر سکے۔ اسی اثنا میں ایک یہودی ان عورتوں کی طرف نکل آیا۔ خوف یہ تھا کہ اگر یہ یہودی بنو قریظہ سے کہہ آیا کہ ادھر عورتیں ہیں۔ تو میدان خالی پا کر وہ عورتوں پر حملہ کر دیں گے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس یہودی کو قتل کر دو۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے عذر کیا۔ آخر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خیمہ کا ایک ستون لے کر خود اتریں اور اس یہودی کو اسی ستون سے وہیں مار کر گرادیا۔ مؤرخ ابن اثیر جزری نے لکھا ہے کہ یہ پہلی بہادری تھی جو ایک مسلمان عورت سے ظاہر ہوئی ❁

ام عمارہ رضی اللہ عنہا ایک مشہور صحابیہ تھیں۔ قبل از ہجرت مقام عقبہ میں جب مدینہ کے مسلمانوں نے کفار قریش سے چھپ کر رسول اللہ ﷺ کی امداد اور اسلام کی اشاعت کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ تو اس مختصر جماعت میں جو اسلام کی سب سے پہلی جماعت تھی۔ ام عمارہ رضی اللہ عنہا بھی شریک تھیں۔ اسلامی تاریخ میں اسی واقعہ کو بیعت عقبہ کہتے ہیں۔ ۶ھ میں جب رسول اللہ ﷺ نے حج کی نیت سے مکہ معظمہ کا ارادہ کیا اور مکہ میں داخل ہونے کے لئے قریش سے آپ ﷺ نے اجازت مانگی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی طرف سے سفیر بن کر مکہ گئے تو یہ خبر مشہور ہو گئی کہ قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل (شہید) کر ڈالا۔ اس وقت تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے رسول اللہ ﷺ نے کفار قریش سے لڑنے اور مرنے پر بیعت لی جو تاریخ اسلام میں ”بیعت رضوان“ کے نام سے مشہور ہے۔ ام عمارہ رضی اللہ عنہا اس ”بیعت رضوان“ میں بھی شریک تھیں۔ بلکہ عین اس وقت جب احد میں عام مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تھے اور آنحضرت ﷺ پر کفار بڑھ بڑھ کر وار کر رہے تھے اور جان نثار آگے آ کر اپنی جانیں قربان کر رہے تھے یہ بہادر خاتون بھی تیغ بدست حملہ آوروں کو مار مار کر پیچھے ہٹا رہی تھیں۔ اس دن کئی زخم ان کے دست و بازو میں آئے تھے۔ اسی طرح

❁ اسد الغابۃ: ۳/۶۵۔ الاصابۃ: ۲/۲۲۸۸۔

❁ سیر اعلام النبلاء: ۲/۳۱۰۷۔ اسد الغابۃ: ۵/۳۹۳۔

دیگر غزوات میں بھی ان سے بے مثال بہادری کے کارنامے ظہور میں آئے ہیں۔ ❁

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسلمہ کذاب نے جب ادعائے نبوت کیا اور مقام یمامہ میں ایک خون ریز لڑائی کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس جنگ میں جو ”جنگ یمامہ“ کے نام سے مشہور ہے ام عمارہ رضی اللہ عنہا بھی شریک تھیں۔ اور جب تک ان کا ہاتھ زخمی نہ ہوا دشمنوں سے لڑتی رہیں۔ اس دن ام عمارہ رضی اللہ عنہا کو بارہ زخم لگے تھے۔ ❁

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسلام کو جزیرہ نمائے عرب سے باہر قدم رکھنے کے لئے مشرق کی ان دو پرزور طاقتوں سے مقابلہ کرنا پڑا جو دنیا میں روم اور ایران کے مہیب ناموں سے مشہور تھیں۔ رومیوں کا وہ سب سے خونریز معرکہ جس پر ان کی قسمت کا آخری فیصلہ ہوا جنگ یرموک ہے۔ اور ایرانیوں کی وہ سب سے آخری پرزور کوشش جس سے زیادہ زور و قوت صرف کرنا تحت کیانی کے امکان میں نہ تھا جنگ قادسیہ ہے۔ یہ دونوں معرکے تاریخ اسلام کے بہترین کارنامے ہیں جنہوں نے دنیا میں پھیلنے کے لئے اسلام کا راستہ صاف کر دیا۔

لیکن ان دونوں واقعات میں مسلمانوں کی فتح یابی محذرات اسلام کے زور بازو اور آتش بیانی کی ممنون ہے۔ محرم ۱۴ ہجری میں مسلمانوں کی اور ایرانیوں میں مقام قادسیہ پر مقابلہ ہوا۔ ایرانیوں کی جمعیت ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ اور مسلمان کچھ اوپر تیس ہزار تھے۔ اس معرکہ میں کئی ہزار مسلمان شہید اور زخمی ہوئے۔ عورتوں اور بچوں نے شہداء کی قبریں کھودیں اور مجروحوں کو میدان جنگ سے اٹھالائے اور ان کی تیمارداری کی۔

قادسیہ کی لڑائی میں عورتوں کو کس قدر جوش تھا!! اس کا اظہار ذیل کی تقریر سے ہوگا جو قبیلہ نضج کی ایک بوڑھی عورت نے اپنے بیٹوں کو میدان جنگ میں بھیجتے وقت کی تھی۔

إِنكُمْ أَسْلَمْتُمْ فَلَمْ تَبْدُلُوا وَهَاجَرْتُمْ فَلَمْ تَقْرَبُوا وَلَمْ تَنْبِ بِكُمْ الْبِلَادُ وَلَمْ تَقْصَحْكُمْ السِّنَةُ ثُمَّ جِئْتُمْ بِأَمْكُمُ عَجُوزَ كَبِيرَةٍ فَوَضَعْتُمُوهَا بَيْنَ أَيْدِي أَهْلِ فَارِسَ وَاللَّهِ إِنَّكُمْ بَنُو رَجُلٍ وَاحِدٍ كَمَا أَنْتُمْ بَنُو أَمْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ مَا خُنْتُ أَبَائَكُمْ وَلَا فَصَحْتُ خَالَكُمْ أَنْطَلِقُوا وَأَشْهَدُوا أَوَّلَ الْقِتَالِ وَآخِرَهُ ❁

”پیارے بیٹو! تم اسلام لائے اور پھر پھر نہیں تم نے ہجرت کی تو تم کو کسی نے

❁ اسد الغابہ: ۶۵/۵ - ❁ فتوحات اسلامیہ/سید و حلان: ص ۳۶۔

❁ تاریخ الطبری: ۵۴۳/۳، سنہ ۱۴۔



ملا مت نہ کی۔ تمہارا وطن تمہارے ناموافق تھا۔ نہ تم پر قحط پڑا تھا۔ تم نے اپنی بوڑھی ماں کو اپنے ساتھ لاکر اہل فارس کے سامنے ڈال دیا۔ اللہ کی قسم! تم ایک باپ کی اولاد ہو جس طرح تم ایک ماں کی اولاد ہو۔ نہ میں نے تمہارے باپ سے خیانت کی۔ اور نہ میں نے تمہارے ماموں کی فضیحت کی جاؤ اور شروع سے آخر تک لڑو۔“

بیٹوں نے ایک ساتھ دسمنوں پر حملہ کیا اور بڑی بہادری سے لڑے۔ جب نظروں سے غائب ہو گئے تو اس بوڑھی عورت نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا کہ اے اللہ تعالیٰ! میرے بچوں کو بچانا۔ اختتام جنگ پر بہادر بیٹے صحیح و سالم اپنی ماں کے پاس آئے اور غنیمت کا مال ماں کے آگے ڈال دیا۔ جنگ قادسیہ میں عرب کی مشہور شاعرہ خنساءؓ بھی شریک تھی۔ خنساءؓ کے ساتھ ان کے چاروں بیٹے بھی شریک تھے۔ شب کے ابتدائی حصہ میں جب ہر سپاہی صبح کے ہولناک منظر پر غور کر رہا تھا آتش بیاں شاعرہ نے اپنے بیٹوں کو یوں جوش دلانا شروع کیا۔

يَا بَنِيَّ اِنْكُمْ اَسْلَمْتُمْ وَهَاجَرْتُمْ مُخْتَارَيْنِ وَاللّٰهُ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ اِنْكُمْ  
بَنُو رَجُلٍ وَاحِدٍ كَمَا اَنْتُمْ بَنُو امْرَاةٍ وَاحِدَةٍ مَا خُنْتُ اَبَاكُمْ وَلَا فَضَحْتُ  
خَالَكُمْ وَلَا هَجَنْتُ حَسْبَكُمْ وَلَا غَيْرْتُ نَسَبَكُمْ وَقَدْ تَعْلَمُونَ مَا اَعَدَّ اللّٰهُ  
لِلْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الثَّوَابِ الْجَزِيْلِ فِي حَرْبِ الْكَافِرِيْنَ وَاعْلَمُوا اَنَّ الدَّارَ  
الْبَاقِيَةَ خَيْرٌ مِنَ الدَّارِ الْفَاقِيَةِ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ ﴿٣٠٠﴾ فَاذَا أَصْبَحْتُمْ  
عَدَا اِنَّ شَاءَ اللّٰهُ سَالِمِيْنَ فَاعْدُوا إِلَى قِتَالِ عَدُوِّكُمْ مُسْتَبْرِيْنَ وَبِاللّٰهِ  
عَلَى اَعْدَائِهِ مُسْتَنْصِرِيْنَ وَاِذَا رَأَى نِعْمَ الْحَرْبُ قَدْ شَمَرَتْ عَنْ سَاقِهَا

یہ دونوں واقعے موقع جنگ تعداد اولاد اور بعض الفاظ کے اتحاد سے ایک ہی معلوم ہوتے ہیں لیکن بعض اختلافات بھی ایسے ہیں جو ایک واقعہ نہیں ہونے دیتے پہلی عورت قبیلہ مخ کی ہے۔ اور دوسری عورت خنساءؓ قبیلہ قبلہ کی ہے پہلی عورت کی مختصر اور سادہ تقریر ہے دوسری عورت کی تقریر طویل اور فصاحت اور جوش سے لبریز ہے جو خنساءؓ کے شایان شان ہے۔ ”طبری“ نے پہلی عورت کے متعلق لکھا ہے کہ اس کے بیٹے مال غنیمت لے کر صحیح و سالم واپس آ گئے۔ ”ابن اثیر“ نے دوسری عورت کے متعلق لکھا ہے کہ اس کے بیٹے شہید ہوئے اور ان کی تنخواہ حضرت عمرؓ بیٹوں کی ماں کو دیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔

وَاضْطَرَمَّتْ لَطْفَى عَلَى سَيْفِهَا. وَحَلَلَتْ نَارَ أَعْلَى رَوَاقِهَا فَتَيَمَّمُوا وَطَيَّسَهَا  
وَجَالِدُوا رَئِيسَهَا عِنْدَ احْتِدَامِ خِمِيسِهَا تَطْفَرُوا بِالْغَنَمِ وَالْكَرَامَةِ فِي  
دَارِ الْخُلْدِ وَالْمَقَامَةِ ❁

”پیارے بیٹو! تم اپنی خواہش سے مسلمان ہوئے اور تم نے ہجرت کی۔ اللہ وحدہ  
لا شریک کی قسم ہے! کہ تم جس طرح ایک ماں کے بیٹے ہو ایک باپ کے بھی بیٹے  
ہو۔ میں نے تمہارے باپ سے بددیانتی نہیں کی۔ اور نہ تمہارے ماموں کو ذلیل کیا۔  
اور نہ تمہارے حسب و نسب میں داغ لگایا۔ جو ثواب عظیم اللہ تعالیٰ نے کافروں سے  
لڑنے میں مسلمانوں کے لئے رکھا ہے، تم اس کو خود جانتے ہو۔ خوب سمجھ لو کہ آخرت  
جو ہمیشہ رہنے والی ہے اس دار فانی سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”مسلمانو!  
صبر کرو اور استقلال سے کام لو اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہو۔“ کل جب  
خیریت سے تم ان شاء اللہ صبح کر دو تو تجربہ کاری کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ سے نصرت کی  
دعا مانگتے ہوئے دشمنوں پر بھڑک پڑنا۔ اور جب دیکھنا کہ لڑائی زوروں پر ہے اور ہر  
طرف اس کے شعلے بھڑک رہے ہیں تو تم خاص آتش دان جنگ کی طرف رخ کرنا۔  
اور جب دیکھنا کہ فوج غصہ سے آگ ہو رہی ہے تو تم غنیم کے سپہ سالار پر ٹوٹ  
پڑنا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ تم دنیا میں مال غنیمت اور عاقبت میں عزت پاؤ۔“

صبح کو جنگ چھڑتے ہی خنساءؓ بیٹوں کے چاروں بیٹے ایک ساتھ دشمنوں پر بھڑک پڑے اور  
آخر کار بڑی بہادری سے لڑ کر چاروں شہید ہوئے۔ خنساءؓ کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا ”اس  
اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے بیٹوں کی شہادت کا مجھے شرف بخشا۔“ حضرت عمرؓ نے آٹھ سو دینار  
خنساءؓ کو اس کے چاروں بیٹوں کی تنخواہ دیا کرتے تھے۔

واقعہ جسر کے بعد جس میں مسلمانوں کو ایرانیوں کے مقابلہ میں سخت ہزیمت اٹھانی پڑی تھی  
ایک دوسرا ہولناک معرکہ ہوا جو ”جنگ بویب“ کے نام سے مشہور ہے، جنگ بویب میں جس کو قادیسیہ کی  
تمہید سمجھنا چاہیے، مسلمانوں کو ایرانیوں کا بہت سا سامان رسد ہاتھ آ گیا۔ مسلمان عورتوں کو روزمگاہ سے  
بہت پیچھے چھوڑ آئے تھے، کھانے کا انتظام چونکہ عورتوں ہی سے متعلق تھا اس لئے شہنی نے جو فوج کا سپہ  
سالار تھا، یہ سارا سامان فوج کے ایک رسلہ کی حفاظت میں عورتوں کے پاس بھیج دیا۔ یہ رسالہ گھوڑے

اڑاتا ہوا عورتوں کی فردگاہ کی طرف چلا۔ عورتیں سمجھیں کہ دشمن چڑھ آئے ہیں۔ عورتوں کے خیمے میں اسلحہ کہاں سے آتا، بچوں کو پیچھے کھڑا کیا اور خود پتھر اور خیمہ کی چوہیں (لکڑیاں) لے کر حملہ کے لئے کھڑی ہو گئیں۔ عمر بن عبد المسیح جو اس رسالہ کا افسر تھا، پکارا کہ اسلامی فوج کی عورتوں کو بے شک ایسا ہی بہادر ہونا چاہیے۔ یہ کہہ کر اس نے عورتوں کو مسلمانوں کی فتح کی خوشخبری سنائی اور چیزیں ان کے سپرد کیں۔

میدان کی لڑائی میں اس سے بھی ایک عجیب بہادری عورتوں سے ظاہر ہوئی۔ دریائے دجلہ کے قریب اہل میدان اور مسلمانوں کا سامنا ہوا۔ مغیرہ جو اس وقت فوج کے سپہ سالار تھے میدان جنگ سے عورتوں کو بہت پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ دونوں فوجوں میں گھسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ ازہ بنت حارث نے جو طبیب العرب کلدہ کی پوتی تھیں عورتوں سے کہا کہ ”اگر ہم مسلمانوں کی مدد کرتیں تو نہایت مناسب ہوتا۔“ یہ کہہ کر انھوں نے اپنے دوپٹے کا ایک بڑا علم بنایا اور عورتوں نے بھی اپنے اپنے دوپٹوں کی جھنڈیاں بنائیں۔ دونوں طرف کے بہادر دل توڑ کر حملے کر رہے تھے کہ اس سامان کے ساتھ عورتیں پرچم اڑاتی ہوئی فوج کی قریب پہنچ گئیں۔ یہ سمجھ کر کہ مسلمانوں کی امداد کو ایک تازہ دم فوج اور پہنچ گئی، غنیم کے بازو دست پڑ گئے اور آن کی آن میں یہ سیاہ بادل چھٹ گیا۔

عہد صدیقی ابتدائی دور میں ۱۳ھ میں مسلمانوں نے دمشق پر لشکر کشی کی چند معرکوں کے بعد اہل دمشق قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمان دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے تھے معلوم ہوا کہ نوے ہزار رومی بڑے سروسامان کے ساتھ اجنادین میں جمع ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کی منتشر فوج مختلف دستوں کی شکل میں تمام ملک شام میں پھیلی ہوئی تھی۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جو عراق کو پامال کر کے دمشق میں آ کر مل گئے تھے یہ رائے پسند کی گئی کہ کل اسلامی فوج کو سمیٹ کر ایک جگہ جمع ہونا چاہیے۔ ان فوجوں کی مجموعی تعداد چوبیس ہزار تھی۔ چنانچہ تمام افسران اسلام جہاں جہاں تھے اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے اجنادین کی طرف بڑھے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بھی دمشق کا محاصرہ چھوڑ کر اجنادین کی طرف کوچ کیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ فوج کے آگے آگے جا رہے تھے اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تھوڑی فوج کے ساتھ عورتوں اور بچوں کو لئے ہوئے مع خیمے اور سامان رسد کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ اہل دمشق نے دیکھا کہ مسلمان ڈیرے خیمے اٹھائے لدے پھندے جا رہے ہیں ان کو انتقام کا موقع

نہایت مناسب معلوم ہوا۔ قلعہ کے پھانک کھول کر فوراً پیچھے سے حملہ کر دیا۔ قیصر روم نے دمشق کے لئے کچھ امدادی فوجیں بھیجی تھیں اتفاق سے عین وقت پر وہ بھی آ پہنچیں اور آتے ہی انہوں نے مسلمانوں کا آگ روک لیا۔ اس وقت مسلمانوں میں جس انتہا کی بدحواسی پیدا ہونی چاہیے تھی وہ ظاہر ہے۔ مگر اس کے برخلاف انہوں نے نہایت پامردی اور استقلال کے ساتھ دونوں طرف کے حملے روکے۔ لیکن زیادہ تر ان کی توجہ سامنے کی فوج کی طرف منعطف تھی۔ اتنا موقع بھی اہل دمشق کو غنیمت معلوم ہوا اور مسلمان عورتوں کو اپنی حراست میں لے کر قلعہ دمشق کی طرف رخ کیا۔

عورتوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا نے کہا ”بہنو! کیا تمہاری غیرت یہ گوارا کر سکتی ہے کہ مشرکین دمشق کے قبضہ میں آ جاؤ۔ کیا تم عرب کی شجاعت و حمیت کے دامن میں داغ لگانا چاہتی ہو؟ میرے نزدیک تو مرجانا اس ذلت سے کہیں بہتر ہے۔“ ان چند فقیروں نے ایک آگ سی لگا دی، خیموں کی چوبیس لے لے کر باقاعدہ ہاتھ باندھ کر آگے بڑھیں۔ سب سے آگے خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا ضرار کی بہن تھیں اور ان کے پیچھے عفیر بنت عفارہ ام ابان بنت عتبہ سلمہ بنت نعمان بن مقرن وغیرہ تھیں۔ کچھ دیر کے لئے تو حیرت نے دمشقوں کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے۔ اور اتنی دیر میں عورتوں نے تمیں لاشیں گرا دیں۔ اور آخر کو پھر انہوں نے بھی حملہ کر دیا۔ دمشقوں کے قدم اکھڑنے کو تھے کہ مسلمان بھی ادھر سے فارغ ہو کر آ گئے۔ دمشق فوج میں جو رقی جان باقی تھی وہ بھی ان حملوں سے نکل گئی۔ باقی فوج بھاگ کر دمشق میں قلعہ بند ہو گئی۔ اور اسلامی فوج کی عتار عزیمت پھر جنادین کی طرف مڑی۔

اڈور ڈکین صاحب نے اپنی تاریخ میں اس واقعہ کو نقل کر کے مسلمان عورتوں کی عفت عصمت دیرمی و بہادری کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”یہ وہ عورتیں ہیں جو شمشیر زنی، نیزہ بازی، تیر اندازی میں نہایت ماہر تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ نازک سے نازک موقع پر بھی یہ اپنے دامن عفت کے محفوظ رکھنے میں کامیاب ہوتی تھیں۔“

جنگ یرموک مسلمانوں کی سب سے پہلی باقاعدہ جنگ تھی۔ اس معرکہ میں مسلمان کل چالیس ہزار تھے، مگر جو تھے عرب میں انتخاب (چنے ہوئے) تھے۔ رومیوں کی جمعیت دو لاکھ سے زائد تھی اور یہ آدمیوں کا طوفان اس جوش و خروش کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا کہ ایسا گمان ہوتا تھا کہ ایک ہی ٹکر میں مسلمانوں کو جڑ سے اکھاڑ دے گا۔ یرموک میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کی تعداد میں جو گنے کا فرق تھا۔ عیسائیوں کے جوش کا یہ عالم تھا کہ بیس ہزار رومیوں نے

پاؤں میں بیڑیاں ڈال لی تھیں کہ ہٹنا چاہیں بھی تو نہ ہٹ سکیں۔

دولا کھکا ہڈی دل اس زور و شور سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا کہ اسلامی فوج کا داہنا بازو ہٹتے ہٹتے عورتوں کے خیمہ گاہ تک آ گیا۔ لُحْم و جذام کے قبیلے ایک مدت تک ان عیسائیوں کے ماتحت رہے تھے اور اب مسلمان ہو گئے تھے، میسرہ (بایاں حصہ) میں زیادہ تر یہی لوگ تھے۔ رومیوں نے ان کی طرف رخ کیا۔ تو یہ مرعوب ہو کر نہایت بے ترتیبی سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ رومی تعاقب کرتے ہوئے خیموں تک پہنچ گئے۔ عورتوں کے غصہ کی انتہا نہ رہی، فوراً خیموں سے باہر نکل آئیں اور اس زور سے حملہ کیا کہ رومیوں کا سیلاب جو نہایت سرعت سے آگے بڑھ رہا تھا دفعتاً تھم کر پیچھے ہو گیا۔ اب خواتین نے بھاگتوں کو روک کر پھر آگے بڑھایا، فوج کی پشت پر آ کر مسلمانوں کو غیرت دلا دلا کر جوش پیدا کرنے لگیں۔ عورتوں کی ان کوششوں کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں کے اکھڑے ہوئے پاؤں پھر سنبھل گئے۔ قریش کی عورتیں تلواریں گھسیٹ گھسیٹ کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑیں اور حملہ کرتے ہوئے مردوں سے آگے نکل گئیں ❁

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن جویریہ رضی اللہ عنہا عورتوں کا ایک دستہ لے کر آگے بڑھیں اور نہایت دلیری سے لڑ کر زخمی ہوئیں۔ ❁ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ماں ہند بنت عتبہ مردوں کو مخاطب کر کے یہ کہتی تھی۔ ❁

يَا مَعْشَرَ الْغُرَبِ عَصِدُوا الْعُلْفَانَ يَسُوفُ فُكْمُ

”عربو! نامرد بن جاؤ نامرد“۔ ضرار بن ازور کی بہن خولہ یہ شعر پڑھ کر مسلمانوں کو غیرت دلاتی تھیں۔

يَا هَارِبًا عَنْ نِسْوَةٍ تَقِيَّاتٍ رَمَيْتَ بِالسُّهْمِ وَالْمُنْيَاتِ

”اے پاک دامن عورتوں کو چھوڑ کر بھاگنے والو تم موت اور تیر کے نشانہ نہ بنو۔“

مؤرخ طبری نے اس جنگ میں ام حکیم بنت حارث کا نام خصوصیت سے لیا ہے۔ ابن اشیر جزری نے لکھا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی پھوپھی زاد بہن اسماء بنت یزید نے تنہا نورومیوں کو مار ڈالا۔ ❁ جو عورتیں مردانہ وار جنگ یرموک میں لڑیں ابن عمرو اقدی ان میں سے بعض کے یہ نام بتاتا ہے۔ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی، خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا،

❁ تاریخ اسلام: ۱/۳۶۸ - ❁ تاریخ الطبری: ۳/۱۳۰، ۱۳۱ھ

❁ فتوح البلدان بلاذری: ج ۱۶، جنگ یرموک - ❁ اسد الغابۃ: ۵/۳۹۸

کعب بنت مالک، سلمیٰ بنت ہاشم رضی اللہ عنہا، نعم بنت قناس رضی اللہ عنہا، عفیرہ بنت عفارہ رضی اللہ عنہا۔

جنگ یرموک کے بعد پھر مسلمانوں کی فوج رومیوں کے مقابلہ پر جاری تھی، ایک دن اس نے دمشق کے قریب مرج الصفر میں قیام کیا۔ خالد بن سعید نے جنھوں نے حال ہی میں ام حکیم بنت حارث سے نکاح کیا تھا۔ یہیں مسلمانوں کی دعوت ولیمہ کی۔ ایک پل کے قریب ام حکیم کا خیمہ نصب ہوا جو اسی مناسبت سے اب تک ”ام حکیم کا پل“ کہلاتا ہے۔ ابھی لوگ کھانے سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ رومی پہنچ گئے۔ مسلمانوں نے بھی لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں اور اس زور سے حملہ کیا کہ رومیوں کو پسپا ہو جانا پڑا۔ ام حکیم بھی نہایت دلیری سے لڑیں۔ رومیوں کے سات آدمی ان کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے۔ ❀

جنگ جمل میں گو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فوج لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آنا ہم ایک اہم اجتہادی غلطی سمجھتے ہیں، لیکن اس سے عورتوں کے استقلال، دلیری اور ثابت قدمی کا اظہار ضرور ہوتا ہے۔

فتوحات واقدی کی روایتیں اگر تسلیم کر لی جائیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ شام کی فتوحات میں عورتوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔ خصوصاً ام حکیم، ہندام کثیر، اسماء، ام ابان، ام عمارہ، خولہ، لبنی، عفیرہ رضی اللہ عنہا، ان عورتوں نے بعض موقعوں پر اس مردانگی سے جنگی خدمات انجام دی ہیں کہ مردوں سے بھی اس کا تصور نہیں ہو سکتا۔

عتبہ بن غزوہ ان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر تھا۔ ازودہ بنت حارث جو طیب عرب کلدہ کی پوتی اور عتبہ کی بیوی تھی۔ عتبہ جب اہل مدینہ الفرات سے سرگرم تھا تو اس کی بیوی ازدی اپنی تقریر سے لوگوں کو ابھارتی اور جوش دلاتی تھی۔ ❀

دمشق کے حملہ میں جب ابان بن سعید، تو ما حاکم دمشق کے ہاتھ سے شہید ہوئے تو ان کی بیوی ام ابان بنت عتبہ اپنے مقتول شوہر کے سارے جنگی اسلحہ سے لیس ہو کر قصاص لینے کو نکلیں اور دیر تک دشمنوں کا مقابلہ کرتی رہیں۔ اہل دمشق کو محصور تھے، لیکن شہر پناہ کے برجون سے برابر مسلمانوں کا جواب دیتے تھے۔ سب کے آگے ایک شخص ہاتھ میں طلائی صلیب لئے ہوئے ارباب ثلثہ سے فتح کی دعا مانگ رہا تھا۔ ام ابان کو تیر اندازی میں بڑی قدرت تھی۔ ایسا تاک کر تیر مارا کہ صلیب اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر قلعہ کے نیچے گر پڑی۔ مسلمانوں نے دوڑ کر صلیب اٹھالی۔ عیسائیوں سے صلیب

❀ اسد الغابہ: ۵/۵۷۷۔ ❀ فتوح البلدان بلاذری: ص ۴۲۱، القسم الاول۔

اعظم کی یہ تذلیل دیکھی نہ گئی۔ تو ماحکم دمشق غصہ سے شہر کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا اور پھر اس زور کارن پڑا کہ مسلمان گھبرا اٹھے۔ رومیوں نے صلیب کی واپسی کے لئے لاکھ لاکھ کوششیں کیں مگر ایک بھی کارگر نہ ہوئی۔ جس نے بھی ادھر کا رخ کیا، ام ابان نے اس کو تیروں پر دھر لیا۔ تو ماحکم کی طرح پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیتا تھا، ام ابان نے اس کی آنکھ میں ایسا نشانہ باندھ کر تیر مارا کہ وہ چیختا ہوا بھاگا۔ اس وقت ام ابان رجز کے یہ شعر پڑھی جا رہی تھیں۔

أُمُّ أَبَانَ فَاطْلُبِي ثِيَارَكَ "ام ابان تو اپنا انتقام لے۔"

هَوِّلِي عَلَيْهِمْ صَوْلَةَ الْمُتَدَارِكِ "اور ان پر پے در پے حملے کئے جا۔"

قَدْ ضَجَّ جَمْعُ الْقَوْمِ مِنْ نِيَالِكَ "رومی تیرے تیروں سے چیخ اٹھے۔"

یرموک کی سب سے خوفناک لڑائی "یوم العویر" مسلمان عورتوں کی بہادری کا عجیب و غریب نمونہ تھی۔ مسلمانوں کو ہزیمت ہو جاتی اگر عورتیں تلواریں کھینچ کر رومیوں کے منہ نہ پھیر دیتیں۔ ہند خولہ ام حکیم رضی اللہ عنہا اور بہت سی قریش کی عورتوں نے مردانہ وار حملے کئے۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا گھوڑے پر سوار اپنے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھیں اور برابر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے دوش بدوش لڑتی جاتی تھیں۔ ❁ "صفین" میں بہت سے مسلمان عورتیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے شریک جنگ تھیں، پر زور تقریروں سے فوج کو ابھارتی تھیں۔ سیدہ زرقا، سیدہ عکرمہ، سیدہ ام الخیر رضی اللہ عنہا نے میدان کارزار میں وہ تقریریں کی ہیں کہ فوج کی فوج میں ایک آگ لگ گئی ہے۔ ❁

۹۰ ہجری میں ولید بن عبدالملک کے عہد خلافت میں مسلمانوں نے بخارا پر فوج کشی کی۔ قتیبہ اس فوج کا سپہ سالار بنا کر بھیجا گیا۔ عرب میں ازد کا قبیلہ بہادری اور شجاعت میں ضرب المثل تھا۔ اسلامی فتوحات میں اس کے کارنامے نہایت روشن ہیں۔ بخارا کے ترک بھی بڑے ساز و سامان سے مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے نکلے۔ قبیلہ ازد نے کہا پہلے تنہا ہم کو زور آزمائی کرنے دو۔ قتیبہ نے ان کو آگے بڑھنے کی اجازت دی۔ ازدی بڑھے اور نہایت بہادری سے حملے کئے لیکن مقابلہ معمولی لوگوں سے نہ تھا۔ ترکوں نے اس ثابت قدمی سے جواب دیئے کہ ازدی ہٹتے ہٹتے قیام گاہ تک آ گئے۔ ترکوں نے بڑھ کر اور زور سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ عورتوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کو شکست ہوا ہی

❁ اس قسم کے اور بہت سے واقعات اس فوج الشام میں مذکور ہیں جو ابن عمرو اقدی کی طرف منسوب ہے مگر چونکہ فوج الشام ازدی وغیرہ میں ان کا مطلق ذکر نہیں ہے اس لئے ہم ان کو قلم انداز کرتے ہیں۔

❁ عقد الفریح، ج ۱ ص ۱۲۱ تا ۱۲۳۔

چاہتی ہے وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور مار مار کر گھوڑوں کے رخ پھر میدان جنگ کی طرف پھیر دیے اور ایک عام شور برپا کر دیا۔ مسلمانوں کی ہمت بندھی اور سنبھل گئے اور پلٹ کر اس زور و شور سے حملے کئے کہ ترک پھر نہ جم سکے۔ گو اس موقع پر عورتوں نے تلواریں نہیں اٹھائیں لیکن یہ فتح بالکل عورتوں کی کوشش سے ہوئی۔ اگر عورتیں ہمت نہ کرتیں تو مسلمان میدان جنگ چھوڑ چکے تھے ❁

اسلام میں خوارج کا فرقہ اپنی تاریخی حیثیت سے نہایت شہرت رکھتا ہے۔ جن کے کارنامے بعض اسلامی فرقوں کی طرح صرف خوفناک سازشیں نہیں ہیں بلکہ بارہا حکومتوں اور جابرانہ شخصیتوں کے مقابلہ میں اس نے تلواریں بلند کی ہیں۔ گو طلب مساوات، آزادی بیان اور تنائے حریت کی بنا پر اس کی گردن ہمیشہ تلوار کے نیچے رہی۔ لیکن اس کی الوالعزمی اور شجاعت نے اس کو بہت دنوں تک زندہ رکھا اور اب تک ہے۔ سلطنت کے متعلق اس کے خیالات بالکل آج کل کے نھلسٹ فرقوں کے مشابہ تھے۔

سن ۷۷۰ ہجری میں جب عبدالملک شام میں حاکم تھا اور جاج بن یوسف ثقفی عراق کا گورنر تھا، شیبہ خارجی نے موصل میں سلطنت کے خلاف سر اٹھایا۔ غزالہ شیبہ کی بیوی اور حیزہ عیبہ کی ماں بھی شریک جنگ رہتی تھیں۔ جاج نے شیبہ کے دبانے کو یکے بعد دیگرے پانچ سردار بھیجے مگر ایک بھی میدان جنگ سے واپس نہ آیا۔ آخر عبدالملک نے شام سے فوجیں بھیجیں اور جاج خود ان کو لے کر نکلا۔

شیبہ موصل سے کوفہ چلا لیکن جاج اس سے پہلے کوفہ پہنچ کر قصر الامارہ میں اتر چکا تھا۔ غزالہ نے نذر مانی تھی کہ کوفہ کی جامع مسجد میں دو رکعت نماز نفل پڑھوں گی۔ کچھ دن چڑھے غزالہ اپنے شوہر کے ساتھ صرف ستر آدمی لے کر جامع مسجد آئی۔ حالانکہ سارا شہر دشمن تھا اور خود شامی فوجیں کوفہ میں بھری پڑی تھیں۔ شیبہ تلوار کھینچ کر مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور غزالہ نے اندر جا کر اطمینان سے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر معمولی نماز نہیں پہلی رکعت میں سورہ بقرہ اور دوسری رکعت میں آل عمران۔ جن سے بڑی کوئی سورہ قرآن مجید میں نہیں ہے دو دو اور اڑھائی اڑھائی پاروں میں تمام ہوتی ہیں۔ غزالہ نماز سے فارغ ہو کر اپنی فردگاہ کو چلی گئی اور جاج کی ساری فوج دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی۔ جب لڑائی کی نوبت آئی تو جاج کوفہ بصرہ اور شام کی فوج لے کر نکلا۔ شیبہ کی جمعیت گو اس کے مقابلہ میں نہایت مختصر تھی لیکن بہادری سے لڑی۔ جاج اپنی فوج کے پیچھے کھڑا ہو کر خود جوش دلا



رہا تھا۔ اس کی فوج برابر بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ حجاج نے خوارج کی مسجد پر قبضہ کر لیا۔ غزالہ اور حمیزہ بھی لڑائی میں مشغول تھیں کہ حجاج نے خاموشی سے چند آدمی بھیجے جنہوں نے پیچھے سے جا کر غزالہ کو مار کر گرا دیا۔ شعیب اپنے مقتولین کو چھوڑ کر ہواز کی طرف چلا گیا۔

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ حمیزہ بھی اس لڑائی میں ماری گئی، لیکن ابن اثیر اور طبری نے لکھا ہے کہ اس کے کچھ دن بعد جب شعیب کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر پل سے دریائے دجلہ میں گر پڑا اور شعیب آہنی زرہ اور ہتھیاروں کے بوجھ سے ڈوب کر مر گیا تو کسی نے اس کی ماں سے جا کر کہا کہ شعیب مارا گیا۔ اس کی ماں نے کہا شعیب اور مارا جائے، یہ ہونہیں سکتا آخر جب دوسرے دن کہا گیا کہ نہیں شعیب ڈوب کر مر گیا تو اس نے کہا یہ ممکن ہے۔ اس واقعہ سے اس کی ماں کی بہادری کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس وقت تک زندہ تھی۔

بعض لڑائیوں میں حجاج اور غزالہ کا سامنا ہو گیا۔ حجاج مقابلہ نہ کر سکا اور بھاگ نکلا۔ حالانکہ یہ وہی حجاج تھا جس سے سارے عراق اور حجاز کا نپتا تھا۔ ایک شاعر اسی واقعہ کو لکھ کر حجاج کو عار دلاتا ہے۔ ❀

أَسَدٌ عَلَىٰ وَفَى الْحُرُوبِ نَعَامَةً      فَتَحَاءُ تَصْفِرُ مِنْ صَفِيرِ الصَّافِرِ  
”حجاج مجھ پر تو شیر ہے لیکن معرکوں میں بزدل اور ست شتر مرغ کی طرح بزدل ہو جاتا ہے۔“

هَلَّا بَرَزْتُ إِلَى غَزَاةٍ فِي الْوَعْدِ      بَلْ كَانَ قَلْبُكَ فِي جَنَاحِ الطَّائِرِ  
”حجاج! تو لڑائی میں غزالہ کے مقابلہ میں کیوں نہ نکلا۔ اور نکلتا کیونکر؟ تیرا دل تو دھڑک رہا تھا۔“

۱۳۹ ہجری میں منصور کے ایام خلافت میں قیصر روم نے ملطیہ پر فوج کشی کر کے اس کو بالکل ویران کر دیا۔ منصور نے قیصر کی تادیب کو فوجیں روانہ کیں۔ صالح بن علی اور عباس بن محمد سپہ سالار تھے۔ ان لوگوں نے جا کر پہلے ملطیہ کو از سر نو آباد کیا۔ اور پھر قسطنطنیہ کی طرف فوجیں بڑھائیں اور قیصر کے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا ام عیسیٰ بنت علی اور لبابہ بنت علی صالح کی بہنیں اور خلیفہ منصور کی پھوپھیاں تھیں انہوں نے یہ نذر مانی تھی کہ جب بنو امیہ کی حکومت برباد ہو جائیگی تو ہم جہاد کریں گی۔ چنانچہ ایفائے نذر کے لئے وہ بھی اس جہاد میں شریک تھیں۔ ❀

❀ تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین ص ۱۰۰۔

❀ اکمال فی التاريخ: ۵/۷۳، سنہ ۱۳۹ھ۔

۸۷ ہجری میں ہارون رشید کے زمانہ میں ولید بن طریف خارجی نے خابور اور نصیبین میں علم بغاوت بلند کیا۔ ادبار کا ایک مشہور سردار یزید شیبانی اس بغاوت کے فرو کرنے کو بھیجا گیا۔ چند مقابلوں کے بعد خوارج نے شکست کھائی اور ولید مارا گیا۔ ولید کی بہن فارعہ کو جب اپنے بھائی کا حال معلوم ہوا تو اس نے زرہ پہنی سارے ہتھیار لگائے اور گھوڑے پر سوار ہو کر شاہی فوج پر حملہ آور ہوئی۔ یزید دوسروں کو ہٹا کر خود اس کے مقابلہ میں آیا اور فارعہ کے گھوڑے کو ایک نیزہ مارا اور فارعہ سے کہا۔ تم کیوں اپنے خاندان کو بدنام کرتی ہو واپس جاؤ۔ فارعہ میدان سے پھری لیکن اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور اس کی زبان پر خود اس کی تصنیف کے یہ دردناک اشعار تھے۔ ❀

فَيَا شَجَرَ الْخَابُورِ مَا لَكَ مُورِقًا      كَأَنَّكَ لَمْ تَجْزَعْ عَلَى بَنِ طَرِيفٍ  
”اے خابور (نام مقام) کے درخت! تم کیوں سرسبز ہو؟ گویا تم ولید کی موت پر بے قرار ہی نہ ہوئے۔“

فَتَنِي لَا يُجِبُ الزَّادُ إِلَّا مِنَ التَّقَى      وَلَا الْمَالُ إِلَّا مِنَ الْأَمْنِ قَنَّا وَسُيُوفٍ  
”ولید ایک ایسا جوان تھا جو صرف زات تقویٰ اور تیغ نیزہ کی دولت پسند کرتا تھا۔“  
فَقَدْ نَاكَ فَقْدَانُ الشَّبَابِ وَلَيْتَنَا      فَدَيْنَاكَ مِنْ فُتَيْنَا بِاللُّوفِ  
”اے ولید! ہم نے تجھ کو اس طرح کھو دیا ہے جس طرح جوانی کو کوئی کھودے۔ کاش ہم اپنے ہزار جوان تیری ایک ذات پر فدا کرتے۔“

عَلَيْهِ سَلَامُ اللَّهِ وَقَفَا فَاتَيْنِي      أَرَى الْمَوْتَ وَقَاعًا لِكُلِّ شَرِيفٍ  
”ولید پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ موت ایک دن ہر شریف کو آنے والی ہے۔“

یہ پورا مرثیہ اس قدر بلند اور پردرد ہے کہ اکثر علمائے ادب اس کو چشم ادب سے دیکھتے ہیں۔ ابوعلی قالی نے اپنی ”امالی“ میں اس کو نقل کیا ہے۔ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ فارعہ کے مرثیہ خساء کے ہم پلہ ہیں۔ اس مرثیہ کا پہلا شعر اس قدر مقبول ہے کہ عموماً علمائے بدیع اس کو تجاہل عارفانہ کی مثال میں پیش کرتے ہیں۔

ولید کی اس بہن کا نام ابن خلکان نے فارعہ اور فاطمہ لکھا ہے۔ لیکن ابن اثیر نے اس کا نام لیلیٰ بتایا ہے۔ ابن خلدون نے اس واقعہ کا ذکر تو کیا ہے لیکن اس کا کوئی نام نہیں لکھا۔ بہر حال ہم کو کام سے غرض ہے نام کچھ بھی ہو۔

قرون وسطیٰ میں صلیبی جنگ کا نہ صرف عیسائی مردوں پر نشہ چھایا تھا بلکہ عیسائی عورتیں تک جوش میں بھری ہوئی تھیں۔ اور بقول عماد کا تب ”بیسیوں عیسائی عورتیں میدان جنگ میں شریک تھیں۔“ عام مسلمانوں میں صلیبی جنگ کے مقابلہ میں جوش جو پھیلا تھا۔ عورتیں بھی اس سے بے اثر نہ تھیں۔ اسامہ ایک مسلمان امیر تھا۔ جب وہ صلیبی جنگ میں شریک ہونے کو آیا تو اس کی ماں اور بہن بھی اس کے ساتھ تھیں۔ دونوں برابر ہتھیار لگا کر اسامہ کے ساتھ رہتی تھیں اور عیسائیوں پر حملہ کرنے میں اس کو مدد دیتی تھیں۔ ❁

مسلمان ماؤں کے اس دینی جوش کا اثر تھا کہ بچہ بچہ تک اس سے متاثر تھا۔ عیسائی ایک مدت سے عکا کا محاصرہ کئے ہوئے پڑے تھے۔ جب وہ تھک گئے اور ایک زمانے کی معیت کی وجہ سے مسلمانوں سے راہ و رسم پیدا ہو گئی تو انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ عیسائی اور مسلمان بچوں میں آپس میں مقابلہ ہونا چاہیے۔ کچھ عیسائی بچے ادھر سے اور کچھ مسلمان بچے ادھر سے نکلے۔ دیر تک مقابلہ رہا۔ آخر اسلام کے ننھے ننھے ہاتھوں نے مسیحی بھیڑوں کے میمنوں کو رسیوں میں جکڑ کر باندھ دیا۔ ❁

اسلام کے تاریخی محاسن کے ذکر میں عموماً ہندوستان کا نام نہیں آتا لیکن اس خاص مضمون میں ایک جگہ نہیں بیسیوں جگہ ہندوستان کا نام آئے گا، ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں اکثر ایسی مسلمان عورتوں کے نام نظر آتے ہیں جن کی بہادری، شجاعت، اولوالعزمی مردوں کے مقابلہ میں کسی قدر ترجیحی ثابت ہوتی ہے۔

شاہ التمش کی بیٹی رضیہ سلطانہ جس نے اسلامی خواتین میں گو کم مگر سب سے بہتر سلطنت کی۔ ابن بطوطہ جو محمد تغلق کے زمانہ میں ہندوستان آیا تھا لکھتا ہے کہ ”رضیہ مردانہ لباس میں تمام ہتھیاروں سے مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار باہر نکلتی تھی“۔ شاہان ہند کا معمول تھا کہ جب وہ شکار کو جاتے تھے تو کل بیگمات اور کنیریں بھی ساتھ ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ التمش شیر کے شکار کو گیا تھا۔ بیگمات پیچھے تھیں ایک شیر نکل کر بادشاہ پر چھینٹا اگر رضیہ نہ پہنچ گئی ہوتی تو بادشاہ بری طرح زخمی ہو گیا ہوتا لیکن شیر ول رضیہ نے جھپٹ کر تلوار کے ایسے سخت وار کئے کہ شیر نیم جان ہو کر گر پڑا۔

تحت حکومت پر بیٹھ کر رضیہ نے وہ رعب قائم کیا کہ اعیان دولت تک کانپتے تھے۔ بعض امرا نے یہ دیکھ کر کہ اب ان کا کوئی زور نہیں چلتا مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور صرف لفظی مخالفت نہیں بلکہ فوجیں لئے دہلی کے باہر پڑے تھے۔ رضیہ کی مدد کو جو باہر سے آتا تھا اس کو بھی توڑ کر ملا لیتے تھے۔

❁ یہ واقعہ احمد بک آجائف روسی کی کتاب حقوق المرأة والاسلام سے لیا گیا ہے۔

❁ الفتح القدسی فی الفتح القدسی۔

لیکن رضیہ نے تنہا اپنی تدبیر و دلیری سے ان کو ایسا پریشان کیا کہ وہ ادھر ادھر ٹھوکر کھاتے پھرتے تھے لیکن ان کو پناہ نہیں ملتی تھی۔ ۶۳۷ھ میں جب حاکم لاہور نے سراٹھایا۔ تو خود فوج لے کر گئی۔ اس کے بعد بھنڈہ کے گورنر نے جب سرکشی کی تو پھر خود فوج لے کر نکلی لیکن اپنے نوکروں کی سازش سے، راستہ میں گرفتار ہو گئی اور اس کی جگہ پر دہلی میں اس کے بھائی معز الدین کو لوگوں نے بادشاہ بنایا۔ رضیہ قید سے چھوٹی تو نئے سرے سے ایک لشکر ترتیب دیکر دو تین مرتبہ تخت دہلی کے لئے لڑی لیکن چونکہ رضیہ نے فوج بالکل نئی بھرتی کی تھی، ہمیشہ شکست کھاتی رہی۔ ❁

اس سلسلہ میں سلطان علاء الدین کے عہد کا ایک عجیب و غریب واقعہ یہ ہے جس سے اسلامی ہندوستان کی تاریخی عظمت کسی قدر بڑھ جاتی ہے۔ شاہان ہند کے مرقع میں علاء الدین خلجی کی تصویر ایک خاص امتیاز رکھتی ہے جس کے چہرے سے اولوالعزمی، بلندی خیال، جلالت شان کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ سلطان نے جب سیل تاتار کو روک کر پیچھے ہٹا دیا جس کو نہ بغداد و خوارزم کے مستحکم قلعے ہٹا سکے اور نہ چین کی بلند دیواریں روک سکی تھیں اور نہ ایران و روس کی طاقتیں دبا سکی تھیں تو سلطان کو سکندر اعظم کی عالمگیر حکومت کا خیال پیدا ہوا۔ اس نے ایک دن برسبیل تذکرہ کہا کہ اب ہندوستان میں کوئی ایسی ریاست نہیں ہے جو مجھ سے سرکشی کر سکے۔ قلعہ جالور کا راجہ کانیر دیو دربار میں حاضر تھا۔ اس نے نہایت بددماغی سے تنکبرانہ لہجہ میں کہا کہ جالور کا قلعہ کبھی مطیع نہیں ہو سکتا۔

سلطان برہم تو ہوا لیکن اس وقت اس نے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ دو تین دن کے بعد راجہ کو دہلی سے رخصت کر دیا اور مہلت دی کہ راجہ جالور کو جس قدر محفوظ کر سکتا ہے کر لے اور دو تین مہینے کے بعد سلطان نے اپنی ایک لونڈی کو جس کا نام گل بہشت تھا سپہ سالار بنا کر جالور کی مہم پر روانہ کیا۔ گل بہشت اپنی فوج لئے ہوئے برق و بار کی طرح جالور پہنچی۔ راجہ مقابلہ نہ کر سکا اور قلعہ بند ہو گیا۔ گل بہشت نے راجہ کو محصور کر لیا اور اس بہادری اور دلیری سے اس نے قلعہ پر حملہ کرنا شروع کیا کہ راجہ کو اس کا گمان تک نہ تھا۔ قلعہ فتح ہونے میں کچھ ہی دیر تھی کہ اچانک گل بہشت بیمار پڑی اور ایسی شدید بیمار پڑی کہ پھر نہ اٹھی۔ گل بہشت سب کچھ کر سکتی تھی لیکن موت کا حملہ روک نہیں سکتی تھی۔

گل بہشت کے مرنے پر راجہ شیر ہو گیا اور قلعہ کھول کر شاہی فوج کو اس نے بہت پیچھے ہٹا دیا۔ گل بہشت کا لخت جگر شاہین راجہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ آخر دہلی سے ایک نئے سپہ سالار کمال الدین نے پہنچ کر جالور فتح کر لیا۔ ❁

ساتویں صدی کے اختتام اور آٹھویں صدی کی ابتدا میں دنیا میں ایک عجیب انقلاب پیدا ہوا۔ امیر تیمور کیا تھا؟ ترکستان کے حدود سے ایک آندھی آنی تھی جس سے ترکوں کی مضبوط سلطنت ہل گئی۔ دمشق و عرب متزلزل ہو گیا۔ تعلق خاندان کی شمع حیات بجھ گئی اور مغل اعظم کی اس عظیم الشان سلطنت کی بنیاد قائم ہوئی جس سے بہتر کوئی حکومت ہندوستان میں قائم نہیں ہوئی۔ گواس فتح کا شہرہ خود تیموری نسل کو پورے سوا سو برس کے بعد حاصل ہوا، لیکن دراصل اس مدت میں سیدوں اور لودھیوں کا دور حکومت اس تیموری تاریخ کی تمہید تھا جس کا سرنامہ ظہیر الدین شاہ بابر کے طغرے سے مزین ہے۔

لیکن کیا ان فتوحات میں عورتوں کی کوئی کوشش شامل نہ تھی؟ امیر تیمور کے کشورستاں لشکر میں بہت سی عورتیں تھیں جو میدانوں میں لڑتی تھیں اور معرکوں میں گھسی تھیں۔ بہادروں سے مقابلہ کرتی تھیں، تلواریں چلاتی تھیں، نیزے لگاتی تھیں، تیر مارتی تھیں۔ غرض کسی بار میں وہ مردوں سے کم نہ تھیں۔ کیا تیموری کارناموں میں ان عورتوں کو کوئی حصہ نہ ملے گا۔

تیموری نسل کا ہر ایک شاہزادہ شجاعت مجسم تھا لیکن کیا تم یہ نا انصافی کر سکتے ہو کہ تیموری شاہزادیوں کو ان کی وراثت سے الگ کر دو۔ بابر نامہ، ہمایوں نامہ، ترک جہانگیری دیکھو ہر جگہ نظر آئے گا کہ تیموری خواتین برابر ہتھیار لگاتی تھیں، گھوڑوں پر سوار ہوتی تھیں، شکار کھیلتی تھیں، شیر مارتی تھیں، چوگان کھیلتی تھیں، تیر چلاتی تھیں، غرض فن سپہ گری سے خوب واقف تھیں۔ ترک بابر کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بابر کو فتوحات کا بل، سمرقند، فرغانہ وغیرہ میں حاصل ہوئے ان میں عورتوں کو بھی دخل تھا۔

نور جہاں تیمور بابر کی بیٹی نہیں بلکہ بہوتھی۔ اکثر نور جہاں ہاتھی پر سوار ہو کر سیر و شکار کو جنگل جاتی تھی اور ایک ایک گولی میں شیر کو ٹھنڈا کر دیتی تھی۔ جہانگیر ترک جہانگیری میں نور جہاں کے شکاروں کا بڑی مسرت سے تذکرہ کرتا ہے۔ ایک جگہ لکھتا ہے۔

”ایک مرتبہ میں شکار کو نکلا۔ ایک ہاتھی پر ستم خان اور میں تھا اور دوسرے ہاتھی پر نور جہاں تھی۔ سامنے جھاڑی میں شیر تھا۔ ہاتھی شیر کی بو پا کر کانپنے لگتا ہے۔ اس اضطراب و جنبش میں نشانہ ٹھیک لگنا اور پھر عماری میں بیٹھ کر نہایت مشکل ہے۔ قدر اندازی میں میرے بعد ستم خان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ مگر ہاتھی پر بیٹھ کر اکثر اس کے تین تین اور چار چار نشانے خطا جاتے۔ لیکن نور جہاں نے عماری میں بیٹھے بیٹھے پہلی ہی آواز میں شہر کو ٹھنڈا کر دیا۔“ ایک مرتبہ نور جہاں جہانگیر کے ساتھ شکار کھیلنے

عجائب المقدور ابن عرب شاہ ص: ۴۳۳۔ تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین ص: ۴۴۴۔

گئی۔ ہاتھی پر سوار تھی سامنے سے چار شیر نکلے لیکن نور جہاں کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔ اس نے نہایت اطمینان سے بندوق چلائی اور دو شیروں کو ایک ایک گولی میں اور دو کو دو گولیوں میں ٹھنڈا کر دیا۔ جہانگیر نہایت خوش ہوا اور چند بیش قیمت زیور نور جہاں کو انعام دیے۔ اس موقع پر ایک شاعر نے برجستہ یہ شعر پڑھا۔

نور جہاں اگر چہ بصورت زن است در صف مرداں زن شیر افگن است  
نور جہاں چونکہ پہلے علی قلی خان شیر افگن کی بیوی تھی اس لئے ”زن شیر افگن“ کی ترکیب نے اس شعر میں چاشنی پیدا کر دی ہے۔

جہانگیر کے اخیر عہد میں نور جہاں کے بھائی آصف خان کے سبب سے نور جہاں اور جہانگیر دونوں کے دل مہابت خاں کی طرف سے صاف نہ تھے۔ آصف خاں کی کوشش تھی کہ مہابت خاں ذلیل ہو۔ جہانگیر دریائے بھٹ کے قریب خیمہ زن تھا۔ آصف خاں ایک دن پہلے ہی فوج سمیت دریا کے اس پار چلا گیا تھا۔ مہابت خاں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور جہانگیر کو گرفتار کر لیا۔ نور جہاں کو موقع ملا تو وہ دریا سے اس پار جا کر فوج سے مل گئی اور وہاں اس نے امرا و اعیان دولت کو بلا کر سخت ملامت کی کہ صرف تمہاری بے احتیاطی سے بادشاہ گرفتار ہو گیا۔ انہوں نے بالاتفاق کہا کہ مناسب یہ ہے کہ کل حضور کی رکاب میں تمام فوج شاہی دریا کے اس پار جا کر جس طرح ہو بادشاہ کی قدم بوسی حاصل کر لے۔

صبح کو تمام فوج تیار ہوئی۔ مہابت خاں نے پل تو پہلے ہی جلا دیا تھا۔ سواروں نے اپنے اپنے گھوڑے اور ہاتھی دریا میں ڈال دیئے۔ نور جہاں بھی ایک ہاتھی پر سوار تھی۔ نور جہاں کے ساتھ شہزادہ شہر یار کی بہن اور شاہنواز خاں کی بیٹی بھی تھی۔ ابھی فوج دریا ہی میں تھی کہ مہابت خاں نے حملہ کر دیا۔ ایک تو فوج دریا میں منتشر تھی ہی اور بھی مزید منتشر ہو گئی۔ عجیب امتری پھیل گئی۔ نور جہاں نے خوبہ ابوالحسن اور معتمد خاں کو کھلا بھجوا کہ دیکھتے کیا ہو تم بھی جواب دو۔ اتنے میں مہابت خاں کے سواروں نے آ کر نور جہاں کے ہاتھی کو گھیر لیا، نور جہاں کی سواری تیروں کا نشانہ بن گئی۔ یہاں تک کہ ایک تیر عماری کے اندر بھی چلا آیا اور شہزادی کے بازو میں آ کر لگا۔ تمام کپڑے خون میں تر بہ تر ہو گئے۔ نور جہاں نے اپنے ہاتھ سے تیر نکال کر باہر پھینک دیا۔ نور جہاں کے ساتھ ’خوبہ‘ سہرا تھے، وہ بھی کام آئے۔ نور جہاں کا ہاتھی زخموں سے چور ہو کر بھاگ نکلا آخر بڑی مشکل سے وہ اپنی فردگاہ کو پہنچ سکی۔ اگر ہاتھی سنبھلا رہتا تو ممکن تھا کہ نور جہاں لڑنے میں بھی دروغ نہ کرتی۔ ❁

❁ تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین: ص ۴۳۶۔

مرزا ہادی نے ترک جہانگیری کے خاتمہ میں ایک عورت کی بہادری کا عجیب واقعہ لکھا ہے گو اس کے اخلاق کی مذمت بھی کی ہے۔

جہانگیر کے زمانہ میں دولت آباد کا قلعہ نظام الملک سے تعلق رکھتا تھا، حمید خاں حبشی نظام الملک کے دربار کا وکیل تھا اور محل میں بالکل حمید خان کی بیوی کا عمل دخل تھا۔ گو ایک معمولی عورت تھی لیکن رفتہ رفتہ نظام الملک کے دربار میں اس کا اتنا رسوخ بڑھا کہ جب یہ سوار ہو کر نکلتی تھی تو سرداران فوج و امراء دولت پیادہ اس کے رکاب میں چلتے تھے۔ نظام الملک ان دونوں میاں بیوی کے ہاتھوں میں ایک کٹہ تپتی تھا۔

اسی زمانہ میں عادل خاں نے ایک بڑی فوج نظام الملک سے لڑنے کے لئے بھیجی۔ نظام الملک کو فکر ہوئی کہ اس کے مقابلہ میں کس کو بھیجا جائے۔ حمید بیگم نے کہا کہ میں خود جاؤں گی۔ اگر جیت گئی تو ٹھیک اور اگر ہاری تو عورتوں کا اعتبار ہی کیا؟ چنانچہ نظام الملک کی رضامندی سے حمید بیگم فوج لے کر روانہ ہوئی۔ راستہ بھر اپنے سپاہیوں کو انعام و اکرام سے خوش کرتی گئی۔ جب دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تو حمید بیگم خود تمام ہتھیاروں سے مسلح ہو کر میدان میں آئی اور پہاڑ کی طرح عرصہ کارزار میں کھڑی رہی اور اس بہادری اور دلیری سے اپنی فوج کو لڑاتی رہی کہ تھوڑی ہی دیر میں عادل شاہی لشکر اس بے سرو سامانی سے بھاگا کہ تمام ہاتھی اور توپ خانے میدان جنگ میں چھوڑ گیا۔

مرزا کے خاص الفاظ یہ ہیں:

”نقاب برقاقت رعنا اگلندہ براسپ سواری شد۔ و خنجر و شمشیر مرصع بکمری بست۔ بعد از انکہ تلاقی صفین و محاذات فتنین اتفاق افتاد از علو ہمت و علو جرأت دلیرانہ بالشکر عادل خوانی مصاف دادہ سپاہ و سرداران را بقتل و حرب و ضرب ترغیب و تحریص نمودہ قدم مردانگی را در آں بحر و غالجہ بیجا چوں کوہ استوار بر جاداشت و آں غنیم و دشمن عظیم را شکست فاش دادہ جمیع فیلان و توپخانہ را بدست آوردہ سالماً و عاناً مراجعت بر افراخت۔“

مسلمان عورتوں کی بہادری کا ایک اور عجیب واقعہ یہ ہے۔

عادل شاہی خاندان جس کے دائرہ حکومت کا مرکزی شہر بیجا پور تھا، پونجی خاتون اس کے سب سے پہلے بادشاہ یوسف عادل شاہ کی بیوی تھی۔ یوسف عادل شاہ نے ۹۱۶ھ میں وفات پائی۔ اس کا نابالغ فرزند اسماعیل عادل شاہ تخت پر بیٹھا۔ کمال خان دکنی نائب السلطنت مقرر ہوا۔ گو نام اسماعیل عادل شاہ کا تھا لیکن سلطنت کمال خاں کرتا تھا۔ اس کو ایک دن خیال ہوا کہ اس نام کو بھی کیوں نہ مٹا دیا۔

جائے۔ پونجی خاتون کمال خاں کے اس ارادہ سے غافل نہ تھی۔ اس نے کمال خاں کو برطرف کرنے کی کوشش شروع کی، لیکن وہ کیا کر سکتی تھی؟ تمام اعیان دربار و سرداران فوج کمال خاں کے قبضہ میں تھے۔ پونجی خاتون نے اس کے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا کہ یا کمال خاں معدوم کر دیا جائے یا عادل شاہی خاندان معدوم ہو۔ اس نے موقع دیکھ کر یوسف ترک کو جو اسماعیل عادل شاہ کا کوہ تھاکل مراتب سمجھا بجھا کر کمال خاں کے پاس بھیجا۔ یوسف نے چپ چاپ ایک ہی خنجر میں کمال خاں کا کام تمام کر دیا۔ یوسف گرفتار ہو گیا اور آخر وہ بھی وہیں ڈھیر کر دیا گیا۔

کمال خاں کی ماں نے اسی وقت کمال خاں کے بیٹے صفدر خاں کو بلا کر معاملہ سے خبردار کیا اور کہا ابھی اسماعیل عادل شاہ اور پونجی خاتون کو قتل کر کے تخت پر بیٹھ جاؤ تمام فوج تمہارا ساتھ دے گی۔ صفدر خاں باپ کی لاش دیکھ کر چاہتا تھا کہ چیخ مارے ماں نے کہا خبردار کمال کے مرنے کی خبر نہ پھیلے۔ لوگوں سے جا کر کہا کہ کمال خاں کہتا ہے کہ اسماعیل عادل شاہ کا سر چاہیے۔

پونجی خاتون پہلے سے سمجھتی تھی کہ یہ آفت آنے والی ہے قلعہ میں اس وقت کمال خاں کی طرف سے تین سو مغل اور دو تین سو دکنی اور محشی سپاہی تھے پونجی خاتون نے ان کو بلا کر کہا ”کہ تم جانتے ہو کہ یہ تخت عادل شاہ کا ہے اور اسماعیل ابھی بچہ ہے۔ کمال خاں ہم کو الگ کر کے خود بادشاہ بننا چاہتا ہے کہ تم میں جو عادل شاہی تخت کا وفادار ہو وہ ہمارے ساتھ قلعہ میں رہے اور ہماری مدد کرے۔ اور جس کو اپنی جان عزیز ہو وہ قلعہ سے نکل جائے۔ تم دشمنوں کی کثرت سے نہ ڈرو۔ کمال خاں کو کفران نعمت کی سزا ضرور ملے گی“ ظاہر ہے کہ ایسی مایوسی کی حالت میں کمال خاں کو چھوڑ کر کون پونجی خاتون کا ساتھ دیتا۔ تین سو مغلوں میں سے ڈھائی سو اور دو تین سو حبشیوں اور دکنیوں میں سے صرف سترہ سپاہیوں نے پونجی خاتون کی معیت گوارا کی اور باقی قلعہ سے نکل کر صفدر خاں سے مل گئے۔ پونجی خاتون نے یہ بھی بڑی عقلمندی کی کہ غداروں سے پہلے ہی قلعہ پاک کر لیا عین موقع پر اگر یہ دشمنوں سے مل جاتے تو کیا ہوتا؟۔

پونجی خاتون نے پہلے چاروں طرف سے اپنے آپ کو قلعہ بند کر لیا اور انہی دو تین سو سپاہیوں کو محل کی چھت پر کھڑا کر دیا اور خود پونجی خاتون، دلشاد آغا، یوسف عادل شاہ کی بہن اور چند عورتیں اسماعیل عادل شاہ کے ساتھ تیر و کمان ہاتھ میں لے کر چھت پر کھڑی ہو گئیں۔ صفدر خاں ایک بڑی جمعیت سے قلعہ کی طرف آیا۔ پونجی خاتون، دلشاد آغا اور سپاہیوں نے صفدر خاں کو تیر اور پتھروں پر دھرا لیا اور اتفاق سے اسی وقت مصطفیٰ آقا عادل شاہی خاندان کا ایک قدیم نمک خوار پچاس تو بچوں کو



لے کر خاتون کی مدد کو آیا اور ان تو بچپوں نے اوپر پہنچ کر گولے اڑانے شروع کر دیے۔ صفدر خاں اپنی ماں کے حکم سے پھرا کر بڑی توپیں لگا کر ابھی قلعہ ریزہ ریزہ کر دیا جائے۔ پونجی خاتون اور دوسری عورتوں نے کہا کہ اگر توپیں آگئیں تو پھر کچھ نہ ہو سکے گا اس سے پہلے کوئی تدبیر کر لی جائے تو بہتر ہے رائے یہ ہوئی کہ سپاہیوں کو چھپ جانا چاہیے اور تمام عورتیں یہیں کھڑی رہیں دشمن سمجھیں گے کہ سپاہی ان عورتوں کو قلعہ میں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا تمام سپاہی ادھر ادھر چھپ گئے اور عورتیں کھڑی رہیں۔ غنیم کی جب نظر پڑی تو دیکھا کہ صرف عورتیں ہیں ان کو ہمت ہوئی اور پلٹ کر انہوں نے دربارہ حملہ کیا قلعہ کا دروازہ توڑ ڈالا عورتوں نے انگلی تک نہ ہلائی اور کھڑی دیکھتی رہیں صفدر خاں چاہتا تھا کہ پہلا دروازہ توڑ کر دوسرا دروازہ بھی توڑ ڈالے کہ سپاہیوں نے نکل کر اس زور سے حملہ کیا کہ دشمن پھر نہ ٹھہر سکا۔ ❁

دو تین سو آدمیوں کا ایک بہت بڑی فوج سے مقابلہ کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ نظام شاہی خاندان جس نے دکن میں تقریباً سو سو برس تک نہایت کامیابی سے حکومت کی اور جس کا درالحکومت شہر احمد نگر تھا اس کی ایک شہزادی نے جس دلیری اور استقلال کے ساتھ اکبر اعظم کی فوج کا مقابلہ کیا وہ قابل حیرت امر ہے۔ چاند خاتون نظام شاہی خاندان کی چشم و چراغ اور عادل شاہی خاندان کی بہو تھی۔ حسین نظام شاہ بھری (بحری نگری) اس کا باپ تھا اور علی عادل شاہ (بیجا پور) اس کا شوہر تھا۔ علی عادل شاہ کے مرنے پر بیجا پور سے احمد نگر چلی آئی اور یہیں رہنے لگی۔

اکبر کو جب ہندوستان کی مہمات سے فرصت ملی تو اس کو شیر دکن کی فکری ہوئی۔ شہزادہ مراد اور خان ناں اس مہم پر بھیجے گئے۔ اس وقت تخت احمد نگر پر برہان نظام شاہ جلوہ افروز تھا۔ نظام شاہ نے صوبہ برار کی اکبر کو پیشکش کی لیکن اس معاملہ کے اختتام سے پہلے برہان شاہ کا انتقال ہو گیا۔ اور برار پر اکبر کا قبضہ نہ ہو سکا۔ شہزادہ مراد اور خان ناں موقع کی تاک میں گجرات میں فوج لئے ہوئے پڑے تھے۔ اسی اثنا میں برہان کا جانشین ابراہیم شاہ امر کے ہاتھ سے مارا گیا۔ منجھو خاں وکیل سلطنت اور آہنگ خاں اور خلاص تینوں میں تخت نشینی کے لئے جھگڑا ہوا۔ ہر ایک نے اپنا ایک جدا جدا بادشاہ بنالیا۔ آخر آپس کا نفاق بڑھا اور خونریزیوں تک نوبت پہنچی۔ منجھو خاں نے جل کر شہزادہ مراد کو لکھ دیا کہ نظام شاہی قوت فنا ہو چکی ہے۔ آپ ادھر کا رخ کیجئے میں بلا تامل احمد نگر کا قلعہ آپ کے حوالہ کر دوں گا۔ مراد چل کھڑا ہوا۔ خان ناں بھی شاہ رخ مرزا والی بدخشاں شہباز خاں راجہ جگن ناتھ راجہ

درگا، راجہ رام چندر اور دیگر امرا کو لے کر روانہ ہوا۔ جب یہ لوگ احمد نگر کے قریب پہنچ گئے تو منجھو خاں کو اپنی عجلت کا رے پر سخت ندامت ہوئی کیونکہ اس اثنا میں منجھو خاں تمام مخالف قوتوں کو دبا کر خود مختار ہو چکا تھا۔ ناچار قلعہ چھوڑ کر نکل گیا۔

چاند خاتون نے دیکھا کہ ہماری آبائی حکومت معدوم ہوا چاہتی ہے۔ اس نے عزم کر لیا کہ جس طرح ہوگا میں سلطنت کو بچاؤں گی۔ اس نے خود پہلے اپنے بعض مخالف امرا کو قلعہ سے علیحدہ کر دیا اور بعض کو توڑ جوڑ کر کے ملا لیا۔ قطب شاہ (گوکنڈہ) اور عادل شاہ (بیجاپور) سے امدادیں طلب کیں اور قلعہ کو ہر طرف سے مضبوط کر کے شہزادہ مراد اور خانخاناں کی منتظر رہی۔ شہزادہ مراد نے ۲۳ ربیع الثانی ۱۰۰۳ھ ہجری کو اپنی فوج قلعہ کی طرف بڑھائی۔ چاند خاتون نے بھی حکم دیا کہ ہمارے توپوں کے منہ کھول دیئے جائیں تمام دن مراد کو شش کرتار ہا کہ قلعہ تک پہنچ جائے مگر چاند خاتون نے ذرہ برابر بھی آگے بڑھنے نہ دیا۔ شام کو مراد تھک کر خود بٹ گیا۔ دوسرے دن شہزادہ مراد شاہ رخ مرزا، خانخاناں، شہباز خان، راجہ جگن ناتھ وغیرہ نے مورچہ ڈال کر چاروں طرف سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ بعض نظام شاہی امرا نے لڑ بھڑ کر چاند خاتون کی مدد کو قلعہ میں جانا چاہا مگر خانخاناں نے جانے نہ دیا۔ شہزادہ مراد اور خانخاناں مہینوں قلعہ کا محاصرہ کئے پڑے رہے مگر وہ قلعہ کو ذرہ برابر بھی ٹھیس نہ پہنچا سکے۔

ادھر چاند خاتون کی حسب درخواست عادل شاہ نے پچیس ہزار سوار چاند خاتون کی مدد کو بھیجے۔ قطب شاہ نے بھی پانچ چھ ہزار سوار اور کچھ پیادے روانہ کئے۔ منجھو خاں، اخلاص خاں و آہنگ خاں اور امرا نے نظام شاہی بھی اسی فوج کے ساتھ ہو گئے۔ غرض اس طرح مل ملا کر ایک زبردست فوج تیار ہو گئی۔ شہزادہ مراد کو اس فوج کا جب علم ہوا تو گھبرا گیا۔ تمام فوج میں ایک کھلبلی مچ گئی۔ آخر یہ طے پایا کہ اس فوج کے آنے سے پہلے پہلے قلعہ لے لینا چاہیے۔ یوں لڑ کر قلعہ میں گھس جانا تو ممکن نہ تھا۔ تین مہینے میں یہاں سے لے کر قلعہ کی برج تک پانچ سرنگیں کھودی گئیں اور ان میں بارود بچھا دیا گیا تاکہ وقت آنے پر آگ لگا کر قلعہ کو اڑا دیا جائے۔

چاند خاتون کو ان سرنگوں کی خبر ہو گئی۔ اس نے اسی وقت بارود نکال کر سرنگوں کو بھرنا شروع کر دیا۔ شہزادہ مراد کو اس کی جلدی تھی کہ اس قلعہ کی فتح میرے نام لکھی جائے۔ خانخاناں کا اس میں ہاتھ بھی نہ لگنے پائے۔ دوپہر کو شہزادہ خانخاناں کے سوا تمام امرا اور فوج کو لے کر قلعہ کے رخ پر مستعد کھڑا ہو گیا کہ ادھر بارود سے قلعہ اڑے اور میں پہنچ جاؤں۔ چاند خاتون اس وقت تک دوسرنگیں بھروا چکی تھی اور تیسری کھودی جا رہی تھی کہ شہزادہ نے سرنگوں میں آگ لگانے کا حکم دیا۔ اس زور کی ایک آواز ہوئی

اور ایک دھماکہ ہوا کہ لوگ سمجھے آسمان پھٹ پڑا یا بجلی ٹوٹ پڑی اور قلعہ کی پچاس گز دیوار دھڑام سے گر پڑی۔ سامنے شہزادہ اپنے خوانخوار راجپوتوں اور مغلوں کے ساتھ کھڑا نظر آیا۔ قیامت نظر آئی۔ لوگوں کے دل بیٹھ گئے۔ کام کرنے والوں نے کام چھوڑ دیا۔ سپاہیوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ فوج کے سردار بھاگ کھڑے ہوئے۔ غرض سارے قلعہ میں عجیب سراسیمگی اور بدحواسی پھیل گئی۔

چاند خاتون کی ہمت دیکھو اسی وقت گھوڑے پر سوار مسلح ہو کر ہاتھ میں تلوار لئے پردہ سے باہر نکل آئی۔ شہزادہ اس فکر میں تھا کہ دوبارہ بھی اڑیں تو حملہ کیا جائے لیکن وہ سرنگیں ہوں بھی تو۔ چاند خاتون نے اتنی ہی دیر میں جلدی جلدی کر کے بیسیوں آگ برس آنے والی توپیں اس شگاف میں کھڑی کر دیں۔ تمام فوج کو تسکین دے کر پھر لڑنے پر آمادہ کر دیا۔ مغلوں اور راجپوتوں نے جان توڑ حملے کئے۔ شہزادہ مراد نے سر توڑ کوشش کی مگر چاند خاتون نے ایک انچ بھی قلعہ نہ دیا اور اس ہمت اور دلیری سے فوج کو لڑاتی رہی کہ قلعہ کی خندق شام تک مغلوں اور راجپوتوں کی لاشوں سے بھر گئی۔ شام کو شہزادہ ناکام لوٹا۔ رات بھر میں چاند خاتون نے خود مسلح کھڑی ہو کر پچاس گز قلعہ کی دیوار تین گز بلند کر دی۔ صبح کو مراد نے دیکھا تو پھر وہی پہلی دیوار حائل تھی۔ موافق اور مخالف دونوں کے منہ سے چاند خاتون کی اس اولوالعزمی، استقلال اور بہادری پر صدائے آفریں و تحسین بلند ہو گئی اور اسی وقت سے چاند خاتون کا لقب چاند سلطان ہو گیا۔

اس ناکامی سے شہزادہ مراد دل برداشتہ ہو گیا۔ امراء اکبری میں مقابلہ کی قوت نہ رہی۔ ناچار صلح کرنی چاہی۔ پہلے تو چاند سلطان نے انکار کیا کہ غنیم بے دل ہو چکے ہیں۔ تھوڑی سی کوشش سے ان کو ہزیمت ہو سکتی ہے لیکن چونکہ لوگ قلعہ میں بند ہو کر گھبرا گئے تھے اس لئے چاند سلطان نے بھی آخر صلح منظور کر لی اور حسب قرارداد براہِ کار کا صوبہ شہزادہ مراد کے حوالے کر دیا۔ ❁

غور کرو! کیا اس سے بھی زیادہ کسی عورت کی بہادری ہو سکتی ہے۔ سلطنت کی بنیادیں کمزور، امراء میں نفاق اور خانہ جنگی، قلعہ میں فوج نہیں، سامان رسد نہیں، قلعہ کی دیوار شکستہ اور منہدم، پہلے سے قلعہ کی حفاظت کا خیال نہیں، اور پھر مقابلہ اکبر اعظم اور خانخاناں سے ایسی حالت میں غنیم کو ہٹا کر قلعہ کو بچا لینا مسلمان عورتوں کا کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے۔

ہم نے اپنی یہ داستان جس سرزمین اقدس سے شروع کی تھی آخر میں ہم پھر اسی کے ایک گوشہ میں آ کر پناہ لیتے ہیں۔ یہ عرب کا گوشہ یمن کے نام سے مشہور ہے۔ پانچویں صدی ہجری کے وسط

میں یہ علاقہ خلافت عباسیہ کے احاطہ اقتدار سے نکل کر دولت فاطمیہ مصر کے قبضہ میں چلا گیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ یمن میں ایک مقام خزار ہے وہاں مشہور قدیم قاضیوں کا خاندان تھا جو آل صلح کے نام سے مشہور تھا۔ وہاں فاطمیوں کی طرف سے ایک داعی زیاد مبلغ پہنچا۔ اس نے اس خاندان کے ایک نوجوان لڑکے میں نجابت اور اولوالعزمی کے غیر معمولی آثار دیکھ کر اس کو اپنے رنگ میں لانا شروع کیا اور اسماعیلی مذہب کی اس کو تلقین کی۔ اس کا نام علی بن محمد صلیجی تھا۔ علی نے جوان ہو کر حوصلہ مند یوں اور اولوالعزمیوں کے پروبال پیدا کئے۔ علی کی ایک چچا زاد بہن تھی جس کا نام اسماء تھا۔ یہ لڑکی حسن و جمال، تدبیر و دانش، علم و فضل، مردانگی و شجاعت میں بے مثال تھی۔ علی کی شادی اسماء سے ہوئی، قدرت الہی نے اس طرح گویا دو قوتوں کو باہم اکٹھا کر کے یمن کی آئندہ قسمت کا ہیولی تیار کر دیا اور ان دونوں کی ہمتوں اور تدبیروں سے پورا ملک یمن ان کے قبضہ اختیار میں آ گیا۔

علی صلیجی کو دشمنوں سے جو معرکے پیش آئے اس میں اسماء اس کی دست و بازو تھی۔ ایک دفعہ جب وہ اپنے شوہر کے ساتھ مکہ معظمہ کی طرف کوچ کر رہی تھی کہ اچانک دشمنوں نے چھاپا مارا۔ علی صلیجی کے ساتھ آدمی کم تھے اس کو شکست ہوئی اور اسماء دشمنوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو گئی اور ایک عرصہ تک ان کی قید میں رہی اور آخر کار خود اپنی ہی تدبیروں سے قید و بند کے دروازے کو توڑ کر باہر نکل آئی۔ اس نے سخت چوکی پہرہ کے باوجود روٹی کے اندر ایک خطر رکھ کر قاصد کو جو ایک سائل کی صورت میں آیا تھا اپنے بیٹے کے پاس روانہ کیا۔ وہ ایک بہت بڑی فوج لے کر موقع پر آ پہنچا اور اسماء آزاد تھی۔ جب تک زندہ رہی یمن کی ملکہ وہی تھی۔ ۳۹۷ھ میں اس نے وفات پائی۔

اسماء کے آغوش تربیت میں دو اور بہادر خاتونان اسلام پل کر جوان ہوئیں۔ ایک اس کی لڑکی فاطمہ اور دوسری اس کی بہو سیدہ۔ فاطمہ نے تو اپنے شوہر کی قید سے جس نے دوسری شادی کر لی تھی، مردانہ وار گلو خلاصی حاصل کی۔ چپکے سے اپنی ماں کو پیغام بھیجا اور وہاں سے فوج منگوا کر مردانہ بھیج بدل کر چل کھڑی ہوئی۔

سیدہ اپنی ساس اسماء کی وفات کے بعد یمن کی ملکہ ہوئی۔ اس کا شوہر مکرم عیاش اور راحت طلب تھا۔ سیدہ نے سلطنت کے بار کو نہایت عمدگی سے اٹھایا۔ بہت سی عمارتیں بنوائیں، شہر آباد کئے، فوج کشیاں کیں، دشمنوں کو تلواروں اور تدبیروں دونوں سے زیر کیا۔ دولت فاطمیہ کی طرف سے جو مراسلے آتے تھے ان میں اس کے لئے بڑے بڑے القاب شاہی استعمال کئے جاتے تھے۔

ابھی ہم کو یمییوں اسلامی ممالک اور سینکڑوں اسلامی شاہی خاندانوں کے تاریخی اوراق اللہ

باقی ہیں۔ ایران و ترکستان و روم و افریقہ و مراکش و اندلس کے اسلامی خاندانوں کی بہادر خواتین کے حالات اس مختصر رسالہ میں نہیں آئے۔ حالانکہ ان ملکوں اور خاندانوں میں بہادر خواتین اسلام کی کمی نہیں۔ لیکن افسوس کہ دوسرے ضروری کاموں کی مصروفیت مزید تفصیل کی اجازت نہیں دیتی۔ مگر جاتے جاتے ہم خواتین اسلام کی ایک روحانی شجاعت و بہادری کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو اس جسمانی شجاعت و بہادری سے بدرجہا بلند و برتر ہے۔ اس سے مراد ان کی اخلاقی و روحانی شجاعت و جرأت ہے۔

آغاز اسلام میں متعدد مسلمان خواتین نے اپنے دین و ایمان کی خاطر سخت سے سخت تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ مگر کبھی جاہد حق سے روگردانی نہیں کی۔ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا مشہور صحابی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔ ان کو ابو جہل نے اسلام لانے کے جرم میں ایسی برچھی ماری کہ وہ جانبر نہ ہو سکیں۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے اسلام سے پہلے ان کو مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے کہ ”میں نے رحم کھا کر تجھ کو نہیں چھوڑا ہے بلکہ اس لئے چھوڑا ہے کہ تھک گیا ہوں“ وہ نہایت استقلال سے جواب دیتیں کہ ”عمر اگر تم مسلمان نہ ہو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے ان بے رحمیوں کا انتقام لے گا“۔ زینبہ رضی اللہ عنہا ایک اور صحابیہ تھیں۔ وہ بھی اسلام کی راہ میں بے حد ستائی کیں۔ ابو جہل نے ان کو اس قدر مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ نہدیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام عیسیٰ رضی اللہ عنہا یہ دونوں بھی صحابیہ تھیں، انہوں نے بھی اسلام لانے کے جرم میں نہایت سخت تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جب بنو امیہ کے مقابل حجاز میں اپنی خلافت قائم کی اور حجاج نے ان پر بڑے سروسامان سے فوج کشی کی تو ان کے رفقاء نے ان سے علیحدہ ہونا شروع کر دیا۔ مخلصوں کی ایک بہت چھوٹی سی جماعت ان کے ساتھ رہ گئی۔ اس وقت حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ گھبرا کر اپنی ماں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور اجازت طلب کی کہ ”اگر مناسب ہو تو میں حجاج سے صلح کر لوں، بہادر ماں نے جواب دیا ”فرزند من! اگر تم باطل پر ہو تو آج سے بہت پہلے تم کو صلح کر لینی چاہیے تھی، اور اگر حق پر ہو تو رفقا کی کمی سے دل برداشتہ نہ ہو۔ حق کی رفاقت خود کیا کم نصرت ہے“۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ماں کے پاس سے واپس آئے اور تمام ہتھیاروں سے سچ کر ماں سے رخصت ہونے آئے۔ ماں نے سینہ سے لگایا تو جسم بہت سخت نظر آیا۔ پوچھا کیا واقعہ ہے؟ فرمایا ”میں نے دوہری زرہ پہن لی ہے۔“ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ”یہ شہدائے حق کا شیوہ نہیں۔“ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے زرہ اتار ڈالی۔ پھر کہا مجھے ڈر ہے کہ دشمن میری لاش کے ٹکڑے ٹکڑے نہ

کریں۔ ماں نے جواب دیا۔ ”بیٹا! جب بکری ذبح ہو جاتی ہے تو اس کو کھال کھینچنے کی تکلیف نہیں ہوتی۔“ اور اس طرح ماں نے بیٹے کو مقتل میں بھیجا اور حق و صداقت کی قربان گاہ پر اپنے جگر کے ٹکڑے کو نثار کر دیا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حجاج نے ان کی لاش کو سر راہ سولی پر لٹکا دیا۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا جب ادھر سے گزر ہوا تو بیٹے کی لاش سولی پر لٹکی نظر آئی۔ کون ایسی ماں ہوگی جو اس پر اثر منظر کو دیکھ کر تڑپ نہ جائے گی، لیکن وہ نہایت بے پروائی کے ساتھ ادھر سے گزر گئیں اور لٹکی لاش کی طرف اشارہ کر کے یہ بلیغ فقرہ کہا۔ ”کیا اب تک یہ سوار اپنے گھوڑے سے اترا نہیں۔“ ❁

اس روحانی شجاعت، اخلاقی جرأت اور بے مثال صبر و استقلال کا نمونہ کہاں نظر آ سکتا ہے؟ ناظرین سے رخصت ہوتے ہوئے اس منظر کو ان کے سامنے کرتے جاتے ہیں جب غرناطہ کا آخری سلطان ابو عبد اللہ اپنے آخری قلعہ کی کنجیاں عیسائی فاتحوں کے سپرد کر رہا تھا اور اپنی تھوڑی سی جماعت کے ساتھ اس سرزمین پر جہاں مسلمانوں نے ۸۰۰ برس حکومت کی آخری نظر ڈالتے ہوئے آنسوؤں کے تار اس کی دونوں آنکھوں سے جاری ہو جاتے ہیں اس وقت سلطان کی والدہ عائشہ آگے بڑھ کر کہتی ہیں کہ ”فرزند من! جس چیز کو تم مرد بن کر نہ بچا سکے اب اس کے لئے عورتوں کی طرح خوب رولو۔“ ❁ اس ایک فقرہ میں استقلال و جرأت کی کتنی روح بھری ہے۔

یہ گزشتہ بہادر خواتین اسلام کے کارناموں کا ایک دھندلا سا خاکہ تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ موجودہ خواتین اسلام آئندہ کی تاریخ اسلام کے لئے کیا کارنامہ دنیا میں چھوڑ جانا چاہتی ہیں؟۔  
فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ.



www.KitaboSunnat.com

❁ الاصل: ۴۰/۳۶، ۲۳۰۔ ❁ لین پول کی ”مسلمان انڈس میں۔“



سیر الصّحایا  
مع  
أوصیایا